UNIVERSAL LIBRARY

OU_222015

UNIVERSAL LIBRARY

عجوبۂ صنائع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمن

یہ نگارنامہ منشآت اردو محاورات لکھنؤ تحریر بے نظیر استاد نامی مشہور مرزا رجب علی بیگ سرور مرحوم

انشای سرور

مرتبہ و مولفہ ناشر شیوا زبان شاعر ہمہ دان سیدی میرزا احمد علی صاحب سلمہ اللہ الوہاب متخلص بہ فصاحت معرفت مرزا محمد صوفی

مطبع منشی نولکشور لکھنؤ میں بطبع مزین مقبول جہان ہوا

باہتمام بابو منوہر لال بھارگو سپرنٹنڈنٹ مطبع ہذا

ے جزو
۶ ورق

اطلاع - اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی اور فہرست مطول اُسکی ہر ایک شایق کو چھاپے خانے سے مل سکتی ہی جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے جو تین صفحہ سادہ ہین اُنمین کتب منشآت و منتخبات درسی مبتدیان اُردو و کتب منشآت ہر قسم فارسی و کتب ابتدائی تعلیمی درسی و کتب عروض و قافیہ درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی دیگر کتب اور بعض کتب دیگر فن سے شائقون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

کتب منشآت و منتخبات درسی مبتدیان اُردو

انشاے خرد افروز - رقعات و عرائض و پروانہ نویسی وغیرہ کا طریق آموزی مصنفہٴ منشی قمر الدین۔ ۹ پا

مکتوبات حسن - بخط شکستہ مصنفہٴ مولانا ابو الحسن صاحب فرید آبادی واقعی بہت ہی مفید کتاب ہی۔ ۴ر

گلشن ہند - یعنے سوال و جواب جغرافیہٴ ہند صاحب حصہٴ اول مولفہٴ منشی جگمندر داس صاحب نایاب کتاب مفید طلبا ے۔ ۶ پا

انشاے مادھورام - خط شکستہ اُردو پورا ترجمہ۔ ۴ر

انشاے بہار بےخزان - رنگین عبارت اُردو مسجع مصنفہٴ مولوی غلام امام شہید۔ ۲ر ۳ پا

دستور الصبیان - کا ترجمہ اُردو۔ ۹ پا

انشاے یادگار صغری - مولفہٴ مفتی غلام سرور لاہوری۔ ۵ر

رقعات اُردو - ہر قسم کے مراتب کے رقعے مصنفہٴ منشی محمد عطا علی متخلص بہ خاک۔ ۱ر

عود ہندی - رقعات مشہور سلیس عبارت موافق روزمرہ بول چال اُردو معلے کے مصنفہٴ مرزا اسد اللہ خان غالب دہلوی و مرتبہٴ چودھری عبد الغفور۔ ۶ر

لذت الافہام - ہر رنگ کے فقرات اُردو و بعض فارسی ہر طرز کی عبارت کا رآمد انشا پردازان از سید علی خان معروف بہ نواب دولہا۔ ۳ر ۶ پا

انشاے دلربا - مصنفہٴ منشی ریوتی پرشاد۔ ۶ر

کتب منشآت فارسی ہر قسم

انشاے بہار عجم - عبارت درسی بغیر لفظ عربی از منشی امانت علی۔ ۱ر

انشاے فیض رسان - مفید تعلیم طلبہ۔ ۳ر ۹ پا

انشاے خلیفہ - تعلیم اطفال کا خلیفہ مع حواشی اُردو دو قسم خط۔

ایضاً بخط نستعلیق۔ ۲ر

ایضاً بخط شکستہ۔ ۲ر

انشاے تمیز - از منشی کالی راے۔ ۱ر ۳ پا

انشاے مادھورام - مشہور عام بخط نستعلیق۔ ۲ر ۳ پا

ایضاً حسب مراتب بالا بخط شکستہ۔ ۳ر

نو باوہٴ منیر - نادر انشا مصنفہٴ میر صافی منیر لاہوری۔ ۱۰ر

نثر الدرر - از مولوی روح الامین عبارت متین نہایت عمدہ۔ ۸ر

انشاے بہار ہند - از منشی عبد العزیز آروی۔ ۹ پا

بعون صناع بیچون و مکان فضل خلاق زمین و زمان

یہ نگارنامہ منشآت اردو محاورات لکھنؤ تحریر بے نظیر استاد نامی مشہور مرزا رجب علی بیگ سرور مرحوم ہے

انشائے سرور

مرتبہ لطف شعار قدردان زبان شاعر ہمہ دان سیدی میرزا احمد علی صاحب سلمہ اللہ الوہاب متخلص بہ شوق معروف مرزائی صاحب

مطبع منشی نولکشور لکھنؤ میں طبع مزین مقبول جہان ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمدت حضرت رب العزت جل جلالہ وعم نوالہ

سبحان اللہ بحمدہ مصنوعات ایزد جہان آفرین اور مخلوقات خلاق زمان وزمین ادراک احاطۂ وہم وقیاس انسانی سے باہر ہین آذہان مقربان ملاء اعلی اسی مقام پر قاصر ہین کن کے کنایہ مین کونین کو پیدا کیا قدرت وحدت کا جلوہ دکھایا فیکون نے اٹھارہ ہزار عالم کو ہویدا کیا جمعیت کثرت کا ظہور رچایا ملائکہ کو اپنا کلام پاک سنایا عقل عنایت کی مقرب بارگاہ بنایا اضداد عناصر کو اتفاق ہوا نفخت فیہ من روحی بعض کو شاق ہوا آدم ابوالبشر کو تنگنائے کتم عدم سے وسعت آباد ہستی دکھایا اس مشت خاک کا عجز یہ پسند آیا کہ سزاوار رحمت ہوا فرشتون کو رشک آیا خاکی نژاد غرابتر وار قدسیون کا مسجود ہوا معلم الملکوت غرور کردار بادۂ نخوت کا مبہوت لعنت نصیب مردود ہوا تمار اس رافت ورحمت کے جب آدم زاد خاکی بنیاد کو ادائے مراتب حمد وسپاس مین سراسیمہ وعاجز پایا قلزم زخار بخشش نے دفعۃً جوش کیا زبان قدرت سے آپ اپنی حمد فرمائی بندۂ درماندہ کو اس بارگران سے سبکدوش کیا اصلاح کار عالم کیواسطے

انبیاے عالیمقدار و پادشاہان والا تبار کی ضرورت ہوئی نبیون کے ہاتھ مین چراغ ہدایت و شریعت شہریارون کے قبضۂ قدرت مین صمصام انتظام و عدالت عنایت ہوئی خلاصہ یہ کہ وہ خلاق آفاق بالاتفاق پرستندگی کے سزاوار رہے بندے کا بندگی کرداررہے

میمنت نعت جناب خاتم النبوۃ علیہ الصلوۃ والتحیۃ

اور نعت ستودہ صفات حضرت خاتم المرسلین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین مجال بشر سے محال ہے جسکی شان مین یہ کلام ایزد بیہمال ہو اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَے النَّبِیِّ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا مخفی نرہے کہ جناب فیض مآب فلک انتساب مسند آراے بزم فضل و افضال طغراے منشور عزت و جلال صبح عید سعادت و فیروزی مصباح کاشانۂ حشمت و بہروزی رونق افزای انجمن طرازندۂ دیہیم علوم ہر فن صدر نشین دولت و اقبال آبروی بزم شوکت و اجلال زبدۂ نتائج عناصر و اجرام عمدہ منشاء خلقت و انام دیباچۂ نسخۂ رافت و قدردانی عنوان صحیفۂ نوازش و مہربانی دریادل فیاض روزگار حاتم سخانیسان نثار مہر سپہر جود و کرم عطارد تحریر خورشید حشم عقدہ کشاے مشکلات عاجزان برآرندۂ حاجات درماندگان جناب مستطاب منشی نولکشور صاحب ادام اللہ شوکتہم کہ صانع نادر نگار و نقشبند اعجوبہ کار نے اپنی قدرت کاملہ و حکمت بالغہ سے ذات سرچشمۂ تفضلات مین عجب جوہر ذاتی و کمالات صفاتی عنایت فرمائے ہین کہ زبان خامہ تحریر سے قاصر ہے اقبال دست بستہ ہر لحظہ غلامی مین حاضر ہے

نظم

بر و نعت وصف و ثنایش ز حیز تحریر
کہ ذات او شدہ ملجای ہر غریب و امیر
شریف گوہر درج شرافت و اطاف
رئیس ابن رئیس و امیر ابن امیر
بہر کجا کند ابر نوال او بارش

بدہر نیست کس او را غرض سہیم و نظیر
زبان نہ دہمہ خلقست لطف و نعامش
کہ بر سپہر سخاہست ماہ پر تنویر
شود ز جنبش کلہاش زیست بیکلان
شوند ہمسر اہل دول غریب و فقیر

سحاب جود و سخاہست بحر لطف و کرم
بر آسمان مروت بسان مہر منیر
بدیع جوہر اعراض فضل شد ذاتش
ہمین سزد کہ بعیسیٰ اگر کند تقریر
ز جو غیر بجر سخا و عطا و ہمت او

شده است حاتم طے غرق لجۂ تشویر	چو نام نامی منشی **نولکشور** شده	چرا نہ شاد شوند از درش غریب امیر
تو ولیکہ بر در تو جبر عاجزان حاصل	مراد عزت و دولت ہزار ہا توقیر	چہ شرح علم و سخاو مروت و جودت
کہ روشن است بآفاق مثل ماہ منیر	چو سالما شده مداح تو مناسب است	کنی ز لطف برای گذارہ اش تدبیر

بنظر فیض عام و رفاہ کافۂ انام دفتر علم و ہنر کو وہ رونق دی کہ زمانۂ سلف سے آج تک کبھی نہین ہوئی تھی اور وہ نسخۂ نادرۂ روزگار اعجوبۂ کار اور کتب ادیان وابدان غیر مروجہ ہر زبان بصرف زر خطیر چھپوائین کہ بجز نام عنقا صفت معدوم تھین جو ہر شخص کے دیکھنے مین آئین ہفت اقلیم مین علم دینی و دنیوی کو رواج ہوا اسی عیسیٰ دم کی ہمت عالی کی بدولت مرض جہالت ہندوستان کا علاج ہوا بمقتضاے علو ہمتی و عالی حوصلگی ابتداے معرکۂ جنگ روم و روس سے بلا تعصب روزانہ اخبار چھاپا جاتا ہے ہر شہر و قریہ مین تاریخی حال ناظرین کے دیکھنے مین آتا ہے ہزار ہا اہل ہنر کامل صد ہا محتاج جاہل اسی وسیلہ سے فیض پاتے ہین آسودہ حال ہو کر بفراغ البال ترقی اقبال مناتے ہین کارپرداز ترقی خواہ برگزیدۂ زمان مطیع فرمان ہین دلسوزی و جانفشانی مین حاضر و غائب یکسان ہین علی الخصوص مجمع حسن و اخلاق فرخندہ سیرت حمیدہ خصال **لالہ بشیشر دیال** صاحب مہتمم و رونق دہ مطبع کانپور خلق و مروت مین مشہور مرد معقول شریف ہنر پرور کارگزار محاسب لاجواب مین خوش کردار ہین اور جناب خواجہ صاحب افصح الفصحا ابلغ البلغا شاعر شیرین مقال ناثر نازک خیال سرآمد معاصران وحید زمان ہماے اوج سخنوری یادگار خاقانی و انوری تاریخ گوئی مین یکتا مستند الشعرا حضرت خواجہ **محمد مرتضی خان صاحب بہادر** متخلص بہ **بقا** زبدۂ بقائے نواب خواجۂ ابوالحسن خان بہادر سابق صوبہ دار با اختیار کشور کشمیر و عمدۂ عشائر نواب خواجۂ **سعد اللہ خان بہادر** شاہجہان صاحبقران کے وزیر جنکا عدیل زمانہ مین دشوار ہے نزاکت سخن قدمو نیز شار ہے

سبب تالیف لطیف

جناب منشی صاحب ممدوح کو بسبب قدر دانی و جوہر شناسی حضرت ولی نعمی والد ماجد مرحوم و مغفور مرزا رجب علی بیگ سرور مصنف فسانۂ عجائب ساتھ کمال محبت و عنایت بلکہ بہرحال منظور نظر رعایت تھی وہ بھی تا بقید حیات مرہون سپاس ممنون احسان بیقیاس رہے چنانچہ بنظر اتحاد قدیمانہ و نوازش کریمانہ منشی صاحب موصوف کو مرکوز خاطر عاطر ہے کہ جسقدر کلام مرزا ے مرحوم کا ہاتھ آئے چھپوا دیجیے تا کہ یادگار رہے ضائع نجائے چند نوازش نامجات جو بنام کمترین فرزند افتخار بخش سرنیاز ہوئے تھے اور اکثر یہ مختلف حلیۂ تحریر سے سرفراز ہوئے تھے حسب فرمان والا اس ہیچمدان کج مج زبان خوشہ چین ارباب انکسار احمد علی خاکسار ازلی نے ترتیب وار ایک جا کیا اور انشاے سرور نام رکھا امید واثق در جار صادق ہے کہ مقبول خاطر انام ہو بخیر انجام ہو

آغاز مکاتیب اعجاز طراز

عرضداشت حضرت ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ عرصہ ہوا خانہ زاد نے نسخہ فسانۂ عجائب پیشکش کیا تھا گو ہدیۂ مور ناتوان پیش سلیمان زمان اور نذر گدا آگے سلطان جہان کے حقیقت نہین رکھتی مگر نگاہ پرورش شاہنشاہ زمان مثل خورشید درخشان گل و خار پر یکسان ہوتی ہے اس امید پر ہمہ تن چشم و گوش عتبہ بوسی کا رہا لیکن ناسازی بخت نے محروم رکھا اب جمعیت پریشانی اور سامان بیسامانی سے گھبرا کے عرض رسا ہون کہ اگر سلک کفش بردارون اور زمرۂ جان نثارون مین آبرو پاؤن تو سر خاک فتادہ سے کمر خمیدہ فلک پیر چھوآؤن بقدر لیاقت خانہ زاد کو جو کچھ فرمان بندگان والا دربان ہوگا بجا آوری اُسکی فخر و سعادت جانکر جان تک دریغ نہین الٰہی کوس جود و سخا و غلغلۂ کشورستانی و شہرۂ جہانبانی بلند آوازہ و گلشن سلطنت شاداب و تر و تازہ بادسے الٰہی در جہان باشی باقبال + جوان بخت و جوان دولت جوان سال

عرضداشت بموقف عرض باریافتگان آستان ملک پرستان حضرت

ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہٗ گل کی روش چاک گریبان غنچہ صفت دلتنگ
کیطرح نالان حضرت کے قدمون سے دور بدبخت غمگین بسر و بر عرض رسا ہے

ع آسمان ز رفت و زمین مسک و دوران ناساز ۔ مددلے آہ کہ از سینہ بر آرم آوازہ

ع لکھنؤ مین جب نہو وے تاجدار لکھنؤ ۔ کیون نہ پامال خزان ہو سب بہار لکھنؤ ۔ اے

سلیمان چھاتی ہین خاک پر یان راتدن ۔ ساتھ حضرت کے گیا عز و وقار لکھنؤ ۔ حضرت کے قدمون سے چھٹ گئے بستی مین اُجڑے لٹ گئے تقدیر برگشتہ ہوئی تمام رات اپنے دلون کو روتے ہین ایسے سانحہ دنیا مین کم ہوتے ہین قبلۂ عالم کی برکت سے شہر غیرت گلزار تھا گلی کوچہ رشک باغ ہرا بہار تھا اب سنسان ہُو کا مکان ہوگیا ایسا بسا بسایا نگر ویران ہوگیا وہ قصر و ایوان خجالت دہ جنان قیصر سے جسکے دربان تھے زیر آسمان بر روے زمین اس جھکڑے کے اور کہان تھے کیونکر سینے مین سانس برچھی کا کام نکرے جب اُنمین خوگیر کی بھرتی بھرے وہ نہر جسکے دید کی سمندر کو لہر ہو دفعۃً یہ قہر ہو کسطرح حیرانی نہو جب اُسمین بوند بھر پانی نہو غضب کا مقام ہے ساون جائے بھادون آئے بھری برسات مین وہ سر پر خاک اوڑاے خدا کسیکو بے وارث و والی نکرے مالک سے مکان کو خالی نکرے فرح بخش سخت دلتنگ ہے بے مکین مکان کا عجب رنگ ہے جن کمرون کے دیکھنے کا پریون کو خار تھا اُس گلزار مین بلبل کو ادب سے جھکنا دشوار تھا طالع اُسکا شوم ہوا ہما نے منھ پھیرا الخوست نے گھیرا مسکن زاغ و بوم ہوا طاقون مین طوطے کا نسون پر کوے منڈیرون پر مینا برجون مین ابابیل چھت پر چیلین ہین ویرانے پن کی دلیلین ہین جھاڑون پر جھاڑو پھری کوڑے کے مانند جھاڑ ڈالا فرش بیکار سمجھکر پھاڑ ڈالا پہلے تو راہ صاف کی ہوا بلند و پست ہوا اس حال مین جا بجا ضرورون کا بند و بست ہوا حلال خورون کو حرامزادے پکڑ لیگئے گھر گھر سنڈاس بند ہوئے لوگ غلیظ قسمین کھا کے حاجتمند ہوئے زبردست کے قبض و تصرف مین گھرے سر دست غریب غربا پیٹ پکڑے پھرے تلوچ پورے کی گڑھیا نجاست کی علت مین گھری ہے قصابون سکے گلے پر چھری پھری ہے غیر حاضری کی وجہ لکھنی ضرور ہے خدا جانتا ہے

کہ یہ

بندہ مجبور ہی جو وظیفہ سرکار سے پاتا تھا وہ سب خرچ ہو جاتا تھا تہیدستی مین ندامت کے
سوا اور کیا ہوتا ہے مفلسی کا پیچ بُرا ہوتا ہے حضور روشن ضمیر ہین سب کا حال آئینہ ہو چھپا
کیا ہے اے پروردگار مالک آسمان و زمین احکم الحاکمین جب تک دورہ سپہر زنگاری
رہے میرے سلطان عالم سکندر حشم کا سکہ شرق سے غرب تک جاری رہے
عرضی مہاراجہ صاحب خداوند نعمت فیاض زمان غریب پرور غربا نواز حاتم دوران
زاد حشمتہم الحمد للہ کہ فلک کج رفتار سیدھا ہو کر بر سر ساز ہوا گو تمنا دیر مین بر آئی مگر درست
بر آئی ہم چشموں کی نظر مین ممتاز ہوا پروردگار عالم حاکموں کا حاکم کرے اِس ذرہ نوازی
سے مضطر کی چارہ سازی سے سریر حکومت پہ جلوہ افروز رکھے شب برات
دن عید ساتوں روز جلسۂ نو روز رکھے یہ جو اِس ہیچکارہ کی قدردانی اور عزت افزائی فرمائی
ہے جو جو رئیس نامدار گذرے اور امیر اولو العزم باوقار ہین یہ حرکت سب سے ہوتی آئی ہی
ع سلیمان با ہمہ حشمت نظر ہا داشت با موری ﴿هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ﴾
کلام خلاق جن و انسان ہی شبہہ و شک کی جا نہین کسنے اِسکو پڑھا لکھا دیکھا نہین
فیض عام خاص اسی کا نام ہی دانا کے واسطے دام ہی نفیس طبعوں کے لیے شیرۂ بادام ہی
اللہ جانتا ہی طول مدت کا بہت ملال تھا گمان خفقان بڑھتا تھا کیا کیا احتمال تھا شکر کا
مقام ہے کہ انجام بخیر ہوا ایام گزاری کا وسوسہ منجر بتغیر ہوا کارساز عالم نے حضور کو
حاجت روا ہمکو حاجتمند کیا ہے کھُلم کھُلا ہے کہ ہماری حاجت کو دست ملازمان والا مین
بند کیا ہے کھانے کا لطف فاقے سے ملتا ہے سائے کا مزا دھوپ کے تڑاقے سے ملتا ہے
صحت کی قدر بیماری سے ہوتی ہے امارت کی دھوم غریب کی کار برآری سے ہوتی ہے
ہم تشنہ لب آپ بحر جود و نوال ہین لازم و ملزوم بہر حال ہین محتاجین بود کو نابود
جانتے ہین اور صاحب دولت و حشمت اُنکی مدد کرنے مین نمود جانتے ہین **بیت**
چہ فرخ فریدون فرشتہ نبود ✤ ز مشک و ز عنبر سرشتہ نبود ✤ اسواسطے کہ جوادی کی
صفت نیر تابان سے زیادہ درخشان ہوتی ہے مثل برق غرب و شرق مین چمکتی لپکتی ہی حاسد
بدبخت کی آنکھ جھپکتی ہی خیر تقریر کو بھی طول ہوا سخن سازوں مین مشمول ہوا خلاصہ یہ

کہ شقہ کو کھولا تہی دستی کے باعث نقد جان سے تولا ہر فقرہ رنگین غازۂ شاہد معانی تھا خدا گواہ ہے مطلب متین آئینۂ جمال خوش بیانی تھا واہ واہ ہے بحر ناپیدا کنار کو زے مین بند ہے کس طول کا اختصار کیا ہی جنبۂ منشی دل پسند ہے کار کیا ہی اگر ملا ظہوری کا ظہور ہوتا بہ رنگ طفل دبستان معترف بقصور ہوتا تحریر منشیانہ تقریر مدبرانہ کسقدر مطلب خیز ہی نامۂ نامی شقۂ گرامی توقیر کی دست آویز ہی فیضی زندہ ہوتا تو فیض پاتا ابو الفضل با این فضل و کمال آنکھون سے لگاتا قتیل کے ڈھنگ کا گو زمانہ زخمی ہی وہ بھی اس نہر فصاحت و بلاغت سے اپنے لب تشنہ سیراب کرتا طاہر وحید بھی یکتا سمجھکر سلاست کا دم بھرتا بیک نگاہ مضمون کا حاصل ذہن مین نہ آیا سبحان اللہ بغور غواصی کر کے مدعا نکال لایا مطلب سمجھا بسم اللہ ترتنخواہ کو منظور ہی ایک جملہ مطلب میرا ہے اُسکا عرض کرنا ضرور ہے حسب ارشاد یار و دیار چھوڑتا ہون یہان کی بود و باش سے مُنہ موڑتا ہون یہ ملحوظ خاطر ملازمان رہے کہ پھر بندے کی تخیلہ مین عزم سفر نہو تو ترتنخواہ گوشۂ عافیت مین بسر کرے دربدر نہو فقط زبان ہلانے مین کام ہوتا ہے ترم خوردہ رام ہوتا ہے خداوند نعمت سمجھین بیدام ہاتھ آیا بندہ جانے قدردان پایا بڑی نیکنامی ہی اگر خلق خدا کی زبان پر یہ کلمہ مشہور رہے کہ حضور کی قدردانی سے حزین کے پہلو مین سرور رہے اہل و عیال کو بھی ہمراہ لاؤن گا حُب وطن کو دل سے بھلاؤن گا گردش تقدیر سے عجب سامان ہو گیا لکھنؤ ویران ہو گیا گل کی جگہ خار ہی الجھنا ناگوار ہے اگر پامالی کی حقیقت اظہار کرون انجام نہو تا زیست تحریر تمام نہو

عرضی نواب نامدار حاتم شعار وزیر اعظم دستور معظم عالی ہمت والاشان فیاض زمان دام حشمتہم محرومی ملازمت باریابی کی حسرت جو وقوع مین آئی ہی سراسر فلک کی کجی نصیب کی نارسائی ہے مگر جب در دولت پر حاضر ہوا داروغہ صاحب نے کبھی کہا اِسوقت فرصت نہین گاہ یہ کہ موقع نہین مصلحت نہین میر عابد علی صاحب نے مکرر کہا اُنھون نے بھی یہی سُنا القصہ حضور کلکتہ کو تشریف فرما ہوئے جو یہان رہے گرفتار بلا ہوئے نہ راے ماندن نہ پاے رفتن ناچار رہتے ہین تو کیا رہے زیست سے بیزار رہے

تیرہ مہینے سے صفائی ہو تنخواہ کی صورت نظر نہین آتی ہی زمین پانون کے نیچے سے نکلی جاتی ہی جان زیست سے تنگ ہی روتی منہ پر نہین رحم فرمایئے تو وہی رنگ ہی آجتک بسبب مکروہات عرض حال نہین کیا دیر ہونیکا ملال نہین کیا اب اگرچہ حکم ہوجائے تو یہان سے جان چھڑا کے وہان تک پہونچ جاؤن کشمکش سے نجات پاکے جان بچاؤن

شہر خالی بے وارث و والی ہی یہان کے رہنے مین دل میرا رنجیدہ ہے گندہ رنگ زرد ہی

عرضی دادرس مظلومان غریب پرور شرفا نواز حاتم ہمت والا منزلت دام حشمتہ

ع شکر نعمتہاے تو چندانکہ نعمتہاے تو۔ شقہ خاص مرحمت اختصاص چھٹی جمادی الاول کا لکھا عین انتظار سر آیا انتشار مین طلب خیز گہر ریز ہوا پروردگار عالم اس غریب نوازی مضطرون کی چارہ سازی سے سلامت باعز و کرامت رکھے اور حسب استدعاے ترقیخواہان باحسن عنوان کامیاب کرے ذخیرہ اندوز مطالب بہرہ یاب ثواب کرے اس زمانہ مین کہ ہر شخص اپنے اپنے حال مین مبتلا ہی نزول حوادث بلا ہی خداوند نعمت فی الحقیقت حاجت روائی نیک کام ہی جوانمردون کا اسی مین نام ہی ملاحظہ فرمایئے امداد حسین خان مر گئے کسی کا کام نہ نکلا جمع کرکے دھر گئے مفت برا سکے مزے اڑائینگے ان کے نامہ اعمال مین لکھے جائین گے لازم اس کا لٹانا تھا جو کچھ تھا ساتھ لیجانا تھا مال وہی خوب ہی جو ساتھ جائے نہ کہ اسکے مآل مین ایذا اٹھائے خوشامدی بہت ہوتے ہین ناصح دلسوز کہین نہین ملتا راست گو خیر خواہ کہین ملتا خداوند نعمت ہم اپنے محسن کو دعاے خیر کرتے ہین سب کو سناتے ہین۔ الٰہی آفتاب دولت تابان رہے

عرضی غریب پرور حاتم ہمت سکندر صولت فیاض زمان دارا دربان دام اقبالہ

پروردگار عالم نے اس دار ناپایدار مین کوئی شی بیکار خلق نہین کی اکثر لازم و ملزوم ہین سبکو معلوم ہین بہت توام جیسے شادی و غم اور کتنی چیزین وہ ہین ضد جنکی کام تمیز کا ہی صحت یا بیماری دولت یا ناداری طول اس کا بیجا ہی دانشمندون پر ہویدا ہی تقریر زائد کے طول سے سامع ملول ہوتا ہی کلام مہمل فضول ہوتا ہی الحاصل میران نامدار و ذیشان والا تبار فقط محتاجون کی حاجت براری کو خلق مین خلق ہوئے ہین

قدر دانی امیر کو چاہیے جانفشانی غربا کو علی الخصوص ذات ستودہ صفات کہ امیدگاہ سرگشتگان کوی ناکامی اور نام نامی ہر شخص کا مددگار اور حامی ہے اس ہیچکارہ کو بھی دامن دولت ہاتھ آیا ہی طالع رسا نے بعد گردش یہان تک پہونچایا ہی امیدوار ہون کسی خدمت پر مامور ہو کر بقیۂ زندگانی دعاے دولت ابد مدت مین بسر کرون شام ناکامی کو صبح سعادت کی سحر کرون عدم لیاقت دامنگیر حال ہی ترقیخواہ پابزنجیر ہی مگر غریب پروری اور بیکس نوازی حضور کی عقدہ کشا ہی بہر حال اُسی کا بھروسہ ہی الٰہی بتصدق ائمۂ اطہار یہ امیر نامدار شب و روز مسند کامرانی پر جلوہ افروز رہے اور ساتون دن مد نظر جلسۂ نوروز رہے

عرضی غریب پرور فیاض زمان حاتم ہمت فریدون فر دام اقبالہٗ خداوند نعمت بیکاری کو اتنا عرصہ گذرا کہ حساب اُس کا یاد نرہا خلاصہ یہ ہی اب نوبت بجان کارد باستخوان ہی چھوٹے چھوٹے بال بچے فاقون سے مرتے ہین مگر دعاے ترقی دولت سرکار ورد زبان کرتے ہین چھ مہینے سے در دولت پر پڑا ہون دائرۂ افلاس مین گھرا ہون خداوند عالم و دانا ہی جس بیحیائی سے اپنا پیٹ پالتا ہون مصیبت کے دن ٹالتا ہون ایسا جینا مرنے سے بدتر ہی کہ مدت ہوئی لڑکے بالون کے حال سے بیخبر ہی اس قطع پر یہ قطعہ حسب حال ہی

قطعہ ببین آن بی حمیت را کہ ہرگز ٭ نخواہد دید روی نیکبختی ٭ تن آسانی گزیند خویشتن را ٭ زن و فرزند بگذارد بسختی ٭ عزیز و اقربا کو منھ دکھلانے کے قابل نہین وطن جانیکے قابل نہین یہی خیال آتا ہی کہ بیابان مرگی اختیار کرو عیال و اطفال کو چھوڑ و ترک شہر و دیار کرو لتٰد حال زار پر رحم فرمائیے جس علاقے مین مرضی ہو بھیجدیجیے اس غریق بحر فاقہ کشی کو روٹی کے گھاٹ لگائیے اجر غریب نوازی کا بیکسون کی چارہ سازی کا خدا دیگا چھوٹا بڑا دن رات دعا دیگا الٰہی آفتاب دولت و حشمت افق اقبال سے تابان رہے

عرضی خداوند نعمت شہسوار جود و سخا یکہ تاز عرصۂ بخشش و عطا دام اقبالہٗ فدوی بیکس و ناچار بلاے گردش ابلق لیل و نہار سے افلاس مین گرفتار تھا بے یار و مددگار تھا حضور نے غریب پروری غربا نوازی محتاجون کی چارہ سازی کی راہ سے

اصطبل خاص کی خدمت عنایت کی ہمچشموں مین آبرو ہوئی اُس کہنہ لنگ پر رعایت کی فدوی جان و دل سے سرگرم کاروبار رہا آین لاغری رات دن جانفشانی کو تیار رہا گو توقیر مین سائیسون سے بدتر ہون مگر حساب تنخواہ مین برابر ہون ہر ایک سائیس لید تھاپ کے کنڈے تھاپتا ہی بچون کو پالتا ہی آور علیسی جان ایسا پلید ہی کہ سرکنڈے جلاکے دن کاٹتا ہی دانے کا ایک دانہ دو ربینوں کے نزدیک حرام ہی جو ناداں دفنی چور حرام خور ہین یہ اُن کا کام ہی بہت دنون زبان کو لگام دی نہ کھولا بجز دعاے دولت کچھ نہ بولا مفلسی نے اب مضمہ لیا ہی تہیدستی نے کاوا دیا ہی زندگانی سے تنگ ہون ناچار جامے سے باہر ہو کے فلک سے برسر جنگ ہون کہ روز تازی مصیبت سر پر ڈالتا ہی ترکی تمام ہوئی جاتی ہی وہ انگھڑ چالین نکالتا ہی حضور والا شہسوار جود و سخا ہین محتاجون کے حاجت روا ہین فدوی عیال دار ہی زیر بار ہی کوئی ایسی صورت ہو تا زیست در دولت چھوڑ کے در غیر پر نجاؤن اور جلے چرخ سے نجات پاؤن آلٰہی ابلق لیل و نہار زیر ران اور سمند سبز فام فلک تیزگام مطیع فرمان خادمان رہے

عرضی غریب کے پلنے والے رنج کے ٹالنے والے سلامت فدوی سنے جلوس کی تاریخ کہکے گذرانی اُسکے جلدو مین پچاس روپیہ ہر مہینے خزانہ سے پاتا تھا کبھی جو کسی کتاب کے ترجمے کا ارشاد ہوا بجا لاتا تھا چنانچہ شمشیر خانی کو اُردو مین لکھ کے سرور سلطانی نام رکھا ہی اور بہت صاف اُردو مین لکھا ہی الغرض بڑھاپے کے دن نکمے ہوتے ہین گھر مین بیٹھا تام کرتا تھا پیری کی صبح کو شام کرتا تھا بارہ سے سرسٹھ ہجری مین یہ سررشتہ بہم پہونچا اب بارہ سے تہتر ہجری مین اس سال مین محرم اور صفر تک وصول ہی ربیع الاول سے باقی ہی زیادہ عرض کرنا فضول ہی مصرع کہ خواجہ خود روش بندہ پروری داند۔ آلٰہی آفتاب دولت و اقبال تابان اور درخشان رہے

یکم اپریل سنہ ۱۸۵۷ع مطابق ۲۴ رجب سنہ ۱۲۷۳ ہجری

عرضی سرفراز عالم سزاوار سریر سلطنت رئیس رفیق پرور رونق ریاست فریدون فرمانروا مملکت مہر منور حافظ حقیقی حامی رہے تمناے ملازمت مین اگر دفتر

لکھوں اٹھا یا ہی دست و قلم کا کیا یارا ہی لہذا اس فقرے پر تمام کیا بعجز سلام کیا خدا نعمت
شقۂ والا کھولا دیکھا کہ لکھا مع ہنڈوی مرسلۂ محرم کی دوسری تاریخ یہان آیا سر
خاک افتادہ آسمان پر پہونچا لیکن اُسوقت یہ حال تھا کہ دیکھنے والون کو رنج و ملال تھا غشی سے
آنکھ کھولنی محال تھی اور بات کرنیکی تو کیا مجال تھی اتنا ہوا کہ اُسکو لیا آنکھون مین آنسو بھر آئے
سرہانے رکھدیا چھٹی تاریخ اتنا سمجھا کہ یہ شقہ بنارس سے آیا ہی مہاراج بہادر نے
بھجوایا ہی اُسکے پڑھنے کا عزم ہرچند رہا آلا عارضہ نے اجازت ندی کھولنے مین بند رہا
وحشت انتہا کی تھی دماغ مین خلل ہوا تھا اسواسطے مسہل پر عمل ہوا تھا خلاصہ یہ ہے
بارھوین تاریخ اُسکو کھولا پڑھا اپنے حال پر سخت تاسف ہوا ملال بڑھا حکیم صاحب نے
وہ رقعہ وصول کیا آجتک وہ امانت دار ہین ہم فقط پڑھنے کے گنہگار ہین ابتدا مین سبکو
یقین کامل تھا یاس کا مرتبہ حاصل تھا لیکن حیات مستعار باقی تھی حضور کے قدمبوس ہونیکی
مشتاقی تھی کہ جان تو بچ گئی وہ گھڑی تو ٹل گئی مگر کوئی پہچانتا نہ تھا ایسی صورت بدل گئی تھی
عارضہ مین عشق و جوانی کی نشانی نظر آتی تھی محبت کی کیفیت پائی جاتی تھی پوست اور
استخوان باقی تھا بستر پر نشان باقی تھا ہڈیان پسلیان کھل کے اندر سے گنی جاتی تھین
جسم ہیولی تھا رگین گل ترکی رگون کو شرماتی تھین اسطرح کی طبیعت علیل ہوئی محرم
تمام ہوا مگر صحت کی نہ سبیل ہوئی دسوین گیارھوین صفر کو عارضہ کا سفر ہوا فی الجملہ
اُس ضعف و ناطاقتی سے مفر ہوا اُنیسوین کو نذر کی شیر برنج دو تین پیسے بھر خادم نے
کھائی صبح نکس ہوا تپ اور کھانسی نے گھیرا صحت نے مُنہ پھیرا پھر خرابی نے صورت
دکھائی یکبارگی ایسا ہوا کئی دن نیند نہ آئی آخر کار ناچار حکیم صاحب نے کہا ماءالجبن کی
تجویز ہی صرف پر خیال نکرو جان بہت عزیز ہی خدا جانے کیا کیا ہوا بہرکیف سامان اُسکا
مہیا ہوا ساتوین ربیع الاول سے اُسکا لگا ہی دیکھا چاہیے مرضی خدا کیا ہے
لیکن عنایت ایزدی سے طبیعت بحال ہی اتنی شکایت ہی کہ ضعف بدرجۂ
کمال ہی اگر پروردگار عالم کو ہماری زیست اور سرخروئی منظور ہی طاقت بہت جلد
عنایت کرے گا بنارس کتنی دور ہی اپنی غیر حاضری کی وجہ سے ملال اور عزیزون کی

چشمک کا خیال آٹھ پہر رہتا ہی مگر فقیر کو حضور کی پرورش پر تکیہ ہی یہ سہارا مد نظر رہتا ہی اگر زندہ ہون اور فی الجملہ توانائی جسم مین آئی تو بندہ پروانہ ہوتا ہی ورنہ بشر مین کیا ہی مرجانے کو ایسا ہی کچھ بہانہ ہوتا ہی ایسا ہی ہوا ہی کہ آب لکھنے پڑھنے کو عاری نہین کوئی عارضہ تہین بیاری نہین امیدوار ہون کہ غریب پروری کی راہ سے جواب اسکا جلد عنایت ہو کہ اُسکے آنے سے جسم مین جان آئے دل و جگر کو طاقت ہو لکھنؤ کی خرابی بدستور ہی پوشیدہ نہین جو لکھون دور دور مشہور ہی پروردگار عالم ہر دم حامی و مددگار رہے فلک محکوم زمانہ تا لبد ادر رہے رنج و ملال سے ذات خجستہ صفات بری رہے نیر اقبال کے مہر منیر سے زیادہ تجلوہ گری رہے

عرضی (بعز عرض جناب نواب صاحب صدر نشین ایوان اقبال طغرای منشور عزت و جلال دام حشمتہم میر سا ندم) جان نثار نو برس عالم بیکاری مین مثل جرس نالان بیسرو سامان مبتلاے بلاے روزگار رہا قافلے کے قافلے منزل مقصود کو سیدھے پہونچے مگر یہ گم کردہ راہ کامرانی سرگشتہ وادی ادبار رہا عجب گردش سے فلک کجرفتار و نیرنگ ساز لیل و نہار پھرتا تھا کہ یہ شامت زدہ شام و پگاہ مجرم و گناہ حلقہ غم دائرہ الم مین بسان نقطۂ پرکار ہر بار گھرتا تھا نہ سامان سفر ہوتا تھا نہ اطمینان حضر ہوتا تھا جس کوچہ مین گام فرسائی سے بیکاری کو ٹالتا تھا یا مردی سے جو رہائی کی راہ بصد اکراہ نکالتا تھا اُس مرحلہ مین اُلجھ کے مُنھ کی کھاتا تھا گتھی نہ سلجھتی تھی اُلجھن بڑھتی تھی بلکہ اس پیچ مین یہ بل پڑتا تھا کہ دم گھبراتا تھا وہ جو کرایے کا مختصر سا منحوس گھر تھا وحشت سرا ڈھئی دیوارین ٹوٹا ہر ایک در تھا معمار قدرت بھی جسے دیکھ کے ششدر تھا مسکن گزینون کو دھن اثر در تھا صحن کا طول سخت نامعقول جیسے گزی کا عرض کو گاڑھے پسینے کا پیسہ مل مل کے لگایا ہو پر کا واک طرز شرق رویہ بدین کجدار شیر دہان سہ پہر سوہی سید زمین مین ہزار طرح کے رخنے جا بجا چھید رہنے والون کو تمام دن فاقہ مستی یا آفتاب پرستی چار پہر سر پہ دھوپ کا سایا جب ہر ساعت کا بنا یا دیوارون مین دراڑین چھت کی ڈھئی کوئی جہت نہین سب مین آڑ واڑین ایک گتھی تو دوسری ٹوٹی دروکی کنگل پھولا پھول کے چھوٹی

حشرات الارض کا گھر سانپ بچھو کا ہر وقت ڈر ایک کوٹھری تنگ دوسرا تاریک دالان یہ رشکِ گلخن وہ غیرتِ زندان چھتین انتہا کی بوسیدہ پٹاؤ کے تختے جیسے نرم کھاد ابتدا کی خمیدہ خشکی مین گرنے پر آمادہ سرنگون چھپر کا سائبان حویلی کی وہ شوکت اسکی یہ شان پھوس سڑا اسکا تنکا ثابت نہین گلے بانس کی ہر گرہ خالی بوریہ مین گھن بندھن کھلے بان کے بدلے عجب آن بان سے جالے رجالے کیطرح لپٹے مکڑیون کی ادھیڑبن وہ جو ایک دمہ سڑی گلی تھونی تھی سرکنڈے سے نصف کم سرکی سے البتہ دونی تھی سرِشام سے کڑیان کڑکتین چھوٹے بچون کی جانین دھڑکتین تختیکے وار سائبان مین تمام گھر چار پہر چھنی دھوپ کھاتا تھا جان کے خوف سے در کے اندر کوئی نہ جاتا تھا دنکو دیوارون پہ چیلین مونڈیرون پر کوے غل مچاتے تھے راتکو سرِشام سے الو چلاتے تھے دروازون مین بازو نہ چوکھٹ پٹیون مین ہے بازی ہر دم کی کھٹ پٹ زنجیر یا بر زنجیر کنڈی گھسکے گھنڈی ہو گئی قفل کے طالع سو گئے کنجی کھو گئی نہ زنجیر کو کنڈی تک کوئی لایا نہ قفل نے کنڈی کا سوراخ پایا دیدۂ منتظر کی صورت دروازہ وا رہتا دن رات بکشادہ پیشانی کھلا رہتا آنے جانے مین عقل پیستی تھی خلق خدا دیکھکر ہنستی تھی بازو سے بازو چوکھٹ سے ماتھا رگڑتا تھا آمد و رفت مین ٹکر کھا کے منھ بگڑتا جھکتے جھکتے کمر مین بل آیا کچھ دن نہین گذرے کہ کب نکل آیا اور گرمی کے موسم مین دوپہر کو وہ گھر بھاڑ سے بدتر ہوتا جسکو آنچ مین بھیجا بھیجا اُس کا پکتا تھا چھت سے بلبلا کے کبھی بچھو گر پڑا کبھی کنکھجورا ٹپکتا تھا جب ترائے کی لون چلتی تھی بانس کی چربی پگھلتی تھی بتی ہر ایک شمع کیصورت جلتی تھی اندھیرا گھر روشن ہو جاتا حویلی مین فانوس کا جوبن ہو جاتا کبھی گرمی مین تفنناً غیر فصل کے بونٹ جو خریدے یا بچے چنے منگائے دالان مین جا کے گھبرا کے بھولے سے جو کھولے بونٹ کے ہولے چنے بھاڑ کے بھنے پائے ہونٹ لب سوفار سے زیادہ خشک رہتے تھے دنکو اونگلیس کبادہ چرخ سے تیرِ شہاب پے در پے چلتے تھے گو سہم کر نیچے بلا کے مچلتے تھے گوشۂ عافیت سے رُخ باہر نہ کرتے تھے کرایہ دینے کا مقدور نہ تھا جنگل مین جل جانا منظور نہ تھا مجبور چند سوختہ جگر با سوز و گداز جلتے تھے وگرنہ وہان قدم رکھتے سمندر کے پر جلتے تھے گرم فقرہ تو یہ ہے کہ حرارت مین فقط یہ ملے جلتے تھے باورچینا نکو جگہ سرد رہتی تھی برتنون مین نلچ خاک نہ تھا آدمی کے احسان ہے

گر و رہتی تھی گو فلک جفا پسند اس گرمی کے گزند مین بیچارا دیدے کے جکو تا تا تھا لیکن یہ آنکھ کب جلنے والی تھی صائم النہار و قائم النار پاتا تھا یہ لگی ہوئی بجھکے برسات اگر آتی تو حال زار برابر زار زار روتا ایذا اور تکلیف کا سامان ہر آن کچھ زیادہ ہوتا کوٹھری یا دالان یا چھپر نظر آتا گھٹا کے کتا ہون انگنائی سے بدتر نظر آتا ہمسائے کے جورسے ہر دم فلک پرنالے چلتے تھے اونچے گھرون کے چار پہر اس جھونپڑے پر پرنالے چلتے تھے برسات بھر ہل چل اہل محلہ سے ر دو بدل رہتی کوٹھری مین کیچڑ دالان مین دلدل رہتی اور انگنائی مین تو لنس ہونے سے رنگ نرالا تھا اسباب بہا بہا پھرتا گھر کا ہیکو تھا کاندو کا نالا تھا ہر ایک بدحواس تن پر آبشار کا لباس وہی چولھے جو گرمی مین جلتے تھے فار التنور کا عالم نظر آتا طوفان اُبلتے تھے ان پریشانیون مین برسات اگر بہ جاتی تو جاڑے کا خوف ہوتا کہ گھر اُجاڑے گا اب اس سے پالا پڑے گا حیثیت لگا ڑ لگا سردی کی آمد سے کانپتے تھے روئی کے تصور سے جسم ڈھانپتے تھے جہان جہان سے پانی ٹپکا تھا فلک بد سگال کو تو آزار دینے کا لپکا تھا وہان سے برف گرتی چارپائی ہاتھون ہاتھ جاڑون کونے دوڑتی پھرتی دن تو دوڑ دھوپ مین کٹ جاتا رات کو تھک کر گھر مین جب ہم جاتے تنگ حویلی جیسے برف کی قلفی دیوار کا لونا شورے کا کام کرتا جس کونے مین دبک کے بیٹھے جم جاتے کوٹھری کو نمونہ کرہ زمہریر کا پاتے دالان مین مزا کشمیر کا اڑاتے خلاصہ یہ کہ گرما بگذشت و این دل زار ہمان ؎ سرما بگذشت و این دل زار ہمان الغصہ تمام گرم و سرد عالم ؎ برما بگذشت و این دل زار ہمان ؎ خدا جانے کس عصر کا وہ مکان بنا تھا بناکی تاریخ کسی مورخ کو یاد نہ تھی بستی ویران پورانی وحشت کی نشانی آبادنہ تھی تہاکی جستجو کو بکو کہ کے اتنا پتا لگایا تھا کہ نوح علیہ السلام کے زمانے مین جب طوفان آیا تھا ہنوز پانی کی جابجا علامت اور نشانی تھی خشک نہونے پایا تھا اُسی ہلڑ مین بغیر نپسال کسی نے اکل نے دلدل کے لوندون سے نشیب مین یہ گھر بنایا تھا الحاصل کچھ کیڑے تو گرمی کی دوا دوش مین چلے کچھ برسات کے جھڑاکون مین بہیک کے سڑ گئے بچے کے جاڑے مین کشمکش گردون دو وار سے گردش لیل و نہار سے لٹتے ہو کے تار تار ہو گئے مگر

ستار مطلق کیا کہ بدن کی آلائش گئی دست جنون سے گریبان دری کی فرمائش گئی گٹھری بقچے کے کھولنے باندھنے سے سبکسار ہوگئے جھٹ پٹ کھٹکا دہیانی اپنی توت بازو سے دروازہ کھولدیا گھوڑا بیچکے سونے لگے چور اُچکے خالی پھر کے محجوب ہونے لگے مثل کا مصرع بھی پڑھ دون مصرعہ دزد از خانۂ مفلس خجل آید بیرون ؛ ان خرابیون کے بعد جب چرخ کج نہاد سیدہا ہوا اور دولت ابد مدت پر لایا مطلب بھر پایا روٹی کا سہارا ہوا یعنی روزگار ہارا ہوا تقدیر کا ملاقہ جدا ہی اُسمین کسکا اجارہ ہی مگر ٹھیکہ کا نان پارا ہی اس اُدھیڑ بن مین اگر مانڈا ہاتھ آئے تو کپڑون کی کد جلئے عریان تنی کا ٹانڈا لدجائے بادشاہ اور وزیر کی دعاے ترقی اقبال مین فقیر کی دن رات گذرتی ہی للہ الحمد بہرکیف سرورمین سرور کی اوقات گذرتی ہی خدانخواستہ تنخواہ کے ملنے مین جن دنون تامل ہوجاتا ہی تو وہی سامان گذشتہ از سر نو بالکل ہوجاتا ہی غور کا ہنگام ہی انصاف کا مقام ہی اضافہ کی طلب مین سماجت مطلوب نہین جس کام مین آبرو ریزی ہو اُسکی ہوس خوب نہین اس قناعت پر اگر فلک سفلہ پرور ستائے تو اس ظالم کے جور سے کس طور سے کہان نکل جائے

ع چالون سے چرخ کے یہ مرا عزم ہی سرور ؛ اُس سرزمین پہ جاؤن جہان آسمان نہو

اس جفا کو کیونکر نہ کہون کب تک چپ رہون اکیسوین ذیحجہ کو دوڑ دہوپ سے کس کس بہروپ سے قبض بہم پہونچائی گیارھوین جمادی الثانی تک بہت دروازون کی خاک اڑائی اتنے دنون دوڑا کے خوب ساجھکا کے دیا تو سردست جواب دیا خالی پھرنے پر آمادہ و مستعد ہو ایسے وتاب دیا حضور والا قدردان ادنی و اعلیٰ ہین اسوجہ سے عرض حال ہی کس وناکس کی التجا کا سخت ملال ہی کسی سخی داتا کے ذمہ تنخواہ کا اہتمام ہو کہ شکایت بخت کی کہانی کا قصہ تمام ہو زیادہ حد ادب اقبال کی دھوم ہو زمانہ محکوم ہو

رقعہ مخدوم مکرم مصدر عنایت والطاف مجمع اوصاف دام اشفاقکم بعد گذارش سلام نیاز مند عاطر از ہون بدولت طالع شوم ملازمت سے محروم ہون مگر مستحق عنایت امیدوار رعایت بہرکیف کہ آپ کے بزرگون کا خادم ہون بندہ زادہ ملازمت کا آمادہ حاضر ہوتا ہی پارۂ نان بتوجہ سرکار میسر آئے ناکام نہجائے

یہ وہ کام ہی جسکا بخیر انجام ہی حاجت برآری جو ان دونون کا کام ہی اس عنایت و احسان کا ذکر بہت دنون صفحۂ روزگار پر یادرہے گا درینولا نیازمند حسب فرمایش مہاراج بہادر حدائق العشاق کا ترجمہ کرتا ہی اور اپنا حال کچھ اُسمین لکھون گا یہ لکھنا بھی ضرور ہی راقم کو منظور رہی اور یہ شخص بھی اطاعت اور فرمانبرداری شرط خدمتگذاری بطریق بجا لائے گا بار عنایت سے سر نہ اُٹھائے گا کیفیت اسکی بعد ملازمت جناب پر ظاہر ہوگی فقیر کی تحریر سے سخن سازی معلوم ہوگی یہ پرچہ بہت جلدی اور عارضۂ طبیعت مین حال ردی کہ اصلا ہوش و حواس نہ تھے حوالۂ حرمان و یاس سے لکھا ہی اسکے بعد عریضۂ مفصل ادای شکر مین جو ارسال ہوگا اُس سے ظاہر حال ہوگا زیادہ بجز تمنا کیا لکھون عرضہ

فتادۂ دور سرور عفی عنہ

رقعہ مشفق و محسن نیازمندان مظہر عنایت و احسان سید علی حسین صاحب دام الطافہ

بعد از سلام و اشتیاق ملاقات کہ جسکی انتہا نہین مطلب طراز بصد سوز و گداز ہون بعد مدت مہربانی نامہ تمہارا آیا اُسنے روز سیاہ دکھایا اُس بلبل کے اجڑنے سے گلزار جہان نظر مین خزان ہی مگر بجز صبر کے چارہ کہان ہی اللہ تمکو بھی صبر عنایت کرے اور نعم البدل اُسکا دے دوسرا خط جو ملفوف تھا ہر چند مین اُن کو جانتا پہچانتا نہین مگر عجب ستودہ خصال شخص باکمال ہین کہ اجنبی کے حال پر اسقدر عنایت فرمائی ہی کہ بے اختیار یہ بات جی مین آئی ہی کہ اگر آبرو کے ساتھ طلب کرین کیا مضائقہ ہی فوراً چلا جاؤن اور اندنون اپنا حال کیا لکھون کہ دشمن کو خوشی اور دوست کو غم ہو ناحق رنج و الم ہو آپ اُن کو لکھیے کہ مین اندنون نیرنگی زمانہ سے تنگ آیا ہون گردش فلک سے سخت گھبرایا ہون گر پانچ سو روپیہ کا بالفعل قرضدار ہون اس سبب سے ناچار ہون اگر مہاراج شیو دان سنگھ بہادر کو اس ہیچکارہ کی طلب منظور ہی دست بستہ حاضر سرور ہی اور کتنی دور ہی آبرو کا امیدوار ہون گر آٹھ برس سے جنکا ملازم ہون وہ بہت ناز اٹھاتے ہین آبرو بڑھاتے ہین اسطرح سے بلوا لیجیے کہ سر دربار اُنسے عرض کرون کہ رئیس جوہر شناس ایسے ہوتے ہین اور قدردان بے دیکھے بھالے اس عزت سے بلاتے ہین یہ غرض کر کے بر سر راہ ہون

حاضر بارگاہ ہون بعد ملازمت جیسا موقع ہوگا عمل مین آئیگا میرا حاضر ہونا گوارنہوگا لطف دکھائیگا اور جو کچھ لکھا ہی ع تصنیف را مصنف نیکو کند بیان ؛ وہ سُن لینے کی داستان ہی یقین کامل ہی کہ خداوند نعمت بہت خوش ہون لطف حاصل ہو یہ ہیچ ملازمان حضور مین داخل ہو اگر تم بھی چلے چلو تو زیادہ کیفیت ہو بیک کرشمہ دو کار ہو سوز مین ساز ہو جو کچھ دن زندگی کے باقی ہین قدردان کے زیر قدم گذر جائین حرمت کے ساتھ رہین مر جائین آور تم جو مناسب سمجھو لکھکر جلد روانہ کرو مین موجود ہون غلہ یہان بہت گران ہی خدانخواستہ برا سامان ہی فقیر کے خرچ کا حال تم پر روشن ہی جسدن سے ہم تمسے جدا ہوئے کس کس رنج مین مبتلا ہوئے پہلا یہ ستم ہوا کہ مرزا حسین بیگ صاحب مرگئے فرقت کا پہاڑ سر پر دھر گئے اُسدن سے آجتک زیر باری ہی قرضداری ہے وہ تو یہ ہوا کہ پٹیالے کے راجہ آئے تھے کڑے کی جوڑی مرصع عنایت کی اُس کو بیچکر سب کا قرض ادا کیا پھر فلک نے گرفتار بلا کیا مجبور ہون اُن عنایت فرما کا پتہ و نشان نہین جانتا وگرنہ اس احسان بے پایان کا شکریہ لکھہ بھیجتا جسدن سے یہ خط دیکھا ہی شوق دست وگریبان ہی اُسیطرف کشان ہی دوسرا مقدمہ یہ ہی کہ میان حسین بخش مرزا غلام رسول کے مکان مین اُترے ہین اُن سے ملاقات کرنا اور کہنا تم جسدن سے کلکتہ گئے ایک خط بھی نہ بھیجا اسکا سبب معلوم نہوا اور بچے کا حال نہ کھلا کہ کہین دے سکا یا نہین فقط

رقعہ شفیق و مہربان عنایت فرمائے مخلصان مجمع خوبی ہائے بیکران دام لطفہم بعد از سلام نیاز مظہر مدعا ہون بخدا آپ کی وہ عنایت بدرجۂ کمال چلتے چلتے ملاقات کا حال جب خیال کرتا ہون تو کہتا ہون کہ یہ جلسہ صحبت احباب تھا یا خیال و خواب تھا آنکھہ جو کھلی تنہا ہم تھے افسوس سے دست وگریبان حیرت سے بہم تھے ایسی ملاقات بھی کم ہوئی ہی بعینہ رخ گل شاداب کی شبنم ہوئی ہم آپ اُدھر تشریف لیگئے انجمن دیکھے ہر بار بصد شوق سر شوریدہ دھنتا تھا کہتا تھا یا الٰہی یہ کیا تھا جو دیکھتا سُنتا تھا بعد آپ کے کچھہ دن کانپور مین اوقات بسر کی پھر بنارس روانہ ہوا

صعوبت سفر کو بہانہ ہوا بنارس پہونچا راجہ صاحب سے ملاقات ہوئی دفعۃً عجب واردات ہوئی کہ خبر ویرانی و بربادی لکھنؤ کو بکو مشہور ہوئی شیشۂ دل سنگ حوادث سے چور ہوا وہان کا قیام نہ کسی طرح منظور ہوا ہرچند مہاراج بہادر نے بڑی عنایت کی کفالت کی راہ سے بہت کچھ رعایت کی مگر دل و دماغ نہ رہا غم سے فراغ نہ رہا بہرکیف افتان و خیزان اشک ریزان لکھنؤ مین آیا ایک عالم کو تہلکۂ عظیم مین مبتلا پایا شہر مین سناٹا چھوٹا بڑا آفت مین مبتلا ہر گلی کوچہ مین انگریزی بند و بست اپنے اپنے حال مین ہر ایک مست یکایک حاکم شہر عازم لندن ہوا اس گرمی مین غریب الوطن ہو گیا اس دنیاے دنی کا اعتبار بجز فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ دیا تو وہ خسخانے جو کیوڑے کے عطر سے چھڑکے جاتے تھے یا وہ جنگل ہونگے شعلے نظر آتے تھے یا وہ گلدستے پھولونکے جا بجا ڈھیر یا خار صحرا لہو کے پیاسے جلے ہوئے بے برگ و بار پیڑ زمانہ نا ہنجار گردون سفلہ شعار کبھی پریون کے جھنڈ دکھاتا ہے گاہ سوکھے ڈنڈ دکھاتا ہے گاہ مدنظر وہ نہرین ہوتی ہین جسمین ہزار ہا طرح کا فوارہ چلتا ہے سمندر کی لہرین ہوتی ہین کبھی کوسون پانی نہین ملتا ہے لطف زندگانی نہین ملتا ہے غضب کی جا ہے مقام حیرت کا ہے جو شہریار پروردہ ناز و نعم ہو وہ اسطرح حامل رنج و الم ہو وہ دخانی بجرے کی سواری دیکھیے ہوا کی آتشباری دیکھیے تڑاقے کی لون چلتی ہو کھوپڑی چٹکتی ہو چھت جلتی ہو جب جھونکا ہوا کا چلتا ہو سرطان فلک جلتا ہو کینکڑا دریا مین ابلتا ہو پانی بجرا اپنائے دو قدم چلے اور اٹک جائے پتھر کے کوئلون کی چرائند دھوان ہو کبھی اور بجرے کا عالم یکسان ہو ہر کروٹ مین کھٹمل کاٹ کھاتے ہون اوپر سے مچھر ستاتے ہون گھاٹون پر مرے سستی ہوتے ہون فقط

رقعہ ۱۶ قبلۂ بندہ تسلیم بجا لاتا ہون جو کام نیا کرتا ہون اس کی داد پاتا ہون آپکی پوسٹ ماسٹر تک رسائی ہے مین نے ہرکارون سے رسم بڑھائی ہے گو ہم پلہ نہین کم ہون مگر قدم بقدم ہون آپ سا قدردان مجھسا پیرو جانفشان اگر فلک تفرقہ پرداز اپنی عادت بدلے دو ایک جا ہو جائین عجیب لطف ہو بڑے بڑے تماشے

نظر آئین گردن کے درد کا آپ حال پوچھتے ہین اسکا سر کہلتا نہین کیا ہی عجب گلوگیر
عارضہ ہوگیا ہی آپ کے فرمانے سے تکیہ فقیر نے دہوپ مین رکھا تکیہ تو اہوا غلاف
جلا فائدہ متصور نہوا غلاف جلا عجب طرح کا اختلاف زمانے مین ہی بیشتر جھکانے مین
جو حاصل تھا بیشتر اس سے اُٹھانے مین ہی گردن ہی اور ہر دم نیا تیل ہی فائدہ بخیر مگر کیل
ہی گردن ناپی تو نہین مگر ہر روز ملی جاتی ہی اتنی چھیڑ چلی جاتی ہی آپ نے گرمی کا حال
لکھا تھا وہان سے دل سرد ہوا یہان کی حرارت سے وہ برد ہوا اگر فی الجملہ یہان کا
مذکور ہو زبان مین چھالے پڑین بات کرنے کے لالے پڑین سوا نیزے پر آفتاب ہی
جو جانور اُڑا کباب ہی دن کو بہمری سے آفتاب جلاتا ہی رات کو تارے انگارے ہین چاند پر
سورج کا شبہہ ہو جاتا ہی جو بشر ہی پانی کا جانور ہی پروانون کے ہوش جلتے ہین شمع کیصورت
خاموش جلتے ہین ہوا اسطرح سے شرربار ہی جو گھر ہی کرہ نار ہی طوطی حق اللہ بھولی
زبان پہ پانی پانی ہی ایسی حرارت کی طغیانی ہی طرہ یہ ہی کہ ماہ صیام ہی دن کو کھانا
پانی حرام ہی اللہ کی عنایت سے کیا بعید ہی جو اندنون جیتے رہے تو ماہ آیندہ
عید ہی میر کرم علی صاحب کو سلام اور یہ پیام پہونچے مرزا صاحب کی محبت خط لکھواتی
ہی وگرنہ آج کل دوات بھتی ہی قلم کی زبان جلی جاتی ہی والسلام خط تمام ہوا
١٢- رمضان ١٢٧١ ہجری مطابق ٢٩ مئی سنہ حال

رقعہ ١٦ قبلۂ بندہ بندگی تین مہینے کے بعد عنایت نامہ آیا اور قسمت کا لکھا یہ نظر آیا
کہ تو اگر لکھتا تو جواب آتا انصاف فرمایئے دو خط گھلتے مین گئے تیسرے کا جواب
آیا حساب بھر پایا اینہم غنیمت ست مگر آپ دو مہینے کے بعد بھی یاد فرمائین تو ہم شکایت
کی حکایت کیون زبان پر لائین خدا اسکا عالم ہی ہمکو آپ سے دعوی نیازمندی ہی
سخن سازی نہین فقرہ بازی نہین خط نہین آتا ہی تو دم گھبراتا ہی جینے سے فلک
جفا پسند درپے آزار ہی مقدمہ وہ ہی تحریر جس کی سراسر بیکار ہی مصرع گل بتاراج رفت و
خار بماند بو اظہار اس کا موقوف بملاقات ہی مطلب کی یہ بات ہی کہ نصیب اعدا
مزاج کی بدمزگی کا حال پھنسیون کی ایذا کا ملال تیرہ منضج کا ہونا مسہل کی خبر سنکر

طبیعت پریشان ہوئی مسہل سے زیادہ مصیبت دنیا مین اور نہین اسکا بھگوتا بنا یا بینا کیا ستم و جور نہین جوانی کا قصہ بڑھاپے مین فیصلہ ہوتا ہی سچ تو یہ ہی کہ اندنون اور کیا ہوتا ہی شافی مطلق جلد آپ کو صحت کامل عطا کرے یہ دور افتادہ دعا کے سوا اور کیا کرے خط کے مقدمہ مین محبت کی راہ سے جو آپنے ڈرایا نیازمند فرمان بجالایا آئندہ ایسا کام نہوگا مورد الزام نہوگا تھوڑا سا حال علاء الدین خان صاحب کا سنیئے مینڈو خان کی سرا سے قریب تشریف فرما ہین یکتہ و تنہا ہین مصاحب الدولہ مشہور ہین ایک جہان آگاہ ہی کہ نائب سے اُن کو بہت رسم و راہ ہی وہ یے گئے تھے بیان کیا کہ باپ دادا ان کے جاگیردار ہین ملازمت کے امیدوار ہین نواب صاحب نے بارہ پارچہ کا خلعت عنایت کرکے رخصت کیا اُس دن سے آنا نہ جانا ہی بات کا بتنگڑ بناتا ہی نواب ضیاء الدین احمد خان صاحب نے سرفرازنامہ مین لکھا تھا کہ اُن کا بادشاہ تک گذر ہوا رزیڈنٹ سے رسم و راہ ہی حاضرباشی شام و پگاہ ہی عنایت کی نگاہ ہی یہ نری شوکت دکھاتا ہی ورنہ فساتا ہی یقین ہی کہ بادشاہ کی صورت بھی نہ دیکھی ہوگی وہ ہندو مسلمان کے قصہ مین باہر آتے نہین صورت دکھلاتے نہین مولوی امیر علی ساکن قصبہ امیٹھی عازم جہاد ہوا چاہتے ہین بہت سے گھر برباد ہوا چاہتے ہین بادشاہ منع کرتے ہین اُن کو اصرار ہی فوج شاہی کمربستہ تیار ہی کہ بہرکیف اُنکو پھیرلاؤ مصلحت نہین کہ فساد بڑھاؤ میر کرم علی صاحب سے بعد سلام یہ پیام کہیے وہ کرنیل فرنگی مع عیال و اطفال لکھنؤ مین آیا تھا بندہ زادہ کو ہمراہ لایا تھا بعد چندے وہ مرگیا لکھنؤ مین گذر گیا مفسد و نکو ذریعہ ہاتھ آیا رزیڈنٹ کو اُبھارا کہ بہت سا نقد و جنس نوٹ گھر مین چھپا رکھے ہین خانہ تلاشی ہو تو ہاتھ آئین برباد نہ جائین اس سبب سے اسکی خانہ تلاشی ہوئی الحمد للہ کہ کچھ نہ نکلا تمنون اور گویندون کی ثابت بد معاشی ہوئی وہ رسم دیرینہ موقوف ہی حیرت کا مقام نہین رزیڈنٹ کو اختیار ہی پر بادشاہ کو طاقت انتقام نہین جواب کو تامل اسوجہ سے ہوا کہ یہان وبا کا زور و شور ہی ہر متنفس زندہ در گور ہی بستیان ویران محلے سنسان ہین مبتلاے بلاے ماتم پیر و جوان ہین عیادت اور رسوم سے فرصت نپائی خط لکھنے کی نوبت نہ آئی

چندے سے رام رام ست اور کلمۂ محمدی کی صدا نہین معلوم ہوا کہ کوئی ہوا نہین ہر گئی ین عشرت کا
سامان تھا جو مرگیا نوجوان تھا۔ والسلام

رقعہ ۱۷ مخدوم خادم نواز صدر نشین جلسہ تمکین وامتیاز دام عنایتکم تمنا ے ملازمت
مین بہت ہاتھ پانوُن مارے یہ وادی طے نہوئی ہمت ہارے الحمدللہ عنایت نامہ نامی
صحیفہ گرامی آٹھوین مئی جسکو سوے اپریل لکھا تھا بارھوین اُسی مہینے کی یوم شنبہ تھا
جو مشتاق تک آیا بخدا اپنے عارضہ کا حال ریضہ کی بے کیفیتی کا ملال سہو لا مگر اُسکو غلام دھک
دیدۂ انتظار کا سپند کیا خود فراموشون کو یاد کرنا غم نصیبون کو شاد کرنا آپ ہی کا کام ہی
کیون نہو شیر بیشۂ نصبت آپ کا نام ہی خدا گواہ ہی بندہ خیریت خواہ شام وپگاہ ہی گو یہ
لیاقت نہین خادمون مین شریک ہونے کی طاقت نہین لیکن کثرت عنایات جو میرے
حال پر ہی گمان مرتبہ کمال پر ہی امیدوار ہون کہ ہر دم پیش چشم حاضر ناظر جانکر نظر عنایت
بدستور رہے دلشکنی نہ منظور رہے اُس خط رفتہ کو خط غبار سمجھنا کدورت خاطر کا باعث
ہی دل نیاز منزل صدمۂ دوری سے صدپارہ تھا اُسکا نقشہ آثار اتھا حرارت
فصل سے وہ کافور ہوا میرا کیا قصور ہوا مین تو وہی خادم بیریا جو تھا وہ ہون اور جبتک
زندہ رہون گا یہی کہونگا خدا جانتا ہی آغا صاحب کے انتقال سے خودرفتگی کا حال تھا
وحشت کا احتمال تھا مگر آپ کا ذکر خیر ہر دم رہتا تھا ہر شخص سے کہتا تھا دیا نیک جانیے حاضر و
غائب ایک جانیے بقول مشہور عارضہ نے گھر کیا ہی مدت سے ہل بہا ہاتھ سے نہین چھٹا ہی
کچھ دنون سے گردن کی رگ تنی ہی درد کی شدت سے جان پر بنی ہی تین دن مین یہ خط
لکھا ہی طبیعت کیا رُکتی ہی کمر جھک گئی مگر گردن نہین جھکتی ہی یہ پرچہ لکھ رہا تھا
کہ سرفراز نامہ دسوین کا لکھا قندمکرر ہوا میر کرم علی صاحب کا آنا آپ کا خفا سنا نا معلوم ہوا
قبلۂ من جب طبیعت کو کلفت ہوتی ہی دوستون مین جانا برا معلوم ہوتا ہی نہ کہ دربار
جونرا بیکار بلکہ بیگار ہی عادت قدیم ہی خدا علیم ہی کہ بے بلائے کہین نہ گئے وان
کبھی نہ جاؤن بے طلب تا نہ کرے خدا طلب ؛ انشاء اللہ تعالیٰ اگر ماہ صیام بخیریت
تمام ہوا عید کو جاؤن گا جو حال کم وبیش گذریگا حضور کی نظر سے بہم گذرے گا میر صاحب کا

بعد سلام یہ پیام دیجیے کہ واقعی اُس برگشتہ بخت کا حال قابل افسوس ہی کہ مطلوب سے جدا سیکڑون کوس ہی وہ جو صاحب معاملہ ہین آج کل اپنے حال مین مست ہین سب کچھ بھولے ہین ایسے ایسے گل پھولے ہین خانہ کوچ بے سامان یہان آئے ہین اسباب ہمراہ نہین کسی سے رسم و راہ نہین اُسکی تہیدستی کا انھین بھی ملال ہی علاج کا خیال ہی واللہ ہر بار دلی دیکھنے کا خیال ہی اگر فلک کو منظور ہی تو مثل مشہور ہی دلی کتنی

دور ہی والسلام فقط

رقعہ ۵۱ قبلۂ بندہ معزز و ممتاز مستا فرنواز پروردگار آپکو صحیح و سالم رکھے رنج جدائی کیفیت دشت پیمائی فسانۂ دراز قصۂ پرسوز و گداز ہی عرضۂ سابق سے حال ہویدا ہوا ہوگا مطلب پیدا ہوا ہوگا رفع شک کو مکرر تحریر مین آیا خدا جانے کیا دل فلک پیر مین آیا آپ سے جدا کیا ملال مین مبتلا کیا ایک ہفتہ میرٹھ مین قیام صبح کو شام کرکے کانپور مجبور روانہ ہوا طپش دل کو بہانہ ہوا راہ کی تنہائی غیر جنس کی صحبت ہر دم عالم حیرت کہ کل کیا تھا آج کیا ہی یا شاہجہان آباد کی سیر یا وہ خانقاہ اور دیر یا جنگل کا سناٹا ہی اس ادھیڑبن مین گھر پہونچنے کی دھن مین کانپور نظر آیا اختلاف آب و ہوا کا پانی جابجا کا ناک مین دم لایا چندے وہان رہا جی نہ لگا آخر شہر جمادی الاول مین وہان سے چل نکلا تین دن مین لکھنؤ پہونچا ابھی گھر سے تا در قدم نہ آیا تھا کسی سے ملنے نہ پایا تھا دفعتہ اس شدت سے تپ آگئی کہ حکیم صاحب کی نبض ساقط ہوئی طبیعت گھبرا گئی سر دست مسہل کی صلاح ٹھہری پانچوان منضج تھا کہ جناب قبلہ و کعبہ مرزا خانی نوازش بندے کے اُستاد اس خراب آباد سے تشریف لیگئے عجب صدمۂ جانکاہ دیکھے زمانہ نظر مین سیاہ ہوا الم جانکاہ ہوا ایسے شفیق کا مرنا اس ماتم مین بجز صبر کرنا کمر بار غم سے خم ہوگئی طبیعت درہم و برہم ہوگئی دفن کرکے جو پھرا ایسے مکروہات مین گھر گیا کہ جبتک پھر وہان جانا نہین ہوا بستر پر مجبور سخت ناچار ہی حقیقت مین اسی کا نام جبر اختیار ہی ابھی اس ملال سے رہائی طبیعت درست ہونے پائی تھی کہ فلک جفا پسند نے دوسرا گزند پہونچایا وہ جو شریک رنج و راحت تھا اُسکو سرسام ہوا سبکو یقین تھا کہ کام تمام ہوا

یہ طول ہوا کہ جو دہ منضج پے در پے پیے اس خیال سے مسہل نہ پیا کہ اس حال مین اگر یہ مر جائیگا
طبیعت کا رنگ بگڑ جائیگا کچھ بن نہ آئیگا القصہ جب اُسکے جلنے کا سہارا ہوا تب مسہل ہمارا
ہوا پانچ مسہل ہوئے طاقت گھٹی ضعف بڑھا کڑوا کریلا نیم چڑھا گام فرسائی کی اجازت
اُسکی بدولت نہ پائی رجب کے مہینے تک چلنے پھرنے کی نوبت نہ آئی پانچوین جمادی الثانی
کی تھی ایک دوست کو بلوا کے اپنا حال لکھوا کے خدمت عالی مین بھیجا شام و پگاہ چشم براہ
رہا جواب کو جواب ہوا طبیعت کو اور پیچ و تاب ہوا مجبور یہ عریضہ بھیجتا ہون جو وہی آتش در کاسہ
ہی تحریر سے فقیر دست بردار ہوگا قاصد پر دار و مدار ہوگا مصرع چہ شد آن وفا و عہدی
کہ بمن نمودہ بودی ؛ یا حسن بیان فقط امتحان تھا اگر فلک ستم شعار گردش لیل و نہار مہلت
دے تو اپنی خیر و عافیت لکھیے وگرنہ ہمارا فاسد خیال ہی اور چشم پوشی کا احتمال ہی والسلام
رقعہ ۱۹ ملال رسیدون کے غمخوار یکتاے زمانہ بیمثل روزگار سلامت رہو۔ کیون
حضرت ہم کیا پوچھتے ہین آپ کیا فرماتے ہین مزاج کا حال چھپاتے ہین منضج کا حال مسہل کا مآل
پھنسی پھوڑونکا بہت تھوڑونکا احوال تو نہ لکھا ہند و مسلمان کا بکھیڑا چھیڑا بندے کو
دونون سے سروکار نہین مہتمم اخبار نہین فقط ارشاد بجالاتا ہون متوجہ ہو جیسے مشہور
داستان سناتا ہون ذیقعدہ کے مہینے مین مولوی غلام حسین صاحب نام اہل اسلام
فیض آباد مین گئے یہ دعوی کیا کہ ہندؤن نے اینٹ کی خاطر مسجد ڈھائی ہی کلمہ کی
ڈہائی ہی یہ خبر سُنکر مسلمانون کا مجمع ہوا ناظم سلطان پور کا نائب اعلی علی ہی اُسے
کہتے ہین سخت شقی ہی مسلمانون کو روکا کہا دور و چپ رہو دنگا نکرو ہم فیصلہ کرینگے
رشوت پہلے سے کھا چکا تھا زر نقد کیسہ مین آ چکا تھا مسلمانون کو حیلہ سے ٹالا جب
لوگ پراگندہ ہوئے جاہل ہندو دوڑ پڑے مسلمانون کو مسجد مین گھیر لیا وہ جو شہر کے
مہتمم تھے اُنھون نے اسلام سے منھ پھیر لیا گو قلیل تھے مگر کثرت سے ہندوونکو مارکر
مر گئے ساکھے کر گئے ستر مسلمان تیس چالیس قرآن شہید ہوئے سی پارونکو ہزار پارہ کیا
کام ناکارہ کیا کچھ جلائے کچھ نوچکے چھریون کے ڈانٹ بنائے حاکم ملعون شر کو خیر سمجھا بیگناہ
مسلمانون کا قتل ہونا سیر سمجھا سرکار مین جو خبر ہوئی کچھ تدبیر تقریر نہ مد نظر ہوئی اب مولوی

امیر علی ساکن امیٹھی نے بعزم جہاد قصد فیض آباد کیا اودھ اجودھیا اسی کا نام ہندوؤن کے تیرتھ کا مقام ہی وہان کا غلط سننے تعمیر عالمگیری بڑی مسجد ہی اسکی یہ وقعت کھوئی ہی کہ اسکے صحن مین سیتا کی رسوئی ہی کہین سنکھ پھکتا ہی بم بم کی صدا ہی کہین تکبیر کی آواز ہی تسبیح کا کھٹکا ہی گنگا مدار کا ساتھ نیا اندھیر ہی وہان سے قریب ہنومان گڑھی ہی اسیکے کھودنے کی خاطر مسلمانون کی بھیڑ پڑی ہی ابھی تک دریاباد مین کہ دو منزل لکھنؤ سے یہ مقام ہی مولوی امیر علی صاحب کا قیام ہی دو ہزار مسلمان کل انکے ہمراہ ہین اور انکو گھیرے ہوئے کئی پلٹنین ستاون ضرب توپ گرد مہتاب سلگتا ہی اور بہت سے ملازم بادشاہی ہین سرکار سے ممانعت ہی آگے بڑھنے نپائین ہاتھی گھوڑون پر چڑھنے نپائین اور مولوی صاحب کا یہ قول ہی خدا کی راہ مین سر نذر کیا مرنا اختیار کیا ترک یار و دیار کیا حالا ہیچ نمیدانم ہر خبری کہ باشد من بالانم اس غضب کو غور کیجیے سرکار سے مسلمانون کی تدبیر ہوتی ہی ہندوؤن کی سزا مین تاخیر ہوتی ہی اسکے سوا خیرآباد کے ضلع مین کھیری قصبہ ہی عشرہ کو وہان زن و مرد لڑکے سے بوڑھے تک فرد فرد ذبح کرکے گھرون مین آگ لگائی امام باڑے کھودے مسجد ڈھائی کربلا کی تصویر دکھائی کچھ بھاگ کر جو بچے در دولت پر دوہائی دیتے ہین سنکے چھپتے ہین کارپرداز سرکار کب سنتے ہین مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیاے فانی سے جب منھ موڑا آل باکمال اور کلام ذو الجلال کو دنیا مین چھوڑا ایک حاکم کوفہ و شام نے قتل عام کیا بند آب و طعام کیا بارہ سے بارہ کے بعد ملک اودھ کے ہندوؤن نے قرآن کی یہ نوبت پہونچائی مسلمان جو حاکم تھے انکو غیرت نہ آئی رشوت لی دشمنان ایمان سے سازش جعلی روزہ ہی دغابازی کی نماز ہی خدانخواستہ اگر یہ ایجاد ہوگا ناحق شہر برباد ہوگا لکھنؤ کا تبرا دور دور مشہور ہی آج کل مجلسون مین یا عیدین کو مسجدون مین جہان شیعہ سنی کی جماعت ہوتی ہی حاکم شام کے بدلے ناظم سلطان پور اور حاکم فیض آباد پر لعنت ہوتی ہی فقط

رقعہ ۲۰ جناب والا بندگی عرض کرتا ہون عنایت نامہ آیا مزاج مبارک کی صحت سے شکر شافی مطلق کا سجدہ بجالایا لیکن میر کرم علی صاحب کی کیفیت سنکے تسکین کی تدبیر نہین بڑے دغدغے کی بات ہی کہ مرض علاج پذیر نہین میرا قول ہی کہ دس بارہ برس کا

دشمن نایاب ہی اور یہ شخص پچاس برس کا دوست لاجواب ہی دو تین آدمی گنتی کے ہزارون مین باقی ہین
اور سب زیر خاک جا چکے بکھیڑون سے فرصت پا چکے ان مین دیکھین پہلے کسکی باری ہی بوجہ سر پہر دم
تیاری ہی غالب ہی کہ آپ اکثر تشریف لیجاتے ہونگے دیکھہ آتے ہونگے اسکے جواب مین مرض کی
کیفیت علاج کی صورت حکیم صاحب کا نام ضرور تحریر ہو اور میرا سلام کہہ کے فرمائیے کہ
آپ کچھہ نہ گھبرائیے پرہیز شرط ہی دوا کیجیے شافی مطلق سے صحت کی دعا کیجیے ہماری تندرستی کا
کفارہ ہی دعا کے سوا اور کیا چارہ ہی خدا شاہد ہی بے پری روکتی ہی نہین اڑ کے
جاتے آپکو دیکھہ آتے دل کو سرور ہوتا قلق دور ہوتا مولوی امیر علی صاحب کا حال
اور مآل سُنیے اس سے زیادہ ماجرا ہے جانکاہ بعد شہادت سید الشہدا دنیا مین
اور نہین سُنا ستائون ضرب توپ گرد مہتاب روشن بیچ مین ایکسو چوبیس خستہ تن
کوئی یار نہ مددگار ایک طرف فوج سلطانی ہزار در ہزار پہلے چھڑے مین بہت مرگئے
باقی توپون پر سینہ سپر کر گئے اللہ ری جرأت و جوانمردی تلوار کی باڑہ سے توپون کی
باڑہ بند کر دی فلک کی روبہ بازی دیکھیے شیر بہادر ایک گنوار مشہور ہی وہ بزدلا دو ہزار
گنوار لیکے کمر پر آیا ادھر سے اُسنے گیدڑ بھبکی دکھلاکے چھرا لگایا مسلمان سب پریشان ہوگئے
خاتمہ بالخیر ہوا بیجان ہوگئے چار سو سے زیادہ دشمنون کو مارا پھر یہ قافلہ جنت کو سیدھا سدھارا
ہرچند بہت چھپایا تھا مگر سرکٹے کے بھی آیا تھا دو دن کسیکو کھانا نہین ملا پانی کی بوند نہ پائی
بھوکے پیاسون نے جان لڑائی دو تین مولوی مرسلہ جو وہان پہونچے لڑائی حقیقت مین
اُنھون نے فتح کی جس جمعیت پر مولوی صاحب کو بھروسا تھا وعظ سنا کے پریشان
کر دی اور دو ایک بہادر رہ گئے تھے جنکا نام زمانے مین مشہور ہی لکھنا کیا ضرور ہی اُنھون نے
بزور زر معاملہ تتر بتر کر دیا ڈھیلا پھینک کر ثواب مین داخل ہوے لیکن بدنام ہونیکے سوا
مطلب کسی کے نہ حاصل ہوئے دوسرے دن مولویصاحب کی نعش بے سر و سامان اُسی
میدان مین گرمی دن کی دھوپ اُنکی اُس کفن پر پڑی اسطرح کہ ایک قریہ قریب تھا دیہاتیون
نے رحم کھایا اور تو کوئی گاڑنے بھی نہ آیا سمع خراشی سمجھ کے لکھنا موقوف کیا وگرنہ ایک جزو کا
کل یہ قصہ تھا جس جس نے یہ خون خرابی مچائی جو جو ساتھ چھوڑ کے چلے آئے سب نے ۱۰

اپنے کردار کی سزا پائی ہی مگر اونچون کی باری ابھی نہین آئی ہی

رقعہ فرد یادم نہ نیکی بود یادم نہ بدی ؏ عمرت دراز باد فراموشکار من ؏
سبحان اللہ بحمدہ ہمین بیکاری سے سابقہ ہوا روزگار رجائے کبھیکو خیال نہ آئے اور وہ نوکری جسمین مجرانہ سلام ہو نہ دربار کی مقید نہ حاضر باشی کا مقام ہو جہان جی چاہا جدھر منھ اٹھایا چلے گئے جی لگا رہے گھبرائے سیدھے چلے آئے کھلے بندون اسیکو کہتے ہین وارستہ اسی کی تلاش مین رہتے ہین اس حادثہ پر آپ غمخواری نکرین زمانہ سازی سمجھکے زبان سے بھی خاطرداری نکرین اور سلیے بندہ پرور ہم تو فقط یار شاطر ہین نہ بار خاطر اتنا تو پوچھا ہوتا کسطرح اوقات کٹتی ہی کس شغل مین دن بسر ہوتا ہی کونسے اندیشے مین پہاڑسی رات کٹتی ہی خیر اگر مرہم کی تدبیر نہوتی تو نمک چھڑکنے کی تقریر نہوتی یا دس پانچ دن کو یہان چلے آؤ دل بہلاؤ تو گرہ سے کچھ نجاتا بات رہجاتی نہ دن رہتے نہ رات رہجاتی اگر اسکے جواب مین فرماتے دربار سے فرصت نہین دنیا کے افکار سے مہلت نہین تو مین کہونگا یہ نئی بات نہین حضوری دنرات نہین دنیا کے بکھیڑے مین ایک عالم مبتلا ہی مگر کونسا کام اٹھ رہتا ہی نہ یہ کہونگا غفلت شعاری ہی الا سہل انکاری ہی زیست کا مدار اس اعتبار سے ہی ؎ چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند ؏ بقول جناب میر سوز صاحب

بیت
پھر بہار آتی ہی تجھ مین اے گلستان غم نکھا ؏ وہ چلی آتی ہی فوج عندلیبان غم نکھا ؏
گو کہ شب آخر ہوئی اے شمع توزاری نکر ؏ پھر وہی محفل وہی تیرا شبستان غم نکھا ؏
مصحفی زندگی ہی تو خزان کے بھی گذر جائینگے دن ؏ فصل گل جیتون کو پھر اگلے برس آئیگی ؏

میر کرم علی صاحب سے کہیے آپ نے ہمکو یاد نکیا غضب کیا پروردگار دونون صاحبون کو بصحت وسلامت رکھے بشر پتھر سے سخت تر ہی اسکا حوصلہ بہت بڑا ہی مشہور ہی کہ بیگرہی جیسی افتاد پڑتی ہی جھیل جاتا ہی رفتہ رفتہ مذکور رہجاتا ہی جھوٹ موٹ اگر یاد فرماتے ہم دوڑے چلے آتے دل بہل جاتا یہ صدمہ ٹل جاتا اسکا جواب دیجیے زمانے کی یہ رسم و راہ ہی کہ نہین کوئی آگاہ ہی کہ جسکو غم رسیدہ یا رنجیدہ خاطر پاتے ہین اسکی تسکین کرتے ہین تشفی کی باتین سمجھاتے ہین نہ کہ یہ آفت کا سامنا اور ایسا ملال ہو

جسکے ذکر سے دشمن کا غیر حال ہوا افسوس لکھنؤ سا شہر اس بے کیفیتی سے لُٹجائے والی ملک جسنے خشکی کا پیڑ نہ دیکھا ہو اس فصل مین غریب دیار ہو اپنے بیگانے سے چھُٹ جائے دھوپ کا تڑاقا لونکا چلنا زمین و آسمان کا جلنا ہو آتش بار ہو دہقانی بجرہ نمونہ گرۂ نار ہو آدمیون کی کثرت سے جگہ کی قلت دریا مین پانی نہو کشتی مین روانی نہو جا بجا ٹھیکے کھائے اٹک اٹک کے جو چلے خفقانی سر پٹک پٹک کر ہاتھ ملے دم بدم ہر دم خفا ہو تو اپنی بوٹیان نوچے دس بارہ دن کا نا خدا سے وعدہ ہو وہ کبھی نہ وفا ہو جب اُس سے کہیے بجرہ کیون نہین چلتا وہ کہے ول ہم مجبور نہر پر کل ماجرا ہی ہمارا نہین قصور ہی وہ دھوکے کی ٹٹیان جو کیوڑے سے چھڑکی جاتی تھین وہ نہرین جسمین سمندر کی لہرین آتی تھین وہ گلدستے جسمین رستے بستے تھے پھولون کی مسہریان سجی سجائین جہان پر فرشتے کا قدم ڈگمگا جائے اونگھنے تو لگے مگر خوف سے نیند نہ آئے پریان آنکھین بچھائین جب بار پائین سرو قامت گلعذار خوش گلو ماہر و دست بستہ روبرو نغمہ سرا ہون جہان کے سامان مع ساز بندہ نوازہر دم پیش نظر مہیا ہون یا دفعۃً سوکھا دریا ریت کے ٹیلے جا بجا اور وہ پلنگ جسپر پاؤن پھیلانے سے دل تنگ ہوا دھر پھر ادھر سیو ہٹی کی شکل بجرے کا رنگ ہو تپھر کے کوئلے نا خدا شناس جلائین چرا ہندی بو سے بد دماغ سر پرائین کھین بجرے کے پیندے مین مُردہ اُنکا کوئی بہتا ہو گدھ اُسپر بیٹھا ہوا اور رکھا نہو اُس دیکھنے والے کو جسنے مرا ہوا چوہا بھی نہ دیکھا ہو کہو کیا خیال آئیگا کیا سمجھ کے دل بہلائیگا جب انتہا سے عاری ہو جان سے بیزاری ہو فَاعْتَبِرُوا یَا اُولِی الْاَبْصَار پکار پکار کہے خدا کو یاد کر کے چپ رہے۔

رقعہ ۲۲ مرزا صاحب شفیق و مہربان مجمع مروت مصدر محبت عمیم الخلق مخزن لطف بیکران سلمہ اللہ تعالیٰ بعد سلام نیاز گذارش مطلب طویل بیان قصہ سوز و گداز ہے شکایت فلک جفا کردار کی حکایت اپنے حال زار کی سراسر زائد مرگ انبوہ جشنے دارد یہ معاملہ یہان عالمگیر جو گرفتار مصیبت برنا و پیر ہی کہ کشاید و نباید سینہ جو فرقت سے زخمدار تھا اُسکے واسطے مرہم زنگار تھا دل کی طاقت جگر کی قوت خاطر شکستہ کی مومیائی دافع

الم جدائی حاصل دعای سحر سرمایۂ تمنا ے نالا اثر خود فراموش غیر کی زبان سے بولنے والا
عقدۂ سربستہ کا کھولنے والا یعنے نامہ نامی صحیفۂ گرامی گلریز دامن آرزو ہوا الاعلی کا قصہ کلا
برسر گفتگو ہوا حال بے کم و کاست معلوم ہوا خیریت سے خوش حقیقت سے مغموم ہوا دنیا
جسکا نام ہی وہ رنج و الم کا مقام ہی اسمین راحت و آرام کا ڈھونڈھنا خیال خام ہی دار المحن
اسکا اصل نام ہی کام اسکا ناکامی ہی وہی بہت بدنام ہوتا ہی جو شخص نامی ہی اگر ہزار جزو لکھون
بہت کم ہی ہر پیرایہ مین رنج ہی بہر صورت غم ہی الم ہی عرضی جو ابھی آپ نے نہین دی مصلحت
یہی تھی موقع اور وقت پر اختیار ہی اسی پر اپنا دار و مدار ہی وہ جو وہان آنے مین دغدغہ
مرگ اور بیم قضا ہی بھائی صاحب یہان کونسا قلعہ اسکی پناہ کا تجویز کیا ہی یہ تو حاصل
زندگانی ہی کہین ہو ایکدن آنی ہی اگر اسکے لیے کوئی جگہ مقرر ہوتی تو بڑے آدمیون کے
ہاتھ سے کوئی وہان کھڑا ہونے نپاتا دور ہی سے حسرت مین مرجاتا لڑکے سے بوڑھے
امیر سے فقیر تک سب جانتے ہین کہ اس سے مفر نہین دھوکے مین دنیا ہی اسکا وقت اور
جگہ مقرر نہین لیکے بچاؤ کی کیا کیا باتین کرتے ہین کیسی کیسی گھاتین کرتے ہین سیکڑون
تدبیرین نکالتے ہین ہزار ون بہانے سے ملتے ہین جب وقت برابر ہوا دم سے
مرگئے کسی نے نجانا کون تھے کدھر گئے کچھ دن مقبرہ رہا گنبد سے نام و نشان فاتحہ درود
کا سامان رہا عزیزون نے بہت اینٹ کا پختہ سیپ کا جو نہ دیکھ بھال کے بڑے
جہان و بنان سے لگایا تھا گچ کو بڑے کھڑ پیچ سے کیا گیا بگاڑ کے بنایا تھا دفعۃً
فلک گردان نے چکر کھایا رگڑی ہوئی اینٹ کو ٹھوک بجا کے ڈھایا بہت پوچھا نپتا ملا
نہ سراغ ہاتھ آیا جتنا چھپا تا گر کرا پایا چلا آیا کیسے کہ یار داس مین بادشاہ گڑا تھا یا فقیر
تکر گدا دبا تھا یا زبردست جوان تھا یا بوڑھا ناتوان تھا اس سرگرانی مین برسون خاک
چھانی نام نہ معلوم ہوا نہ نشان ملا یہ وہی بنا ہی خاک مین جہان جہان ملا اور جو کبھی کوتے
چیل کے بچے گیدڑ بھیڑیے کی چبائی کسی سبیل سے بچی سڑی گلی ہڈی ہاتھ آئی نہ تو ہم
تمیز کر سکے نہ اسنے اپنی کہانی سنائی اسکو سمجھ لو کہ حکیم نے جبر پر اپنا اختیار رکھا ہی یہ
ہوشیاری دیکھو کہ غفلت پر اپنا مدار کار رکھا ہی اگر کسی نے اس بھید کو کھولا لیتے کی

کچھ منھ سے بولا تو دینار بے مدار ملی نہ دین الگ تھلگ مین جان سے گیا نہ ادھر کا ہوا نہ اُدھر کا رہا دو جہان سے گیا یہان تک سمع خراشی کی اُتری ہوئی تصویر کی نقاشی کی اس سلسلہ سے ہاتھ اُٹھایا مطلب پر آیا مرزا فدا علی خانصاحب سے آپ کی لاعلمی بیان کی موقوف شکایت کی داستان کی لیکن بہت رنج مین ہین نہایت تنگ ہین مگر آج تک وہی رنگ ڈھنگ ہین دریبولا شہر مین انگریزی کوٹھی لین دین کی ہوئی ہی نام اُس کا بنک ہی وثیقے والون کو قرض لینے کی اُمنگ ہی مثل مشہور ہی کہ پینا سہل ہی موجون مین کسالا ہی تاریخ ادائے وعدہ ٹلے تو دیوالا ہی حضرت نے بھی تین ہزار روپے وہان سے لیے ہین بارہ دری مجلس الکھی بادشاہ مرزا اور داروغہ صاحب کی ضمانت ہوئی جائداد اُنکی بھی تحریر ہوئی برس دن کا وعدہ ہوا گھر کھونے کی تدبیر ہوئی گھوڑا آپ کا بکا حساب کے سوا کچھ ہاتھ نہ آیا دس بارہ شاید آپ کے قرض مین دیے فقط روز کی دستک گئی آپکے اگاڑی اگر بکتا تو خریدار کا مفت لیا جاتا تنگ کرتے تو کچھ ہاتھ آتا یہان کوئی بیچنے کا خوگیر نہ تھا عقلمندونکو نکتہ کافی ہی منظور تقدیر نہ تھا یارون نے نہاری کھائی نقدی بنائی جو ہمکو جانے کی ہمت بتائی ہی بات اچھی ذہن مین آئی ہی لیکن سفر دور دراز بے زاد راہ جانا محال ہی سفر اور سقر کی صورت ایک ہی پر اب بیمثال ہی دنرات اُدھیڑ بن رہتی ہی نکلجانیکی دُھن رہتی ہی شہر مین نو تازہ فساد ہوتا ہی دھڑا دھڑ لٹتا ہی برباد ہوتا ہی کہین چوری کہین سرزوری حرام خوری ہی جسدن سے خاص محل مین چوری ہوئی تہلکہ بپا ہی دار و گیر کی صدا بلند ہی معاملہ کھلتا نہین چند در چند ہی جب بُرے دن آتے ہین ایسے ہی سانحے پیش پا ہو جاتے ہین اور کچہری مین یہ صورت ہی نواب زادے مستغیث آتے ہین جورو بیٹے ساتھ لاتے ہین صندل گھسنے کی فریاد ہوتی ہی اسپر طلب داد ہوتی ہی یہان کی خلقت پر عتاب خدا ہی معلوم نہین غیرت کدھر گئی حد سے نوبت زیادہ گذر گئی مثل ہی شاید غیرت چہ کہنی ست کہ پیش مردان بیاید جی کو یارا ہی نہ قلم کو لکھنا گوارا ہی حال روز بروز بدتر ہی چپ رہنا بہتر ہی۔

رقعہ ۲۳ تہنیت اِس سال نیا ساز و سامان ہی ہولی شب برات بہار سے دست و گریبان ہی جوش و خروش کے دن آئے نا و نوش کے دن آئے باغبان ازل فتنہ چمکالے گا

بوٹا پتا جوبن نکالے گا نسیم سحر غنچون کی گانٹھ ٹٹولنے لگی عبیر اور گلال گرہ سے کھولنے لگی تختۂ سلالہ چراغان کا ڈھنگ دکھاتا ہی نہرون مین فوارے پچکاری ہین پانی عجب رنگ دکھاتا ہی چشم بینا ہو تو کھلے کارخانۂ قدرت کہین بند رہتا ہی گوش شنوا درکار ہی یُحیِی الاَرضَ بَعدَ مَوتِہَا کا آوازہ بلند رہتا ہی کوسون تک سبز مخمل کا فرش بچھا ہی شاداب کوہ و صحرا ہی پتا پتا کان زمرد کا پتا دیتا ہی شبنم کا دانہ در بے بہا کا آویزا ہی کوہ مین کبک دری کا قہقہ باغ مین بلبل کا نالا ہی صحن گلزار مین سبزے سے سرو نے سر نکالا ہی جس قلمتراش مین شاخ کا دستہ ہی قوت نامیہ کے فیض سے یکقلم گلدستہ ہی برگ و بار گل و خار بلکہ شاخ چنار مین فیض ہوا کا اثر ہی عصار زاہد خشک بھی امیدوار گل و ثمر ہی امید کا اسقدر رچ ریا پھیلا ہی کہ بید مجنون کو ہوائے لیلا ہی چوب خامہ سے دم رفتار قطعہ قرطاس پر گل پھوٹتے ہین بیم صیاد خوف باغبان جو نہین اس روش پر بلبل پھدکتے ہین یاسمین پیکرون کے گل تو شک نے نیا شگوفہ کھلایا ہی اپنی بو باس پر عندلیب کو پھنسایا ہی بلبل نالان ہی پروانہ جل مرتا ہے جسدم سر محفل شمع سوزان سے گلگیر گل کترتا ہی اس گلشن ایجاد مین یہ نمونہ قدرت پروردگار ہی نہ دست و گریبان خزان و بہار ہی اگر شاخ سے کوئی پتی مرجھا کے ٹوٹتی ہی تو برابر سرسبز کونپل پھوٹتی ہی گل کی ہنسی پر گریان شبنم ہی مہلت یہان بہت کم ہی بشر کو لازم ہی فرصت غنیمت جان کر ان خیالون سے درگذرے جو امر ضروری ہوئے کر گذرے لہذا صدر نشینان بزم طرب و سرور انجمن آرایان جلسۂ شادی و سور کی خدمت مین امیدوار ہون کہ ازراہ دوستانہ بیعذر و بہانہ رونق بخش جلسۂ احباب ہون رہین منت خاکسار ہوگا۔

رقعہ ۲۲ ہوائے چمن دنیا آج کل سرور افزا ہی ساکنان افلاک کو مسرت ہی مقیمان سطح خاک کو فرحت ہی عجب مزا ہی ہر سو مژدہ تہنیت کو بکو غلغلۂ مبارکباد ہی جو ہی خرم و شاد ہی آمد روز سعید ہی گھر گھر عید ہی نرگس ہمہ تن چشم گوش بر آواز ہی در عیش و طرب باز ہی طاوس آمادہ رقص ناز ہی زمین کے رخسارہ پر سبزہ آغاز ہی کوہ و صحرا مین سنبل و ریاحین لالہ و نسرین کی نشو و نما ہی دامن دشت و جبال اس سال سبد گلچین ہو گیا پھولون سے بھرا ہی گل رعنا کس زیبائی سے شگفتہ ہو کے سراپا گوش ہی بلبل شیدا پھولا نہین سماتا

چہک رہا ہی خوف خزان گلزار جہان دونون کو فراموش ہی نالہ نواز ان صحن گلشن حمد رب ذو المنن
مین ترانہ سنج ہین وحشیان صحرا بصد تمنا جویاے کنج ہین باغبان قدرت دفینۂ چمن نکالتا
ہی تیا تیا جوبن نکالتا ہی مشاطۂ بہار دایہ وار گیسوے سنبل مسلسل کرکے دلجمعی سے
پریشانی کھوتی ہی تر سبز ٹہنیون سے نئی نئی کونپل پھوٹتی ہی نسیم سحر چل پھرکے کیا کیا مزے
لوٹتی ہی باغ کے سرو قامتون سے لجالو شرماتا ہی بے بار ہی ندامت سے شرمسار ہی
انسان کی پرچھائین سے سمٹا جاتا ہی نرگس بیمار مشہور ہی کہ علیل ہی آسیر فرط شوق سے
عصا ٹیکے بر سر سبیل ہی ناز پرداز ان آغوش بہار پر بلبلے پن کا جوبن ہی لالہ زار ہی غیرت گلزار جوبن
ہی آب جو کے قہقہہ سے نارسیدہ پھل امرودون کے روش شرملکے پتونمین منہ چھپاتے ہین
گلو گلے غنچے دامن گلچین مین کھلکھلا کے لوٹے جاتے ہین فراش صبا گل کا دست بقچہ کبھی باندھتا
ہی کبھی کھولتا ہی غنچہ مسکرا کے پھولا ہی دلبستگی بھولا ہی اپنی گرہ مین زر گل ٹٹولتا ہی سر شاخ
لالہ یاقوت کا پیالہ یادگار ساغر جم ہی جھرنون سے آبشار کا شور ہی کیفیت کا زور ہی تختہ بین
طائرون کا غل ہی نہرون کے متصل سرو یا لبگل گڑگڑا کر ایک پانون سے عازم رفتار ہی فاختہ
کی کوکو قمری کی حق سرہ جلوہ وار ہی سبزہ خط سے گلعذارون کا رخ پر نور ہرا ہوتا ہی دھوکے کی ٹٹی
مین دلفگارون کے زخم جگر کا انگور ہرا ہوتا ہی آسیا منو کا جوش اس سال دیکھتے ہین کہ لکھنؤ کی
گلیون مین سبز لال دیکھتے ہین فیض ہوا سے تعجب نہین جو طوطی تصویر سر سبز ہو چوب خامہ قلم ہو کر سبز ہو
ہر کیاری مین عنبر سے زیادہ معطر خاک ہی بسا بسایا خس و خاشاک ہی حناے باغبان خوف خزان سے
طبیعت جو رکتی ہی دعاے بقاے بہار کے واسطے ہر شاخ بار وار کس سبکی سے سجدہ کرنیکو جھکتی ہی
صحن گلشن مین نازو نیاز کا جلسہ ہی دار بست پر سب کی تاک ہی سر برگ نغمہ سنجان چمن کی سواری کا
بچکلسہ ہی قوت نامیہ کا یہ جوش ہی کہ کوہ بھی لباس کاہی سے ہم لباس مرد پوش ہی شبنم کو خدمت
آبداری ہی گلعذارون کے چہرے سے گرد کلفت دھونیکی تیاری ہی گل کے بناؤ پر بلبل سے
بگاڑ ہی کچھ بو پائی ہی گو خبر بادہوائی ہی آسیر جلی کٹی کی چھیڑ چھاڑ ہی ہر گل و خار گلشن مثل کبک دری
قہقہہ زن ہی ہنسانیکو گیندے کا تختہ رشک زعفران تیار ہی مہندی کی پتی پتی سے خون
پوشیدہ کا پتا بر ملا اُبلا آتا ہی پنجۂ مریم کے رشک سے پنجۂ مرجان کا مثل کہربا رنگ اُڑا جاتا ہی

یون

خون بلبل گل سرخ قبا کا دامنگیر ہی گیسوے سنبل پانون کی زنجیر ہی رنج و ملال کا نام چمن دہر سے
مثل حرف غلط حک ہی غنچون کے چٹکنے کی صدا مبارکباد کی سلک ہی آمادہ ناز بصد انداز
گل اور ہزار نیاز سے بلبل ہی ارض و سما مین نوروز کا غل ہی بلند صداے دورباش
ہونے لگی غنچہ دہنون کو گل اشرفی کی تلاش ہونے لگی ایسی ہوا چلی کہ دفعۃً گلرخون کے
سجاؤ بڑھ گئے جوبن تپک پڑا دام چڑھ گئے ماہرو عنبرین مو دام زلف بردوش مرصع
پوش طائر دل پھنسانے کی گھات مین خوب نکھرے ہین کوئی چک چکا کسیکی جلدی کے جنجال
مین بھیگے بال شانون پر بکھرے ہین کسی نے سانک گھر پر مستی ملکر رنج کے جوبن سے نیلم کو ہیرا
کھلایا ہی کسی بیدرد سرخ پوش نے قتل عالم پر بیڑا اٹھایا ہی دھڑا دھڑی لوٹنے کو لاکھ
انداز سے لاکھا جمایا ہی دروازون پر طلائی نقرئی بانس جڑاؤ کھٹولے کی وہ وہ ڈولی ہوتی
ہی جسکو دیکھکر جی کو ڈانوان ڈولی ہوتی ہی پردون مین بنت گوکھرو لچکا سیرون کھلا ہوا لگا
ایسے مغرق کہ جب غفلت مین اٹھین ہوشیارون کی عقل پر پردے پڑین جب آنکھون سے
آنکھین لڑین کہارون کی کرتیان پر پہارتے بھاگنے پر تیار یہ ہنگامہ جو نظر سے گذرا خیال آیا
آج جلسۂ نوروز ہی ہر بزم مین روشن شمع شب افروز ہی بیساختہ یہ فقرہ فقیر کی زبان پر آیا باواز
بلند ہر دردمند کو سنایا کہ ان دنون جو جو رشک بدر ہین انکی راتین غیرت شب قدر ہین والسلام

رقعہ ۲۵ جناب خانصاحب عالی منزلت والاشان قدر افزاے مخلصان زاد حشمتہم
بعد گذارش سلام اور ملازمت کی تمنا کے کہ لاانتہا ہی عرض رسان ہون عنایت نامۂ نامی
صحیفۂ گرامی نے بعد انقضاے زمانۂ دراز ممتاز کیا پروردگار عالم باین عنایت والطاف
سلامت رکھے وہ جو جواب خط کا حال تھا اسکی صورت یہ ہی اگر روانہ ہوتا تو ۱۴ آتا وگرنہ ہرکارہ
بیچارا کیا لاتا یہ جو نوین ذیحجہ کا لکھا تھا پندرہوین کو لایا ہر چند دو تین دن کی دیر ہوئی مگر
آیا یہان سے بغور سنیے اور سچ جانیے کہ نیازمند کو آپ سے دلی راہ ہی خدا گواہ ہی
خط نہین آتا تو جی گھبراتا ہی کیا کیا خیال آتا ہی اس عرصۂ دراز تک خط نہ آیا بہت ملال تھا
عجیب و غریب احتمال رہا گو آپ ہمارے حال سے بیخبر رہے لیکن ہم جویاے کیفیت
مزاج بیشتر رہے جب وہ خانصاحب میان نوروز کے مکان پر ملے اور حال معلوم ہوا

ملال کا دل پر ہجوم ہوا لیکن بیقراری سے تحریر کی اور شکایت کی تقریر کی آپ کی قدردانی
اور مہربانی ہمکو گستاخ کرتی ہے اس صورت مین اگر ایک مہینے کے بعد بھی عنایت نامہ آئے
تسکین ہو جائے مجبور ہین جفائے فلک نے سر اُٹھانے ندیا بر سر امتحان آنے ندیا
محتاج سے کیا ہو سکتا ہے یہ ہیچ بُرا ہوتا ہے۔ فقط

رقعہ ۲۶ اے رونق سریر سلطنت زیب دہ تاج سلطانی مشتاقون کے باعث زندگانی
ہر دل عزیز یوسف ثانی اللہ جاہ ملال سے نکالے سایۂ عاطفت ہمیرا اور اس مملکت پر جلد
ڈالے جس روز سے دائرۂ دولت یہان سے روانہ ہوا دل محبت منزل مین اندوہ
والم کا ٹھکانہ ہوا نہ رات کو چین نہ دن کو آرام ہے آٹھ پہر رونے پیٹنے سے کام ہے کوئی
اتنا پوچھنے والا نہین ہنستے کیون نہین روتے کیون ہو کیا کرتے ہو ہر دم کی آہ و
زاری بیقراری اچھی نہین بُرا کرتے ہو یہ تو اندھیری ساون بھادون کی راتین ہین اور
تمام شب دل سے دلبر کی باتین ہین کبھی دیوانون کیطرح بکنا گھبرا کر ہر ایک کا مُنھ تکنا گاہ یہ
شعر ترزبان پر ؎ نہ تو آتی ہے نیند کہ سو ہی رہون نہ انیس ہے کوئی کہ باتین کرون نہ
شب ہجر کی کس سے درازی کہون یہ وہ شب ہے کہ جسکی سحر ہی نہین وہ سخت جانی کا
بُرا ہو یہ مصیبتین دکھاتی ہے نہ آپ آتے ہین نہ جان جاتی ہے حضرت کی تصویر سے باتین کرتے
کرتے بیساختہ پکارنے لگے جواب نہ ملا تو در و دیوار سے سر مارنے لگے ؎ شکل اپنی ہمکو
دکھلا و خدا کیواسطے نہ جان جاتی ہے اجی آ و خدا کیواسطے نہ ؎ جب جُدا ایسا یار جانی ہو نہ کیسے
کسطرح زندگانی ہو نہ لخت جگر کھاتا خون دل پیتا ہے مرگ سے بدتر تنہائی کا جینا ہے دل کہتا ہے
بچھڑا جب تک نہ ملے تگ و دو لگی رہی گو شمع کی صورت سر کٹ جائے مگر پروانے
کیطرح لو لگی رہے محبت نامہ جو آیا جان تن مین آئی فصل بہار خزان رسیدہ
گلشن مین آئی وہ جو ملا دل مضطر سے ملا چھاتی سے لگایا آنکھین جو دیدار کی مشتاق تھین
اُنکو لکھا دکھایا اگر سوچیے تو آپ کا کیا بگڑا ہماری بنی بنائی سلطنت ڈوبی ہے دوش کسکو دین
اِس بُری تقدیر کی خوبی ہے آپ سے جدا کیا اکیلی جان کو ہزار آفت مین مبتلا کیا خدا
جانے کونسی خطا ہمسے سرزد ہوئی جو فلک سفلہ نو مفارقت جو کو ہماری خرابی کی کد ہوئی

آپ جہان رہینگے لوگ بادشاہ کہینگے آٹھ پہر پریزادون کا جھگڑا رہیگا جہان کی نعمت
موجود سب طرح کا جلسہ رہیگا پر ہم بدنصیب دور از حبیب ہین کہ تنہائی کے عذاب مین
وحشیون کی صورت اوقات کٹتی ہی ایڑیان رگڑتے ہین جلتے ہین نہ مرتے ہین جاگتے
پہاڑسی رات کٹتی ہی اگر آپ کی صورت نظر آئیگی تو جان بچ جائیگی وگرنہ کہان تک دن
رات کے دھڑکے سہین بہتر یہ ہی کہ جان دین مر رہین وہ جو دوا کا ارشاد ہوا تھا کہ نادرست
مزاج ہی سو ہمارے مرض کی دوا حضور ہین ہمسے دور ہین چاند سا مکھڑا دیکھنے مین شفا ہی
یہی بیمار محبت کا علاج ہی اور قمر قدر اُسکا حال بیان کے قابل نہین کلیجہ مُنھ کو آتا ہی جب
وہ نام لے لیکے جان دیتا ہی روتا ہی رُلاتا ہی غور کیجیے اُس بچے پروردۂ نازونعم کو کسطرح
راحت ملے چین کیسے کہ جسکا ایسا چاہنے والا اس سن مین چھوٹ جائے دن رات لندن
لندن رٹتا ہی اُسکی باتون سے کلیجہ پھٹتا ہی دشمن پر بھی ایسی مصیبت نہ پڑے نہ یہ آفت
ٹوٹے کسیکا بچہ بچپنے مین باپ سے بچھوٹے ننھی سی جان ہی ہر دم اُسیطرف دھیان ہی
ہڑکتا ہی جو باہر سے آتا ہی بیتاب ہوکے اُسکا منھ تکتا ہی کونون مین سجدہ کرتا ہی کہتا ہی
اے میرے اللہ اَبّا جنیان سے ملادے میرا مسیحا آجائے مریض شفا پائے
مُردے کو جلادے نہ اُسکو دوا کی پروا نہ غذا کی خواہش ہی ہرطرح سے میری جان کو کاہش
ہی اور سچ بھی ہی کیونکر روبصحت وہ رنجور ہو جو اپنے مسیحا سے منزلون دور ہو خدا آپکو
پھیر لائیگا تو ہمارے دن پھرینگے وگرنہ چاہ کی بدولت ہم کنوئین مین گرینگے نئی نئی ایذا
فراق مین سہتے ہین آنکھین نہین دو پرنالے ہین دن رات بے برسات بہتے ہین سر کو کیونکر
نہ ٹکرائین گردن مین باہین ڈالنے والا نہین چھاتی ہی اور غم کے بھالے ہین
دیکھنے بھالنے والا نہین ؎ گریون ہی رہیگی بیقراری ؏ تو ہو چکی زندگی ہماری ؏
لبون پر جان ہی دم کوئی دم کا سینہ مین مہمان ہی یہ شعر ورد زبان ہی ؎ حیف
در چشم زدن صحبت یار آخر شد ؏ روی گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد ؏ وہ جو نظم
ہر شعر تر تھا زخم جگر کا نشتر تھا اُسنے تو عجب حال ہمارا کیا گریبان صبر و قرار تا دامن
پارہ پارہ کیا ہر مصرعہ برجستہ پر جان پھڑکی دبی ہوئی سینہ کی آگ بھڑکی جہان مضمون

نالۂ شبگیر ہے بے مبالغہ ناوک کا تیر ہے مگر اُسکو دیکھا سُنا تیر شوریدہ خوب پیٹا بہت دُھنا
بہت سچا یہ کیسا مقال ہے قدر نعمت بعد زوال ہے اب سمجھے کہ سب ملتے ہین چاہنے والا نہین
ملتا ترک سہل ہے نباہنے والا نہین ملتا ہر دم وصال نصیب تھا ہجر کی لذت زبان پر نہ آئی تھی
اس جان کے دشمن نے صورت نہ دکھائی تھی ہے ہے یہ کمبخت بُرے دن ہوتے ہین ہزارون
جان بوجھکے اس بلا مین جان کو کھوتے ہین ہر دم یہ اُدھیڑبن ہے کہ یا الٰہی یہ ناسور ہے یاکھن
ہے سینے مین کون کلیجے کو چاٹتا ہے تیغ ہے نہ خنجر ہے گلا کون کاٹتا ہے نہ زخم معلوم ہوتا ہے کہ مرہم
لگایئے نہ بیماری ثابت ہوتی ہے جو دوا کھایئے نہ پری کا گذر نہ آسیب جن ہے کونسا پردہ
پڑگیا کچھ نہین سوجتا رات ہے یا دن ہے نہ بھوک پیاس ہے نہ کچھ کھاتے پیتے ہین ارے
لوگو کس سہارے سے اس مین جیتے ہین نہ چھوٹے کا لحاظ نہ بڑے کا پاس نہ جینے کی
خوشی نہ مرنے کا غم ہے روئین تن کو موم کا پتلا جانتا ہے زال سے بدتر اسکی نظر مین رستم ہے
خلاصہ یہ ہے کہ ایسی بلا مین پھنسے ہین نکلنا مشکل ہے اپنے دونون کو روتے ہین جان کھوتے ہین
اسکا عوض ہے جو ہنستے ہین یہ لاگ نہین معلوم ہوتی بدن جلتا ہے اور آگ نہین معلوم ہوتی فقط

رقعہ ۲۷ فتنہ خوابیدہ کے جگانے والے عیسیٰ نفس کشتۂ فراق کے جلانے والے
گو ہم مرتے ہین مگر دعا کرتے ہین تم سلامت رہو زخمی خنجر فراق ہین ہمہ تن چشم سراپا اشتیاق
ہین درد جدائی کی تپش کسطرح سنائین بے پر ہین تمکو پروا نہین حال زار کیونکر دکھائین
لب پر جان زار ہے گو انتشار ہے آنکھ نہین جوے خون ہے ہاتھا پائی کو ہاتھ گو دست وحشت
بڑھاتا ہے بیابان گردی کا متقاضی پاے جنون ہے سوز درون سے سب بدن گھل گیا
گریبان پھاڑنے سے پردہ کھل گیا کہ دھوکے کی ٹٹی ہے بھاڑ مین جائے یہ محبت سب اعضا
جلتے ہین سینہ کاہے کو ہے بھٹی ہے ہمنے بڑی مشقت سے بغل مین اس دل خانہ خراب کو پالا تھا کہ
کام آئیگا یہ نہ سمجھے تھے کہ دیکھ بھال کے آفت مین پھنسائیگا بقول مشہور ہاتھیون سے گنے
کھاتا ہے جیسا کیا اُسکی سزا پاتا ہے ستمگار انام جان عالم ہے اسیر یہ عالم ہے دل چھین لینے مین طرار ہو بڑے
اُچٹی مار ہو لاکھون دل زلف پیچان مین لٹکتے ہین تم نے اُڑا لئے ہو وہ سب سسکتے ہین
مرتے ہین اور دم بھرتے ہین اور چند گرفتار یاس ہین لیکن اتنا لطف ہے کہ ہر دم دیکھتے تو ہین

پاس ہین ایک تو مین کیا بلا ہون دوسرا یہ ستم ہے کہ تمسے جدا ہون ؎ محمل نشین ہین لاکھون
خدام یار مین یہان ٭ لیلی کا ایک ناقہ سو کس قطار مین یہان ٭ اگرچہ ہمکو ایک یہ بھی جان ہنے والی ہے
جان پر کھیل چکی ہے کیا کیا رنج و الم جھیل چکی ہے بنا ہنے والی ہے تو البتہ جان بچ جائیگی سنبھل
جائیگی نہین تو ہم جان چکے ہین کہ ایکدن ہجر کے صدمون سے جان نکل جائیگی انصاف تو
کرو کلیجے پر ہاتھ دھر کے دیکھو کہ خوگر وصل ہجر مین کیا کرے تاکہ صبر کی سل دل پر دھرے
؎ ترا غرور مرا عجز تا کجا پیارے ٭ ہر ایک بات کی آخر کچھ انتہا بھی ہے ٭ ایک تو عورت
دوسرے غم زدہ اسکا دل تھوڑا ہوتا ہے رنج دوری سے پک کر پھوڑا ہوتا ہے ٹھیس کا گزند
کم سہتا ہے فوراً نازک مزاجی سے پھوٹ بہتا ہے آفت کشیدہ دلون کی دلجوئی جوانمردون کا
کام ہے ہم ستم رسیدہ مطلوب سے جدا ہین خدا جانے کس رنج مین مبتلا ہین رحم کا مقام ہے
ہمارے حال سے غفلت نہ کیجیے او توجہ کی نہ لیجیے یہ خیال فرمائیے یہان کون ہمارا ہے تمھارا
بھروسا ہے سہارا ہے وہ ترکیب نکالو ہجر کی بلا ٹالو ؎ پس از انکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد

رقعہ ۲۸ شاہنشہ اقلیم محبت صادق الوعد زیب دہ اریکہ مودت یوسف جمال
فرہاد بیستون الفت شیرین خصال اللہ جلد ہمکو تمھارا روے تابان دکھائے کلبۂ تیرہ ہمارا
روشن ہو جائے زخم جدائی کو التیام ہو راحت ہمکو صبح و شام ہو گلدستہ پر بہار نامہ نگار
۲۱ – جمادی الثانی کا لکھا نعمت غیر مترقب کی طرح آیا دل مضطر پر رکھا چشم تر کو دکھایا
اسکی اشک باری کم ہوئی اسکی بیقراری کم ہوئی ہمکو کچھ آرام ہوا کوچ کی تیاری سے
مقام ہوا خدا اسکو بعز و اقبال صد و سی سال سلامت رکھے کہ اس حال مین ہمارا خیال ہے
تمھاری خوشی سے خوشی رنج سے ملال ہے مگر جانغم لم ایکدم دل سے ہمارا حال سنو
بیمار کے مزاج کی مسیحائی کرو تپ دوری کی دوا دو حاجت روائی کرو داستان
ملال سنو آپ صدمہ اٹھانے کا یارا نہین مرجانے کے سوا چارا نہین لیکن یہ دعا ہے
خالق سے التجا ہے کہ تمکو جی بھر کے آنکھون سے دیکھ لین تو موت آئے مٹی ہماری عزیز
ہو محنت برباد نہ جائے دن رات کے گھٹنے سے پوست استخوان باقی ہے دید کی امید
پر نیم جان باقی ہے جیتے ہین نہ مرتے ہین مصیبت کے دن بھرتے ہین آٹھ پہر

تپ رہتی ہی کیفیت عجب رہتی ہی رنج والم ایکدم پیچھا نہین چھوڑتے ہین تمھارے بغیر گھر سونا ہی
در و دیوار سے سر پھوڑتے ہین نہ کوئی پرسان حال ہی نہ کسی کو خیال ہی لوگ ہنستے ہین ہم روتے ہین
اسی مین مزا ملتا ہی جان کھوتے ہین تمکو کسطرح پائین کہ اپنا حال خراب دکھائین تمھارے جانے سے
ہمپر کیا تمام شہر پہ آفت آئی ہی گھر گھر آٹھ پہر فریاد ہی دہائی ہی ہزار طرح کی بلائین اکیلی جان ہی
بہت بُرا سامان ہی دل کی بیتابی ہر دم ستاتی ہی نیند خواب و خیال ہوگئی پلکے مین نہین آتی ہی
تارے گنتے گنتے پہاڑ سی رات جاتی ہی ہمارا سونا کیسا اس دل کی تپش سے سونیوالونکی
نیند اُچٹ جاتی ہی ع گر یون ہی رہے گی بیقراری ٭ تو ہو چکی زندگی ہماری ٭

آہ مین اثر نہین نہ نالے مین تاثیر ہی پنجۂ وحشت گریبان گیر ہی

رقعہ ۲۹ مونس شب تار غمگسار خورشید سپہر عز و وقار مرہم کافور سینہ سوزان اختر درخشان برج وفا صادق الولا تم سلامت رہو دن رات بستر غم پر یہ قول ہمارا ہی قضا بدنام ہوگی صدمۂ فراق نے مارا ہی تمھاری خال عنبرین و زلف مسلسل مشکفام کہ طائر دل پھنسانے کو دانہ و دام ہی اگر یہی لیل و نہار ہی تو ناکام کا کام تمام ہی آب ملال دوری الم مہجوری اٹھانیکی تاب نہین تمام دن بیقراری گریہ و زاری مین کٹتا ہی رات کی بیتابی سے کلیجہ پھٹتا ہے خیال مین خواب نہین ہوشون پر جان تصدیکر آئی ہی جہانعالم کی دہائی ہی تڑپتے ہین بلکتے ہین گھٹ گھٹ کے در و دیوار سے سر پٹکتے ہین جیتے ہین نہ مرتے ہین مصیبت کے دن بھرتے ہین ادھر مین لٹکتے ہین طرہ طرار کا صدقہ ابروے خمدار کا صدقہ بیکسی پر خیال کرو تنہائی کا ملال کرو مفت مین ہماری جان جاتی ہی شب فراق کالی بلا ہی اکیلا پاکے کاٹے کھاتی ہی ع ز تو یک نفس کہ دور م شدہ صد بلا نصیبم ٭ من مے بے تو زندگانی نکند خدا نصیبم ٭ یہ کلمہ سب کی زبان سے ہر ایک پیر و جوان سے سنتے ہین کہ دنیا مین کسی شئے کو ایک وضع پر دم بھر قرار نہین کبھی صبح وصل کبھی ہجر کی شام ہی انقلاب اسی کا نام ہی واہ رے طالع کی خوبی تقدیر لے ڈوبی اس قول پر قرار نہ رہا کسیکا خاک اعتبار نہ رہا تو وصل تمھارا لیکایک فصل ہوا جاگتا ہوا نصیب پانوُن پھیلائے سوتا ہی اس کو اتنی دیر ہوئی کہ زیست بیکار

جینے سے سیر ہوئی قسمت کی برائی سے جان زار سینہ بے قرار سے آج گئی بالکل لگ گئی ہماری
نحوست کے اثر سے فلک کی گردش بدل گئی اتنا کوئی نہین سوچتا کہ اُس گردون کے
ستائے کا کیونکر نہ برا حال ہو جس سے جدا آپ سا عاشق معشوق خصال پری تمثال یوسف
جمال ہو چرخ کی کجرفتاری سے بہت نئے نئے رنج و الم سہے ہین صدمہ چند ہی لیکن
زبان بند ہی خدا کے سوا کسی بیدرد بندہ سے کچھ نہین کہتے ہین دیکھتے ہین کہ یہ تفرقہ پسند
کب تک ہمکو رنج مین گھیرے گا جسدن آپ پھرینگے خدا ہمارے دن پھیرے گا ؎
لب پہ مرے جان زار دیکھیے کب تک رہے ✤ آپ کا یہ انتظار دیکھیے کب تک رہے ✤
گانون تھا اک بردوان ہوگیا رشک جنان ✤ اُسمین مرا تا جدار دیکھیے کب تک رہے ✤
غنچہ نہین گل نہین باغ مین بلبل نہین ✤ فصل خزان کی بہار دیکھیے کبتک رہے ✤
زیادہ عرض حال موجب ملال سمجھکر خموشی اختیار کی دیدہ نمدیدہ ہو گئے حسرت ہی انتظار کی
اللہ جمیل حسن و جمال بڑھائے کوس لمن الملک بجے جاہ و جلال بڑھائے فقط

رقعہ ۵۰ لطف زندگانی رونق بوستان نوجوانی نخلبند حدیقۂ محبت و وداد اس
قمری کے سرو سہی غیرت شمشاد باغبان قدرت ہمیشہ سرسبز اور شاداب رکھے اور حسن
عالم فریب کو بصد آب و تاب رکھے داستان دوری صدمۂ مہجوری ماجرائے پرسوز و گداز
ہی قصہ پر غصہ دراز ہی فلک کجرفتار گردون مفارقت شعار نے جسدن سے ای شہریار آپ سے
جدا کیا بیان ہو نہین سکتا جس جس مصیبت مین مبتلا کیا جب تم پاس نہو کیونکر یہ شیدا تیرا بد حواس
نہو اے جان عالم للہ انصاف کرو وہ صحبت دن رات کی غمزہ و ناز کا جلسہ چھیڑ چھاڑ
بات بات کی جب یاد آتی ہوگی کسطرح جان پر نہ بنجاتی ہوگی ہجر کے صدمون سے صورت
بگڑ گئی کچھ بن آتی نہین سخت جانی نے مفت شرمندہ کیا کمبخت جان جاتی نہین نئے نئے
مضمون دل سے گڑھتی ہون گھبرا کر یہ شعر پڑھتی ہون ؎ تم چھٹے پر خیال باقی ہی ✤ گئی شادی
ملال باقی ہی ✤ شب فرقت مین جیتے رہنے کا ✤ کسقدر انفعال باقی ہی ✤ ناوک ہجر نے جگر چھانا ✤ اب فقط
دیکھ بھال باقی ہی ✤ مرکے الفت کا حق ادا کرتے ✤ یہ امید وصال باقی ہی ✤ دیدۂ و دل مین وہ حیرا ہی
آپ پر انفصال باقی ہی ✤ جسقدر چاہو امتحان کرو ✤ کچھ اگر احتمال باقی ہی ✤ دل و جان کر دیئے آپ پر صدقے

گوکہ دولت نہ مال باقی ہی حسرت دید میرے سینے مین ہی شہ خوشخصال باقی ہی ٹکٹکی آٹھ پہر
لگی ہی صدائے در پر کان اور نظر لگی ہی پروردگار ہمارے حال زار پر رحم فرماکے تمھارا چاند سا
مکھڑا نظر آئے جبتک دم دید ہو اُسی وقت ہماری عید ہو نالہ نیم شبی مین اثر نہ دعائے سحری
مین تاثیر ہی ہجر کا ملال گلو گیر ہی تمھاری ناوک نگاہ کا زخمی پانی نہین مانگتا سوائے تمھارے
حیات جاودانی نہین مانگتا حضرت کے دامن دولت سے لپٹے تھے گرد راہ کی صورت
جھٹک گئے سر پٹکنے کو سنسان مکان مین ٹپک گئے سوائے شربت وصال ہمارا علاج
ہی نہ چارہ ہی تپ جدائی مین گھلتے رہین آپ کے جانے سے ہماری موت آئی بے اجل تتنے
مارا ہی قسمت کی برائی دیکھیے مین غم کی ماری بار سفر بھی ہمراہ نہ لے گئی ملک الموت کے
ہاتھ مین دیگئی جب مکان خالی نظر آتا ہی دوڑ کے کاٹے کھاتا ہی غیرت دامنگیر ہی حیا پاؤن کی
زنجیر ہی ورنہ جب جی گھبراتا ہی یہ خیال آتا ہی کہ کپڑے پھاڑ کے یہان سے نکل جائیے
حال خراب دل بیتاب آپ کو دکھائیے لیکن آپکی نازک مزاجی سے دل ڈرتا ہی
لاکھ طرح کا وسواس گذرتا ہی کہ اگر خلاف ہو دونون جہان سے گئے کہین کے نہ رہے
قہر درویش بر جان درویش بندۂ فرمانبردار کو کیا چارہ ہی لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ
پر سہارا ہی احکم الحاکمین جامع المتفرقین وہ دن دکھائے کہ تمھارا جمال دیکھین
اور کانون سے سنین کہ لو مبارک ہو جانعالم مع الخیر تشریف لائے
آمین یا رب العٰلمین

رقعہ شاہنشاہ کشور وفاداری ادیب دبستان دلفریبی وجفاکاری موجد نازونیاز
معشوق فراموش عاشق نواز تجلاہی کی دھوم رہے زمانہ محکوم رہے شکایت فراق مین
دفتر سیاہ ہوے حکایت سوزش اشتیاق کے پروانہ گواہ ہوے گو تحریر کا سلسلہ صبح و
شام جاری ہی لیکن ہاتھ اور قلم عاری ہی ناکام ہی کثرت کے باعث زبان زد خاص
و عام ہی اُسکا یہی اب تک آغاز ہی یہی انجام ہی ناچار ہاتھ اُٹھایا مدعا طرازی
مطلب برآری پر آیا محبت نامہ سینۂ محرور کو مرہم کافور کا ہوا سبب دل کے سرور
اور باعث آنکھون کے نور کا ہوا ہاتھون سے اُسکی بلائین لین دل سے تمکو دعائین

دیبن ضعف دل و جگر کے لیے جواہر مہرا کوتا ہی نظر کے خاطر کحل الجواہر ہوگیا جہت عنایت
کا رنگ روشن ہوا ہمارے حال سے چشم پوشی یہ ڈھنگ مد نظر ہوگیا عجب دلبری اور
خاطر داری کی پیاری پیاری باتین تھین کہین سوز و ساز تھا کسی جا ناز و نیاز تھا سب
جان لینے کا انداز تھا دل چھینے کی گھاتین تھین کہین بیان وصل کے دن کا تھا کسی جا اشارہ
ہجر کی رات کا تھا ہر فقرہ مین مزا دو بدو بات کا تھا تحریر کا لطف یہی ہی کہ روبرو بیٹھے گفتگو
زبانی ہوتی ہی وگرنہ تقریر بیجا کے طول سے دردسر حصول ہوتا ہی نیند اچٹنے کی کہانی ہوتی ہی
اور یہ رنگ ڈھنگ خوش آہنگ آپ پر ختم ہی گویا حصہ ہی باقی اوروں کا لکھا امیر حمزہ
کی داستان حاتم کا قصہ ہی بھلا یہ قصہ بکھیڑا تو تمام ہوا مطلب دل کا بیان ہی سبب
جدا تحریر کا طرز ہی نیا عنوان ہی فرمایئے کب تک صبر کرین دل مضطر پہ جبر کرین آخر
یہ کمبخت بُرے دن کتنے روز مین تمام ہونگے اور کس مدت تک اس مصیبت پہنچنے کے
صدمہ جانکاہ سہین گے خواب و خور حرام ہون گے نالہ فرط ضعف سے لب تک آ نہین سکتا
گوش فلک اور ملک تک جا نہین سکتا آہ مین اثر نہ دعاے سحر مین تاثیر ہوتے جیسے
منہ پھیرا تیغ الم نے اکیلا پاکے آگھیرا برگشتہ تقدیر ہی کیونکر اس دل پر حسرت کا مدعا ملے
چین ہمکو ذرا ملے کونسی تدبیر ہی فرش گل تر خار سے بدتر نشتر سے تیز ہی وحشت اب
جنون خیز ہی تھین کچھ اسکی دوا کرو ہماری حاجت روا کرو وگرنہ دل و جگر دونون کا ناحق
خون ہوتا ہی ہر دم کے گھٹنے سے حال زار و زبون ہوتا ہی یہ جو دل سینہ مین صد پارہ ہی سیماب
کا پارہ ہی سوزش اسکی کیا لکھون مٹی نہین انگارا ہی عجب نہین زبان قلم سے شرار نکلین
صفحۂ قرطاس سے شعلہ گلنار نکلین ان سب پر طرہ یہ ہی کہ سر جلے یا گردن کٹے تمھاری
ہو لگی ہی گھر مین بیٹھی سرگردان ہون زلف کی صورت پریشان ہون وہی تنگ و دو
لگی ہی غنچہ میری خاطر سے تنگ ہوتا ہی گل رعنا گریبان چاک ہی خوشۂ انگور سے زیادہ
جگر کے پھپھولے ٹپکے پڑتے ہین لیکن تمھاری تاک ہی لطف زندگی خاک ہی دن رات کا
کھٹکا ہی دم لبون پر آ اٹکا ہی پہرون در و دیوار سے سر پٹکا ہی یہ کہکے پکارا ہی کہ جان عالم
ہم مرتے ہین دنیا سے گذرتے ہین تمھارا دم بھرتے ہین اور کون ہمارا ہی فقط

رقعہ ۳۲ معشوق عاشق نواز اور عاشق معشوق کے سرمایۂ ناز ہو دونون طرح
مین ایک ہو ہمہ تن گلبدن موجد ناز و نیاز ہو فلک دمساز رہے در عیش و طرب باز رہے
ہم بیمار محبت ہین تم مسیحا ہو اور دوا نہین کرتے برا کرتے ہو اچھا نہین کرتے بھلا
جانِ عالم ہم پوچھتے ہین جو طالب مطلوب سے جدا ہو جدائی کے الم مین مبتلا ہو دل اسکا اختیار
مین نہو وہ بلبلائے نہین تو کیا کرے سوئے تو نیند نہ آئے چونکے تو کسی کروٹ چین نہ پائے
کلیجے مین درد ہو غم نے لہو پی لیا ہو چہرہ زرد ہو کتنا ہی تڑپے سر دھنے اسکی کوئی نہ سنے
وہ چلائے نہین تو کیا کرے تپ فراق سے رنجور رہو اپنے حکیم سے دور ہو گھٹ گھٹ کے
مر جائے نہین تو کیا کرے کب تک آہ سرد بھرے مطلب سمجھے وہ ہم ہین حامل رنج والم
ہین تمسے چھٹ گئے شہر مین بیٹھے ہین آور لٹ گئے اگر دل نہ لگتے یا ساتھ چلے جاتے
تو اچھے رہتے یہ دکھ نہ سہتے وہ کیا خوش نصیب ہین جو ہر دم قریب ہین فی الوقت وصال آپ پھر
میسر ہے آغاز سے انجام بہتر ہے ہمارا اشور ہے نہ ٹھکانا ہے جو اپنا تھا وہ بیگانہ ہے مرض وہ ہے
جس سے کبھی کسی نے صحت نہین پائی جب بگڑا جان پر بنی بے جان دیے فرصت
نہین پائی اگر پروردگار رحم سے جلد ملاوے تو اس کے نزدیک کچھ دور نہین نہین تو
اپنی جان لے لے تمہاری فرقت مین جینا منظور نہین ایک دن وہ تھا کہ بیدغدغہ
غیر تم تھے اور ہم تھے رنج والم کا نام نہ سنا تھا خوش و خرم تھے اب دن رات کا رونا ہے
تڑپ تڑپ کر یہان لکھو نا ہے خط آیا تو جان پائی دیر ہوئی تو چھاتی بھر آئی ہم مجبور ہین تم صاحب
اختیار ہو یا چلے آؤ نہین تو ہمکو بلاؤ اگر ہماری زندگی درکار ہو ۔ ہمین صورت
بہر عنوان اب دکھلائیے صاحب ۔ بظاہر گر خلل ہے خواب ہی مین آئیے صاحب ۔
بھلا دل تو بہل جاتا ہے دم دینے سے دم بھر کو ۔ نہین رکتی ہین یہ آنکھین انہین سمجھائیے صاحب
محبت نامہ تمہارا آیا آنکھون سے لگایا دل پر رکھا چھاتی سے چپکایا آنکھین رونے سے
رنگین کلیجا جو تڑپتا تھا اسنے آرام پایا کتنے ہر شعر مین موتی پروئے ہین ہم انہین دیکھ سن کے
بہت روئے ہین فردوسی سنتا تو جی چھوٹ جاتا اسکی نظم کا سلسلہ ٹوٹ جاتا اور خاقانی بانی
بانی ہوتا سرگرم ثنا خوانی ہوتا کیا کوہکنی کی ہے کیا شیرین بیانی کی ہے نیند اچٹ جاے

ایسی پر درد کہانی ہی حسن مرزا دن رات یاد کرتا ہی خدا سے فریاد کرتا ہی اللہ قادر و توانا ہی علیم
و دانا ہی تم سے ملا وے کشتۂ فراق کو جلا وے فقط

رقعہ ۳۳ نور چشم عزیز از جان سعادت توامان سلمہ اللہ تعالیٰ بعد دعا اور دیکھنے کی تمنا
کے مدعا طراز ہون الحمد للہ و المنۃ کہ خط فرحت نمط بعد از عرصۂ بعید اُنیسوین پنجشنبہ کا
لکھا یکشنبہ کو آیا مگر عجب اتفاق ہوا کہ جمادی الثانی کا لکھا جمادی الاول کو ہمارے پاس آیا
یہ فقط ہمارا فرط شوق تھا کہ مہینا بھر پہلے ہمکو ملا تمہاری طبیعت کی بدمزگی اس سے اور
زیادہ ثابت ہوئی خط آنے کی خوشی بھول گئے پروردگار بتصدق بیمار کربلا جلد صحت کامل
عنایت کرے تمہارے بغیر ہمکو بہت ایذا رہتی ہی محنت کا حد و شمار نہین آنکھ نے ہماری
طرفۃ العین مین بالکل چشم پوشی کی بہت رنج رہتا ہی اب لکھنے کی گون نہین یہی انگل سے
لکیرین کھینچ دیتے ہین بہرحال شکر ہی جو اُسکی مرضی اینہم غنیمت است لیکن پھر مکرر لکھتا ہون
جس دم پروردگار صحت دے فوراً چلے آنا دیر نہ لگانا میرا بہت حرج ہو رہا ہی برخوردار واحد علی
طولعمرہ کا ختنہ کر دیا اللہ مبارک کرے دو چار بٹیر گھاگر بہت عمدہ صورت دار ضرور
ہمراہ لانا قیمت مین تامل نکرنا ایک دوست کی فرمائش ہی میر صاحب کو ساتھ لاتے
تھے واقعی وہ خود نہ آئے سخت تعجب ہی کہ محمد رضا کو دس روپیہ دیے اور میر صاحب
کو ٹکا نہ ملا اِسکا سبب نہ کھلا مہاراج کو اتنا مقدور کہان تھا جو اُنکے جاڑے کا سامان
کر دیتے اور ہمراہ لاتے لیکن ایسا نہو کہ وہ تمہارے ساتھ آنے کا قصد کرین اب
اُنکا یہ خام خیال ہی روزگار کی صورت اس سرکار مین محال ہی جس پر یہان کے جزو کل کا
مدار ہی وہ اُنسے بیزار ہی جب ادھر آنے کو کہین مروت سے چپ نرہنا عذر کرنا کہ جب
لیے جاتے تھے تم نہ گئے اب میرے ہمراہ چلنا مناسب نہین والد بدمزہ ہونگے بے
اجازت اُنکے تمہارا لیجانا میرے حق مین بہتر نہوگا مجھکو لکھا ہی کہ تنہا آنا کسیکو ہمراہ نہ لانا مولوی
یعقوب صاحب نے تمہاری طبیعت کا حال ہمکو لکھا تھا اور یہ کہ مجھسے وعدہ خط کا کیا تھا
لیکن دیا نہین اور ہان بھائی ایک دوا ہاتھ آئی ہی اکثر تجربہ ہوا کبھی خطا نہین کی دو گھڑی
بخار کی آمد سے پہلے بتاسے مین مونگ برابر رکھکر کھا جانا خدا چاہے تو پھر صورت

نہ کھلائے محمد حسن خان بیٹھے ہین سلام شوق اور تمھارے خط نہ لکھنے کی شکایت وہ بھی کرتے
ہین کہ لکھتے لکھتے ہاتھ گھس گئے جواب نہ بھیجا بیرنگ خط نہین تلف ہوتا ہے اور جو ٹکٹ لگاتے
ہین وہ کمبخت پھاڑ کر پھینک دیتے ہین صادق علیخان چابک سوار سرکاری تمھارا ذکر کرتے
تھے کہ مجکو مکان پر لیگئے حقہ پان وغیرہ سے مسافر پروری کی برخوردار واحد علی کو ہماری
طرف سے دعا کہنا ۔ فقط

رقعہ ۴۳ نور چشم عزیز از جان قوت دل و جگر مزید تاب و توان مد اللہ عمرکم و مزید قدرکم
بعد دعاے صحت و سلامت و آرزوے دیدار فرحت آثار کہ زیادہ حد تحریر سے ہے واضح
خاطر عزیز ہو خط تمھارا عرصہ بعید کے بعد چوتھی کا لکھا دسوین کو آیا اینہم غنیمت ہے مہینے
ڈیڑھ مہینے کے بعد بھی اگر یاد کرو خیریت ہے حال انکی طبیعت کا کھلا غضب کی ہا ہی کبھی
مسہل مین بیس دست کیسکو آئے ہین فقط مادہ کی کثرت تھی اگر رہتا تو خدا جانے کیا فساد کرتا
اب جو کیفیت مزاج کی ہو مفصل لکھ بھیجو کیا کہین جیسا رنج و قلق ہکو حکیم پناہ علی صاحب کے
مرنے کا ہوا خدا خوب جانتا ہے بیمثل شخص مرگیا مہاراج بھی بہت تاسف کرتے ہین
رحمن کے ہاتھ کتاب فقیر محمد خان کی یعنی عیار دانش بھیجدی ہے اور کاغذ و قطعہ تمھارے
بند مے رکھے ہین جسدن سے یہان آیا ہون دو چار ملاقاتین مہاراج سے ہوئین وہ چکیا
کے جنگل مین شکار کھیل رہے ہین پہلے ملاقات جو الہ آباد مین ہوئی تھی تمکو پوچھتا پھر
گفتگو کا موقع نہین ہوا اگر آنا منظور ہو اور طبیعت کی گھبراہٹ دور ہو تو مفصل لکھو اور یہ بھی
کہ اسقدر درماہہ جو ہو تو بسر ہو جائے پھر کوئی کھٹک نرہے اسکا جواب سمجھ بوجھ کے اور
زمانہ کا رنگ دیکھ کے لکھ بھیجو ہر روز بدتر ہے یہ رئیس بہت غنیمت ہے اگر نان خشک اس
سرکار مین میسر آئے اور کے قلیہ سے ہاتھ دھوئے نہ کھائے آئندہ اختیار ہے اور ظاہر
ایسا بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر ہم جیتے رہے تو شروع جاڑے مین مہاراج کلکتے ضرور جائینگے
بشرط زیست ہمارا بھی قصد مصمم ہے یہ چند سطرین اگر خانصاحب شفیق وہان ہون پڑھوا کے
جواب لکھوانا ۔ خانصاحب مشفق و مہربان مظہر لطف و احسان سلمہ بعد سلام شوق واضح
خاطر ہو رنگ زمانے کا آپ نے خوب دیکھا ہے اور یہ ابھی ناتجربہ کار ہین جلدی مصلحت

آپ کے نزدیک ہو باہم مشورہ کرکے مجکو لکھو کہ اگر یہان تک انکی تنخواہ مقرر ہو تو چلے آئین اور
ہان بھائی میر مراد علی کو مولوی صاحب کے پاس چھاپہ خانہ مین ضرور ضرور بھیجنا اور منشی
صاحب کا حال لکھنا میان مخدوم بخش کو سلام اُنکا انجام لکھنا مرزا بنو تمکو بہت یاد کرتے
ہین واحد علی کو دعا کہنا فقط

رقعہ ۳ عزیز از جان سعادت مند ازلی نور چشم مرزا احمد علی صاحب سلمہ اللہ تعالی
بعد دعاے صحت و عافیت و تمناے دیدار فرحت آثار معلوم ہو فلک سفلہ شعار روز و شب
درپے آزار ہی تھلکہ مین جان زار ہی آج یکشنبہ ۲ اگست ہی تمھارا خط عین انتظار مین آیا
دل نے قرار پایا ورنہ عجیب سانحہ ہوا سبب مکروہات چند در چند لکھنؤ خط نہین لکھا
تھا ایک تو اپنی پریشانی دوسرا حادثہ یہ ہوا محرم کے مہینے مین خواص صاحب مرگئے
داغ فرقت مہاراج کے دل پر دھر گئے نہایت ملال ہوا عجیب حال ہوا کہ نہ دربار سے
کام نہ ملک کا انتظام ہی مرنیکے پہلے ایک مہینے صاحب فراش رہا اس مین پریشانی رہی
جب مرگیا تو زیادہ انتشار رہا کچھ دن موقوف دربار رہا کسی کی تنخواہ کا ٹھکانا نہ تھا
اپنے اپنے حال مین ہر شخص دیوانہ تھا ایسی پریشانی مین خط کا اتفاق ہوا نام تو انکا
نہین لکھا مگر جواب مین معلوم ہوا کہ بہت تردد خاطر تھا میان بنو اور مرزا مغل خان
لکھتے ہین کہ مین بازار مین جاتا تھا ایک بزرگوار ملے فرمایا کچھ تمنے سنا رجب علی بیگ بنارس
سے اپنے بیٹے کی ملاقات کو کانپور مین آئے وہ فتحپور گئے کو توال ہوگئے تھے کانپور
مین نہ ملے جب انھون نے قصد فتحپور کا کیا وہ دفعۃً سفر کر گئے دنیا سے گذر گئے اس خبر سے
عجب حال ہوا جس سے پوچھا مفصل کیفیت نہ کھلی بلکہ مولوی محمد یعقوب صاحب بھی
اسی صدمے مین مبتلا تھے للہ الحمد کہ تمھاری خبر پائی جان مین جان آئی اور تمھارے
روزگار کی بھی خوشی ہوئی خط نہ لکھنے کا رنج رہا اسی زمانے مین بنو کا خط آیا اپنی تکلیف
اور پریشانی کا حال لکھا تھا کہ برسات مین قبر بیٹھ گئی ہی اتنا نہین کہ درست ہو مگر تمھارا
مذکور اصلا نہ تھا اور تشویش تھی کہ یہ ماجرا کیا ہی آج تمھارے خط سے یہ کیفیت کھلی
کہ روزگار کیا تم اُس نیکبخت کے علاج مین مبتلا ہو خدا اُسکو صحت دے عرصے سے

وہ بیچاری بیماریوں مین گرفتار صاحب آزار ہی نہ یہ معلوم ہوا کہ مسہل کسکی صلاح سے ہوا
معالج کون ہی حکیم احمد علیخان صاحب علاج کرتے ہین یا کوئی اور شخص ہی خدا پر نظر رکھو اگر وہ
فضل کریگا تو یہ کیا معاملہ ہی تشویش نکرنا ہوتا وہی ہی جو مرضی خدا ہی انسان کو استقلال ضرور
ہی اور تم اللہ کے فضل سے بہت فہمیدہ او رسنجیدہ ہو اور بھائی سنو ہمارے جینے کا اب
اعتبار نہین حال روز بروز بدتر ہوتا جاتا ہی آئین آنکھ بالکل نکمی ہو چکی ور دہنی مین غبار ہی
اللہ یار ہی آندنون تمہاری جدائی سے بڑا حرج ہی الف لیلہ تمام کر چکا نظر ثانی کی دیر ہی وہ
ہو نہین سکتی آنکھ کے روبرو جو اندھیر ہی جو آسکی مرضی مرزا حسین بیگ صاحب نے
اس مہینے مین آنے کو لکھا ہی وبا کا جو حال لکھا تھا سچ ہی محلے ویران ہوگئے گرد کے
گانون سنسان ہوگئے تین مہینے کے بعد چہارشنبہ کو آیا تھا کل چھٹا دن ہوگا رام نگر جاونگا
ضرورت ہی دو تین دن مین پھر آونگا بھیجا حواس مین بڑا فتور ہی نسیان کا وفور ہی ابھی کچھ
کہا بھول گیا لکھنؤ مین بھی وبا کا بڑا زور و شور ہی ہر ایک زندہ درگور ہی نبو کو بعد دعا کہنا
کہ جب تنخواہ ہاتھ آئیگی کچھ بھیجدونگا جسدن سے خواص مرے ہین مہاراج بنارس مین
رہین اور سلو خان سے ضرور ضرور کہنا کہ خواص پہلے مر چکے جب تمہارا خط آیا تھا اگر زندہ
ہوتا تو دس ہزار کیسے ایک شخص سے تیس ہزار کا وعدہ تھا اچھا ہو کے مر گیا نصیب اسکا
برائی کر گیا نہین تو روپے ملجاتے اور مرزا لال صاحب سے کئی بار مین نے کہا جواب دیا
گو سنت خردندان سگ مجھسے کیا واسطہ میرا کوئی کیا کر سکتا ہی اب آج کل ہفتہ عشرہ مین خط
ضرور ضرور بھیجدیا کرو مغل جان نبو محمد حسن خان حفیظ اللہ رسالدار سلام شوق کہتے ہین
میر محمود صاحب کو سلام منشی مقصود علی صاحب حکیم احمد علیخان صاحب اور احمد علیخان صاحب
وکیل کی خدمت مین سلام نیاز فقط

رقعہ ۳۶ جان پدر نور نظر سلمہ بعد دعائے خیریت و تمنائے صحت و سلامت
واضح ہو آج ساتوین اکتوبر یکشنبہ کا دن ہی خط تمہارا آیا حال معلوم ہوا پہلے سخت تردد
تھا آخر مین جو لکھا تھا اسکو دیکھکر شکر کیا فی الحقیقت زمانہ ناہنجار تمہارے درپے آزار
تھا مگر رو براہ ہوا پروردگار نے رحم کیا مگر میری جان بہت سمجھ بوجھ کے جو کام کرنا وہ

خوب ہوگا منتظر عنایت باری رہنا چاہیے انشاء اللہ تعالیٰ اب جلد ترقی ہوگی ہر چند کہ تمہاری
دیانت اور امانت ہمارے پیش نظر ہی تمسے خلاف وقت کوئی حرکت نہوگی مگر اطلاعنامہ مین نے
لکھا ہی کس مدت تک زمانے نے تختۂ مشق کیا کیسا کیسا آسیا سے فلک نے پیسا اب
اللہ نے فضل کیا بہت قریب صورت معقول نکل آئیگی یہ بے کیفیتی دور ہو جائیگی مگر
احتیاط شرط ہی دنیا مین کوئی کسیکا دوست نہین غرض کے آشنا ہین یہ لوگ بُرے ہین
خدا اُنسے کام نہ ڈالے تم غور کرو خانصاحب نکل گئے ہمکو اُنسے یہ امید نہ تھی جو کام کرنا
بہت ہوشیاری سے حرص کو کام نکرنا اُسی کے فضل پر نظر رکھنا دیکھو کیا ہوتا ہی جس جگہ
پر خیمۂ حرص برپا ہوتا ہی راستی و امانت و دیانت اُس مکان سے اٹھ جاتی ہی آخر کو خرابی
آتی ہی یہ حرص دنیا مثل ریشم کے کیڑے کے ہی جسقدر زیادہ جمع کرتا ہی اُسکے اندر آخر کو
گھٹ گھٹ کے مرتا ہی اور چند آدمیوں سے پرہیز لازم ہی جس شخص نے جھوٹ اور
خیانت کو اپنا شعار کیا ہو راستی و امانت اُسکے نزدیک عیب مین داخل ہی دوم بیجا
اور بے ادب بے سبب لوگون کے حق مین بدگمانی کرتے ہین اور بیوجہ خلق خدا کو
رنج پہونچاتے ہین اور بجائی التعجیل کا انجام پشیمانی ہی کبر و غرور کا انجام دشمنی ہی ٥
راستی موجب رضای خدا است ؛ نفسانیت کو مزاج مین دخل نہ دینا چار باتین
کارپرداز پر واجب ہین اوّل حسن انتظام اور خیر خواہی کے التزام سے سرکار کو راضی
رکھے دوم بنائے کار راستی و درستی پر رکھے سوم شعلۂ غضب کو آب حلم سے بجھاتا رہے
وسوسۂ شیطانی سے دل کو بچاتا رہے چہارم جو حادثہ پیش آئے آمین ثابت قدم رہے کسیکی
خاطر سے کسیکی حق تلفی مین کوشش نکرے وہ ارحم الراحمین ہی دوسرا مقدمہ یہ ہی کہ اسکا حال نہ لکھا
کہ کسکی سعی سے یہ روزگار ہوا اور رلے بریلی کی کوتوالی کی تنخواہ کیا ہی اور میر علی حسین
سرشتہ دار تمسے کسطرح پیش آئے کیونکر ملاقات ہوئی کیا بات ہوئی سرشتۂ
بندوبست مین صورت کیون نہ نکلی کہ مین اسکا شکر عنایت یا بے پروائی کی شکایت
میر امیر علی صاحب سے کرون اسکا لکھنا ضرور ہی آب یہان سے میر احوال سنو شاید تمہارے
ملال کو مین نے نہ لکھا ہو اٹھارھوین صفر پانچوین ستمبر چارشنبہ کو دربار پیادہ جاتا تھا

حفیظ اللہ ساتھ تھے قلعے کے قریب دوگاڑین دوڑی آئین ایک نکل گئی دوسری کی جھپٹ مجکو لگی گر پڑا کپڑے لتّے ہو گئے چوٹ بہت آئی دربار نگیا دن زیادہ آیا تھا چھتری بھی ٹوٹ چکی تھی دھوپ مین جو واپس آیا نزلہ چھاتی پر گرا کچھ بدپرہیزی ہوئی صبح کو گلا بند ہو گیا معاذ اللہ جو الجھن ہوئی وہ کیا لکھون خدا خدا کرکے آوار جو کھلی تپ شروع ہوئی طاقت یکقلم نرہی حکیم نہین دوا نہین بجز خدا دوسرا نہین بنارس مین حکیم احسان علی خان کی دوا کو آیا تپ نے ہاتھ لگاتے ہی پانون پھیلایا جسدن تمھارا خط آیا میرامیر علی صاحب کی خدمت مین گیا خط تمکو روانہ کیا پھر ایسی تپ آئی کہ ہوش نرہا چنانچہ اُنیسوین یکشنبہ کو بنارس آیا آج بیسوین ربیع الثانی ہی بار نہین گیا معالج کرتا رہا خوبی تقدیر سے وہ جونپور چلے گئے مجکو کچھ بن نہ پڑا شنبہ تیرھوین ماہ حال کی تھی جونپور گیا یکشنبہ پانچوین اکتوبر ۱۲ ماہ حال ہی بنارس مین آیا خط تمھارا پایا اگر زندگی ہی صبح کو پار کا عزم ہی بہت دنون سے مہاراج کو نہین دیکھا ہی بالفعل دسہرا ہی بڑی تیاری تھی دو بار یہان سے خبر راجہ صاحب نے منگوائی ہی تمھارے ساتھ کون کون ہی یہ سب کیفیت جلد لکھ بھیجو مرزا بنو کا سلام

خدا بخش کی تسلیم فقط

رقعہ ۳۷ نور چشم غفلت شعار فرزند فراموشکار مد اللہ عمرہ و زید قدرہ بعد دعا اور دیکھنے کی تمنا کے معلوم ہو اتنے عرصے سے خط نہین آیا کہ شمار بھول گیا ہرچند مرزا حسین بیگ صاحب نے کچھ اٹھا نرکھا ہوگا سب کچھ مفصل حال کہا ہوگا ابتک جہان آشوب رکا سہ ہی عجیب و غریب تماشا ہی تمھاری چشم پوشی اور فراموشکاری کا یہ اثر ہوا کہ بائین آنکھ کے نور نے بھی منہ پھیر لیا ہمکو بدحواسی نے گھیر لیا جو مرضی خدا کیا چارہ لہذا کلکتہ کا عزم ہی اگر زندگی نے مہلت دی اور رفاقت کی تو اسی مہینے مین جاؤنگا دیکھیے ہماری تقدیر مین تم سے ملاقات بھی ہی یا حسرت لیجائینگے اور مفصل ہمارا حال موجب ملال کا ہوگا اس سے قلم بند کیا یہ فقرہ غور کرو تو نیا لکھا ہی افسوس ہی جو ہم چاہتے تھے وہ نہوا ارمان رہگیا ع ای بسا آرزو کہ خاک شدہ جو اس سن مین پیدا کیا تھا عزم یہ تھا تمکو دیکھائین ساتھ نہ لے جائین فلک نے نہ چاہا اگر دس بارہ دن مین بھی جواب آئیگا ہمکو ملجائیگا اور جو لکھنا تو سب کچھ

لکھنا اپنے گھر کا حال منشی مقصود علی صاحب کا رنگ میر محمود صاحب کا ڈھنگ حکیم
احمد علیخان صاحب کے مزاج کی کیفیت مرزا امام علی نھنے کا طور سب بغور لکھنا در بیان الف لیلہ
نظم و نثر منشی نولکشور صاحب نے بہت روپیہ دیکے لکھوائی ہی جو کچھ ہمنے بہ زبان لکھا ہی اُسکے
چھپنے کی بھی نوبت آئی ہی بفضلہ تعالی یہ سب تمھاری نظر سے گذرینگے اُسوقت
یاد کرنا ہماری روح کو شاد کرنا اور جن جن کا ہمنے نام لکھا ہی سب سے ہمارا سلام و نیاز
عرض کر دینا اور جو حال تمکو معلوم ہی سنا دینا آنکھ کا رنج ہر دم مدنظر رہتا ہی آنسوؤن کا دریا
بہتا ہی لطف زیست نرہا اور یون تو جیتے ہین کھاتے ہین پیتے ہین مرزا امان بیگ
مرزا ابو حفیظ اللہ رحمان محمد محسن خان سلام بندگی کہتے ہین یاد مین رہتے ہین الحمد لو
للہ الحمد والمنۃ کہ بعد عرصہ دراز تمھارا خط آیا ۱۲ - دسمبر کا بھیجا ۱۹ - شنبہ کو میرے پاس
پہونچا رنج و راحت کو توام پایا خط کی خوشی مزاج کی بدمزگی دیکھکے ملال ہوا جب جنج دری
آزار ہوتا ہی ایسا ہی معاملہ بر روے کار ہوتا ہی مرزا عنایت علی نے اسقدر مہربانی فرمائی
پروردگار عالم اُنکی ترقی کرے فلک جفا پسند کو بُری معلوم ہوئی یہ گردش دی بیٹھے بٹھائے
دس بیس روپیہ کی زیر باری ہوئی سفر کی صعوبت اُٹھائی بیمار ہوکے گھر صحیح گئے
سلامت آئے شافی مطلق صحت کامل عطا کرے اُنسے خط و کتابت موقوف نکرنا وقت پر
منحصر ہی کبھی تو ارحم الراحمین فضل کرے گا ۵ اُسے فضل کرتے نہین لگتی بار نہو
اُس سے مایوس امیدوار ۶ مرزا حسین بیگ صاحب نے عارضہ کا حال جو تمسے کہا
کہ صحت ہوگئی سب غلط ہی وہی صورت ہی خوف آیندہ سے گھبرا کے کلکتہ جاتا ہون
دیکھیے تقدیر کیا دکھاتی ہی اور یہ سچ سمجھنا تم سے کبھی جھوٹ کا اتفاق نہوگا پانچ برس کی
خدمتگذاری اور کتاب کہنے کا صلہ دوشالہ رومال ملا تھا اُسکو بیچکے قرضخواہون کو دیا
خدا شاہد ہی ساٹھ ستر روپیہ کا قرضہ اب بھی باقی رہا اس سفر مین دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی
یہ کچھ روپیہ آتے ہین پچاس روپیہ مرزا صاحب کے گھر مین دینا اور سو روپیہ
برخوردار واحد علی کو دیجیے گا دس روپیہ بہو کو ہمارے مزاج کا حال تم خوب جانتے ہو
مگر ناچاری مین یہ دینا ہی جس سے ندینا اچھا ہوتا ہی اللہ خوب جانتا ہی ہمین سب کا

خیال ہی پر کیا کرین مجبور ہین اپنے نزدیک بمقصور ہین اپنے علاج سے غفلت نہ کرنا پرہیز کا خیال رہے یہ سن دن اور سانس کا چڑھنا کھانسی کا بڑھنا نزلہ کا رد و سیاہ ہو یہ سب فساد اُسیکا ہی اللہ پر نظر رکھو بیکسون کا مددگار وہی ہی یار نہ مددگار اور اس سن مین اور ونکی فکر مین مبتلا ہو جو اُسکی مرضی یہ بھی شکر کا مقام ہی کہ آجتک اپنے ہاتھ پانون کی بدولت روٹی کہاتے ہو اور دن کو کھلاتے ہو کسیکے شرمندہ نہین صاحب نصیب ہو یہ دن بھی گذر جائینگے ہ چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند جواب جلد لکھو اور طبیعت کا نقشہ مفصل کسطور پر ہی فقط

رقعہ ۳ عزیز از جان سعادت و اقبال نشان مد اللہ عمرہ بعد دعا معلوم ہو کہ تیرہ چودہ دن کا عرصہ ہوا خط تمکو لکھا تھا دور دورسے جواب خطون کے آئے تمھارے خط کا حال معلوم نہوا کہ تمکو پہونچا یا نہین اپنا حال بشفقت کمال تمکو لکھا تھا کہ دہنی دوسری آنکھ جو باقی تھی اُسمین غبار آگیا بہت تشویش ہی اور اُسکے قلق سے یہ نوبت ہوئی کہ خفقان کی شدت ہی اختلاج قلب سے خواب و خور موقوف ہی سخت وحشت ہی تنہائی ہی دوسرا غمخوار نہین مددگار بجز ذات پروردگار نہین جو پانچ چھ دن کیواسطے یہان چلے آؤ تو تمکو دیکھ لین ورنہ حال تو دیگر ہوتا ہی خدا کے بعد تمھارا اسرا ہی غور کرو اور کون ہمارا ہی بہت سی باتین موقوف بملاقات ہین اور ریل بھی لکھنؤ سے بنارس تک ہی ایک دن مین آدمی یہان آتا ہی جسطرح ہو سکے چلے آؤ ہمارا حال دیکھ جاؤ خدا جانے آج کیا ہی کل کیا ہو اسمین غفلت نکرو اور جو کچھ ضرورت ہو تو لکھ بھیجو کہ مین بیجدون مین نے تمھارے آنے پر موقوف رکھا تھا پانچ چھ روپے سے زیادہ صرف نہین اور امان اللہ بیگ آگیا دمین ہین انکو ہمراہ لیتے آنا چوک مین رفوگر رہتے ہین وہان ہونگے ایکدم قیام کرنا انکو ضرور ساتھ لے آنا اسکا جواب جلد لکھو کہ دیر کی کیا وجہ ہی سخت تشویش ہی تمھارا آنا ضرور ہی نہایت تنگ ہون تنہائی مین مجھے کچھ بن نہین آتا ہی دن رات تردد مین اوقات بسر ہوتی ہی جلد آؤ کہ مجکو تسکین ہو سات مہینے بہت راحت سے گذرے جہان گئے آنکھون مین جگہ پائی جسدن سے

یہان آیا ہون بہت گھبرایا ہون دشمنون کے پالے پڑے ہین زندگی کے لالے پڑے ہین جو ہی دشمن جان ہی عقل حیران ہی کہ یہ کیا سامان ہی خط دیکھتے جواب لکھتا اور آنے کا سامان کرتا وگرنہ اختیار ہی جو اپنی کیفیت ہی وہ لکھدی حکیم احمد علیخان صاحب اگر ہون اُنسے کہنا دہنی آنکھ مین جسدن سے غبار آیا ہی اُسکی تشویش سے یہ حال ہی بیٹھے بیٹھے پسینا آیا دل دھڑکنے لگا کلیجہ بھڑکنے لگا غنیمت یہ ہی گھڑی دو گھڑی سے زیادہ وہ کیفیت نہین رہتی اگر زیادہ عرصہ کھنچے زندگی وبال ہو نہ جانے کیا حال ہو جو بتائین دوا غذا پرہیز لکھنا سبکو دعا فقط

رقعہ ۳۵ نور چشم عزیز از جان لخت جگر از حال پدر بیخبر مدالله عمرہ بعد دعا معلوم ہو تیسری تاریخ ربیع الثانی کی شنبہ کا دن تھا خط تمھارا آیا دل تھا ان کا آنا مفلسی کی پریشانی بیسر و سامانی لکھی تھی کہ ماہ آیندہ مین ضرور قصد ہی مجکو مہاراج کی سرکار مین نوکر رکھوا دیجیے اب میرا احوال سنو دو طرح کی پریشانیون کے باعث جو طبیعت ٹھہری تھی پھر بگڑ گئی الجھن اور گھبراہٹ ہونے لگی ایک تو قلت کی گرانی بندہ سو آدمیونکا کھرچ دوسرے تہیدستی کی پریشانی تنخواہون کا تقاضا یہ سب سامان خفقان کے ہین زیادہ تر فتور آنکھ کا ہی کہ غبار آجاتا ہی اس وجہ سے جی بہت گھبراتا ہی اسکے علاوہ مہاراج صاحب گنج مجکو بھیجا چاہتے ہین جو وہ یہان آئین اور مین نہ ملون تو بیٹھنے کا سہارا نہین کس خرابی مین پڑین آپ بتا کیا کہدیجیے کہ بغیر کیسے پوچھے اگر قصد بنارس کا کروگے خراب ہوگے اگر خدا چاہتا ہی تو کچھ تمکو بھیجدونگا جلدی نکر اپنی یہ صورت ہی کوئی اپنا پوچھنے والا نہین کہ کیسے ہو ہر طرف سے لاولد ہو لوگون کی بے اعتنائی سے سنے مین گھاو ہی ہم تن تنہا خدا کے سوا کوئی پوچھنے والا نہین الجھن کے بغیر چارا نہین ایک تمھارا دم ہی سو یہ ستم ہی ہم کہان تم کہان یہ بھی گردش دوران ہی دیکھیے خدا کو کیا منظور ہی اب سب اعضا سے ہم جواب دیتے جاتے ہین کسی دن سے نشیب و فراز مین کوچ ہو جائیگا اسوقت ہر ایک بیفائدہ بچتائیگا گردش تقدیر دیکھیے کہ ہم سب سے ہوئے ہین ادھر مرزا حسین بیگ صاحب کا رنج ہوا ادھر میر باسط علی صاحب کی خبر کے سنے

ہین کوچ کرگئے انکا بھی غم ہوا روزمرہ کا صرف نہ کم ہوا اسواسطے اکثر تمکو لکھا کہ دس بارہ
دن کے بعد پرچہ ہمکو لکھا کرو ہمارے حال سے غافل نہ ہو اگر تقدیر سیدھی ہوتی تم ہمارے
پاس ہوتے اسقدر رہم کیون بدحواس ہوتے لیکن کیا کیجیے مرزا جان صاحب کی حماقت تو
خوب جانتے ہو محمد حسن خان نے ورغلا ن کے اپنے مکان مین رکھا ہی ہر چند مین نے
سمجھایا اُس شخص کے خیال مین نہ آیا اب جب آتے ہین اپنی تکلیف اور بیچینی سناتے ہین
کہ کھانا بدمزہ ملتا ہی بیٹھنے کا سہارا نہین اکثر کہتے ہین آپ کا مزاج آگے ایسا نہ تھا کیا کہون
پچاس روپیہ کی نوکری ساٹھ روپیہ مہینے کا خرچ آوے تو کہان سے آوے
تنخواہ سب بنیے کو جاتی ہی کچھ بن نہین آتی ہی آنکھ نے اور مجبور کردیا ہی کہ کہین
جا نہین سکتا جب تک دوسرا غمخوار نہو یہ خیال کرتا ہون کہ کانپور چل کے بیٹھ رہون
وہان کوئی امیر قدردان نہین کہ بلا سے خشک روٹی کا سہارا ہو خدا جانے تم کسطرح
اوقات بسر کرتے ہو بڑے جوانمرد ہو یہ خط روبرو رکھکے سب باتون کا جواب لکھنا کہ
کچھ تسکین ہو اور منشی نول کشور صاحب کا حال لکھنا یہ بھی گردش تقدیر ہی کہ جس
شخص نے بے طلب صدہا روپے دیے وہ مانگنے سے منھ چھپائے سوا اپنی
قسمت کے اور کیا کہا جائے مہاراج یہان نہ تھے امروز فردا آنے والے ہین
مرزا جان کے روزگار کا حال معلوم ہو جائیگا تو سب مدارج سمجھا دینا حکیم صاحب
رسالدار اور سبکا سلام نیاز غلام بخش کی تسلیم ؁

رقعہ عزیز از جان مد اللہ عمرہ بعد دعا اور دیکھنے کی تمنا کے معلوم ہو انتہا کی
ہماری بدقسمتی ہی کہ جب تم سے ہمکو رنج پہونچے تو اور کسیکا شکوہ بیجا ہی دو مہینے کا عرصہ ہوا کہ تختۂ
مشق عوارض چند در چند ہون اس تنہائی و غربت مین کہ نہ یار نہ مددگار بجز ذات پروردگار
تمکو کس کس منت و سماجت سے لکھا کہ اگر پندرہ دن کے بعد چار حرف لکھکے بھیجدو تو ہماری
تسکین ہو لیکن تمھارے خیال مین ہرگز نہ آیا طرہ اُسپر یہ ہی کہ خط مین لکھا کہ دو قطعہ روانہ
کیے کیا قصور ہوا کہ جواب نہ آیا بھلا سنو تو وہ دونون نہ آئے یہ تیسرا خط کیونکر آیا جسکو
بھیجا وہ پہونچا جو نہ لکھا اُسکا ذکر کیا خیر جو خوشی تمھاری اب یہ ذکر سنیے کہ تمھارا خط سولھوین

تاریخ کو ہمارے پاس پہونچا ہم اس مصیبت مین تھے کہ تپ شدید تھی اور اشارے سے
بات کرتے تھے گلا بند تھا مگر بچار وناچار افتان وخیزان بنارس مین آگئے اُس روز تعزیہ
یہان اُٹھتا تھا سب کے سب وہان تھے اپنا منھ لیکے تپ مین پڑے ہے آج دوشنبہ ہی
صبح اُٹھکے اُنکے پاس گیا اُنہا کا خط لکھدیا کھلا ہوا آتا ہی پڑھ لینا اب قسمت کی خوبی ہی غرضکہ
بہرکیف وہ جہان ہون اُنکے پاس جائیے تقدیر آزمائیے حسرت نہ رہجائے پروردگار
چاہے تو ناکام نرہیگا کہ اُنھون نے اپنی اسامی آپ کو دی ہی اُنکا احسان کچھ نہین
اسکو غفلت کے حوالہ نکرنا آیندہ اختیار ہی اور یہ پرچہ میرا اُنکو دکھا دینا جب کام کو
کرتے ہین پہلے اُسکا بندوبست کرتے ہین آپ کو وقت کے وقت یاد آیا خیر
جو مجھسے ہوسکا وہ کیا اور جو میرے متعلق ہو مین حاضر ہون جہان کہو جاؤن جس کام کو کہو
بجالاؤن اور مین تم سے کیا خفا ہونگا جو تمنے لکھا ہی کہ قصور معاف کرو یہ بھی تمہاری
حماقت ہی کہ مجھسے ایسا خیال کرو اس وقت تک وقت ڈاک کا تھا جلدی مین یہ لکھدیا
پھر مفصل اپنی طبیعت کا حال اور سرگذشت ایذا اُٹھانے کی لکھونگا یہ دو سطرین انتشار طبیعت
مین لکھی ہین کوئی چست فقرہ نہ نکلا بعد ملاقات جو حال لکھوگے تو مین بھی کچھ بھیجونگا جو
مناسب سمجھنا حوالہ کردینا و آلا خانصاحب شفیق محمد معظم خان کو بعد سلام شرکت اُنکی
ضرور ہی اور یہ خط دیکھیے گا ایسا کوئی کسیکو لکھتا نہین محمد حسن خان سے ملاقات ترک ہی
یہ بھی خدا کی قدرت ہی کہ خان صاحب ہمسے بگڑ جائین مرزا انبو کا سلام میان حفیظ اللہ سلام
کہتے ہین خدا بخش کی تسلیم فقط

رقعہ ۱۴ نور چشم عزیز از جان باعث تاب و توان مرزا احمد علی عزید عمرہ بعد دعا
معلوم ہو خط تمہارا آیا حال سب معلوم ہوا شنبہ مہاراج صاحب الور سے ملازمت ہوئی
مگر تمہارے نہونے سے رنج ہوا جو ہوتے تو فائدہ سے خالی نہ تھا اُنکے کوچ مقام کا حال
معلوم نہین مگر یہ شعر بقلم جلی یا خط گلزار مین لکھ رکھنا کہ اُسی راہ سے ریاست الور کو جاینگے
اور شعر یہ ہی ۵ گل پھینکے ہی اورونکی طرف بلکہ ثمر بھی ای رونق گلزار جہان کچھ تو ادھر بھی
اسکو لکھ رکھنا ملاقات کے وقت دینا تمہارا ذکر آچکا ہی آدمی خوش ہمت ہی اور مہاراج کا

بنارس جانا معلوم ہوا خط نہ لکھنا آنکھ کا باعث ہے مجبور ہون کیا کرون واحد علی کو
دعا سبکو سلام فقط

رقعہ ۴۲ نور چشم عزیز از جان مداللہ عمرہ بعد دعا اور دیکھنے کی تمنا کے معلوم ہو پہلا خط تمھارا پانچوین ذیقعدہ کا لکھا ۲۴ - شہر صدر کو مجھ تک آیا حال معلوم ہوا اب دوسرا قلمی رحمان ۲۶ - تاریخ ذیحجہ پنجشنبہ تھا کہ لایا حال دریافت ہوا عجب اتفاق ہے خارج سے معلوم ہوا تمھارے گھر کے لوگون کی طبیعت علیل ہے اور دوبار تمکو لکھا لیکن تمنے قلم انداز کیا سبب اسکا کیا ہے مرزا حسین بیگ صاحب اور مولوی یعقوب صاحب نے لکھنو سے لکھا یہ ماجرا کیا ہے اور ہمارا یہ رنگ ہے کہ جسدن سے بیمار ہوئے آج تک مہلت نہین ملتی ۶ - ذیحجہ دوشنبہ کا دن گذر کے نصف شب باقی تھی زیر ناف درد ہونے لگا یہ نوبت ہوئی کہ تڑپتے تڑپتے صبح ہوئی پھر دن چڑھے گردے کی باری آئی قے کی تو آنکھ لگ گئی تمام رات کا جاگا تھا یہانتک سویا کہ پہر دن رہے آنکھ کھلی بارے درد موقوف ہوگیا بارہ پہر کے بعد غذا ہوئی دوسری کیفیت یہ ہے عرصہ سے پیشاب مین ریت آتی ہے اُسکی وجہ سے طبیعت بگڑ جاتی ہے دیکھیے انجام اسکا پروردگار کیا کرتا ہے ضعف کی یہ ترقی ہے چار قدم چلنے مین دم پھولتا ہے دوسرے گاہ گاہ یہ تماشا ہوتا ہے دم تحریر ہاتھ مین رعشہ ہوتا ہے نظر کی یہ صورت ہے لکھنے مین دقت ہے جہان سے قلم اُٹھایا پھر وہان نہ آیا دوسرا یہ ماجرا ہے اتنا کوئی نہین کہ دو حرف لکھدے ہاتھ بٹائے آنکھون پر زور پڑنے کی نوبت نہ آئے محمد حسن خان صاحب کا یہ رنگ ہے کہ حقوق سابقہ چھوڑ کر جسدن سے یہان آیا ہون نوکری معاف ہے حکم ہے کہ مرزا صاحب کے پاس حاضر ہو جو وہ کہین وہ کرو چار برس مین آدھی الف لیلہ لکھی ہے سو پھاڑ کے پھینک دینے کی گون ہے دو مہینے سے بنارس جانے کا اتفاق نہین ہوا وہ مقدمہ ابتر پڑا ہوا ہے فقط

رقعہ ۴۳ عزیز از جان مرزا احمد علی سلمہ بھائی جسدن سے یہان منڈیانون لٹا ہے سارے شہر سے کھانا پانی چھٹا ہے فلک نے لکھنو کی خوب خاک اُڑائی ہے کیا لکھون جو جو ایذا دکھائی ہے نہ دن کو چین نہ رات کو آرام ہے ہر دم جان کا دغدغہ ہے زیست

بنام ہی اگر یہان کی خرابی تحریر کرون دو جز مین تمام نہو یہ قصہ اتمام نہو اگر زیست باقی ہی اور جیتے بچ گئے یہ کہانی زبانی سنائینگے دوسرے کا پنیور کا حال سُنکے عقل دنگ ہی عافیت تنگ ہی یہ آدمی جان جوکھون کرکے وہان آتا ہی دیکھیے کیا خبر لاتا ہی تم اپنا حال لکھو کچھ تو تشفی ہو ایک روپیہ اسکو اجرت مین دینا یہ پرچہ لینا اور وہان کا حال لکھ بھیجو کہ ہوش ہی نہ حواس ہی عالم یاس ہی جان کے لالے پڑے ہین دن رات کھٹکے بڑے بڑے اہل ستم بیگ یہان سے راہی ہو گئے معلوم نہین کیونکر پہونچے سینہ کوفت سے رخنہ دار ہو گیا تمام شہر کمسان ہو گیا روز نیا ہنگامہ برپا ہوتا ہی کیا کہون کیا کیا ہوتا ہی ابتدا سے انتہا تک یہان کا حال لکھنا اپنا سب رنج و ملال لکھنا آج تک بچی بچون مین جمع تھا دیکھیے اب ہوتا کیا ہی سامان اچھا نہین برا ہی ہمکو نہ کسی سے غرض ہی نہ مطلب ہی جان کا ڈر اب ہی چھوٹے بڑے کو نام بنام دعا و سلام کہنا سب کا حال لکھنا طرہ یہ ہی کہ بارہ دن سے تپ آتی ہی کھڑے ہونے کی طاقت نہین

و غد غون سے مہلت نہین غلہ گران ہی دوا نہ غذا ہی ہر دم شکر یزدان ہی فقط

رقعہ ۴۸ نور چشم عزیز از جان سعادتمند ازلی مرزا احمد علی مد اللہ عمرہ بعد دعا اور دیکھنے کی تمنا کے واضح ہو خط تمھارا آیا احوال معلوم ہوا حکیم صاحب کی صحت سے طبیعت کو فرحت ہوئی مگر تمھارے گھر کا حال سنکر اور انکا رنج و ملال سنکر بہت پریشانی حاصل ہوئی جو منظور خدا بشر کا چارہ کیا ارحم الراحمین اُسکا نام ہی بندون کی پرورش اُسیکا کام ہی جسمروز وہ عنایت کریگا یہ سب رنج و ملال بھول جائیگا بہرحال اُسکی رحمت کا امیدوار رہنا چاہیے کہ وہ خود فرماتا ہی لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللهِ اندنون مہاراج چکیہ مین ہین یقین ہی کہ دو تین دن مین رونق افروز ہون انشاء اللہ تعالی جو تمنے لکھا ہی اس مین تامل نہوگا اور محمد حسن سے سب کچھ کہدیا ہی بلکہ خط بھی تمھارا انھین کے پاس ہی وہ کہتے ہین کہ مین انکو خط لکھ چکا ہون یقین ہی اور پھر لکھیدونگا اور تمھارے لکھنے کے موافق علاج فصل سے شروع کیا مگر بازاری ہی اور نسخہ جو تمنے لکھا تھا وہ گم ہو گیا اگر موقع ہو تو حکیم احمد علی خانصاحب سے پوچھکر لکھ بھیجنا مع وزن اور بدرقہ کیا ہوا اللہ کی عنایت سے تم بہت مستقل مزاج ہو گھبرانا نہین پروردگار جلد فضل کریگا کہ تمھارا رنج و ملال دور ہو جائیگا دیکھو

خداوند کریم نے تمپر کیسی کیسی عنایتین کین کہ تم کسیکے کسی وقت شرمندہ نہین ہوے جو کچھ ہوا تمنے اپنی قوت بازو سے پیدا کیا اورغیرون کو کھلا دیا جب خط ہمکو لکھا کرو ہمارا خط سامنے رکھکر جواب لکھا کرو

رقعہ ۴۵ عزیز از جان نورچشم باعث تاب و توان سلمہ دوسری تاریخ صفر کی سہ شنبہ تھا جو خط تمھارا آیا یہ مژدہ سنایا اسکو پیہا کے اپنے ہاتھ سے دینا فوراً جواب لیکے بھیجدینا جو حال تمنے لکھا تھا مجکو یقین ہی کہ تم درگذر نہین ہو بیٹا دنیا کا یہی رنگ ہی جسپر احسان کرو ایسی باتون کے منتظر رہو اگر خدانے چاہا اور منشی صاحب نے بلایا تو فوراً مجکو کانپور مین سمجھو درینولا نہایت مجبور ہون ورنہ اس خط سے پہلے پہونچتا بغیر پچاس روپے آنہین سکتا مگر جان لڑاؤنگا خدانے چاہا تو جلد آؤنگا آیندہ جو مرضی خدا بندہ کا اختیار کیا گرمی کی یہ شدت ہی کہ بیان مین زبان پر چھالے ہوتے ہین زخم جگر آلے ہوتے ہین مہینے سے زیادہ عرصہ ہوا ایک بوند پانی کی نہین برسی دن رات بھنتے ہین سر دھنتے ہین جب تک جاگتے ہین زبان پہ پانی پانی ہی نیند جو آتی ہی وہی زندگانی ہی مرزا مغل جان مرزا نبو حکیم واجد علی رسالدار سلام تمنا سے تمام کہتے ہین واجد علی کو دعا ہو کی صحت سنکے شاد ہوئے بند فکر سے آزاد ہوئے

رقعہ ۴۶ برخوردار نورچشم راحت جان طولعمرہ بعد دعا درازی عمر کے معلوم ہو کہ خط تمھارا آیا حال معلوم ہوا برخوردار واجد علی کی صحت ہونے سے دل کو خوشی ہوئی اللہ اپنے فضل و کرم سے بصحت و عافیت رکھے اور ہمارا حال قابل بیان نہین پروردگار کا شکر ہی حسب طلب یہ چند سطرین لکھی ہین اسکو جدا کرکے مولویصاحب کی خدمت مین حاضر کرنا اور جواب لینا درینولا منجانب اللہ بیخواہش الور کے راجہ نے میری تمنا کی ہی جو شقہ آئیگا ضرور جاؤنگا کوئی شخص یوسف مرزا انکے رفیق ہین انھون نے میر علی حسین کو کلکتے لکھ بھیجا وہان سے مجھ تک آیا شقہ آگیا تو لطف ہوگا بہت خوش ہمت وہ شخص ہی جو دیکھے نہ بھالے اور توقیر سے بلالے آیندہ جو منظور خدا ہمارا حال مفصل مرزا جان کی زبانی معلوم ہوگا یہ پرچہ

نبدالکہ ؏ مرزا حسین بیگ صاحب کو بھیدینا برادر صاحب باوقار دردمندونکے غمخوار
سلمہ اللہ تعالیٰ فلک درپے آزار شفیق نہ دوستدار فقط اللہ کا سہارا ہے اُسی پر مدار کار ہمارا ہے
بـــ گر باندیم زندہ بردوزیم ؛ جامۂ کز فراق چاک شدہ ؛؛ ور بمردیم عذر ما بپذیر
ای بسا آرزو کہ خاک شدہ ؛ جو کوئی ہمین پوچھے یہ قطعہ سنا دینا رونا رلا دینا از یار دیار
دور دل زخمی سینہ مین ناسور پُر حسرت سرور زیادہ دعا

رقعہ ۴۷ برخوردار سعادت اطوار بیخبر از حال پدر پیر در بلائے بیوطنی اسیر سلمہ اللہ تعالیٰ
بعد از دعا واضح ہو لکہتے لکہتے ہاتھ تھکے اور مولوی یعقوب صاحب نے زبانی بھی سب کچھ
کہا تمنے خط نہ لکہا خدا جانے ہمسے کونسا قصور ہوا کہ یہانتک نوبت بہم پہونچی خلاصہ
یہ ہے جسدن سے ہمنے ادھر کا رخ کیا صحت وہین رہی بیماری ہمراہ ہولی رفیق شام
وبیگاہ ہوئی پہلے الہ آباد مین شانے پر پہوڑا ہوا دو مہینے مین صحت پائی اُس دن سے
آج تک مہلت نہ ملی چار دن فرصت نہ پاتہ آئی عارضون نے گھیرا ہے صحت نے منھ پہیرا
ہے آنکھہ بہت چشم پوشی سے خیرگی کرتی ہے نگاہ ہاتھہ بھر پر تیرگی کرتی ہے ہر بار تقاضاے
اجل ہے ہوش و حواس مین خلل ہے معاملہ درپیش ہو گیا کوچ آج نہین کل ہے فلک کو غریب الوطنی
مین یہ روز سیاہ دکھانا تھا آنا یہان تھا اگر منظور ہمارا دیکھنا ہو ہفتہ عشرہ کو
تکلیف کرو دوپہر مین الہ آباد پہر وہان سے ڈاک پر دوسرے دن یہان پہونچوگے
ایک آدمی کوئی چالاک ہمراہ لینا فصل جاڑے کی ہے کانپور کی غذا یہانتک پہونچا دیگی
اور مہاراج بہادر فرماتے تھے کہ ہمنے انکی وہان تلاش کی پتہ نہ ملا بلکہ میان
خضر سے بھی پوچھا اُنہون نے بہتکایا پتہ ہاتھہ نہ آیا لہذا لازم و ضرورت ہے کہ جلد
روانہ ہو وگرنہ اختیار باقی ہے ہمکو جو کہنا تھا کہہ چکے جسطرح ہو قرض دام کرکے روانہ
ہو آگے تم جانو اپنے ساتھہ اور کسیکو نہ لانا ایک آدمی راہ کی خدمت کے واسطے
مضائقہ نہین اگر کوئی باورچی تین روپے اور کہانے پر راضی ہو اُسکو ساتھہ لے لینا
اُسکی بہت تکلیف ہے باقی اور کیا لکہون انتہا تحریر کی ہو چکی بنارس مین پہونچکے
دال کی منڈی مین کچی سرا وہان ٹھہر کر پرانے چوک مین مرزا مغل جان کی دوکان پوچہنا

وہان سے مجھ تک پہونچ جاؤ گے محمد حسن خان میان حفیظ اللہ سلام شوق کہتے ہین
منشی صاحب کی خدمت مین حاضر ہوکے میری طرف سے تسلیم عرض کرنا والسلام

رقعہ ۴۹ نور چشم لخت جگر عزیز از جان سلمہ اللہ تعالی بعد از دعای صحت و سلامت
و تمنائے دیدار فرحت آثار واضح خاطر ہو تمسے جدا ہوکے عجیب و غریب کوفت مین مبتلا
ہوکے قریب شام الہ آباد مین پہونچے سرا مین اُترے حاجی بیگ کو بلایا باتین رہین صبحکو
وہ کھانا لائے کھاکے ادھر اُدھر پھرے شب کو دعوت کھائی ڈپٹی ناصر علیخان صاحب
کے مکان پر اتفاق ہوا دیر تک صحبت رہی وہان سے اُٹھکے جسواسطے قیام کیا تھا انکی
ملاقات کو گیا دو پہر کے بعد رخصت ہوکر سرا مین آیا شب کو کچھ نہ کھایا صبح کو عزم سفر ہوا
پہلے بہلی گاڑی کا قصد تھا کہ سواری اختیاری ہی لوگون نے کہا بہت ایذا ہوگی تکلیف
کیا کیا ہوگی تقدیر مین رنج و نقصان تھا اگر اُس سواری پر جاتے تو خرچ کا ہیکو اُٹھاتے
غرضکہ شکرم گیارہ روپے کو ہوئی چار گھڑی دن سوار ہوا یہ منگل کا دن تھا
بعد مغرب دریا کے پار ہوئے کس قباحت سے گوپی گنج سے کچھ آگے صبح ہوئی وعدہ
تھا کہ اس سے پہلے بنارس پہونچا دینگے مجبور راہ مین ایک اور گھوڑا کرایہ کرکے
چوکی تک آئے دو گھڑی دن رہے بنارس مین آیا مرزا انبو برات گئے ہین مرزا
امان اللہ بیگ سے ملے مرزا مغلجان کے مکان پر گیا مولوی صاحب کا خط اُسی وقت آیا
تھا شب کو بنارس مین رہا راجہ صاحب الہ آباد دہلنے کو گئے ہین دو شالہ رومال پٹکا
سب گرو ہو چکا ہی ایکسو ستر روپے دم نقد اور دستگردان جدا دینا ہی غالب ہی ایک دو
دن مین راجہ صاحب تشریف لائین تو حساب و کتاب ہو دشمن کے دشمن کو بھی نہ پیچ و
تاب ہو یہان کا تو قصہ ہو چکا تمھاری خیریت کا انتظار ہی اسباب ابھی تک آیا نہین
اُسکی راہ دیکھتا ہون جلد روانہ کیجیے اور وہ جو پرچہ ڈاک گھر سے ملے خط مین
بند کرکے بھیجدیجیے اور اُسدن سے آج تک کی کیفیت مشرح و تا بقدر وزن لکھکے روانہ
کرو جی لگا ہی انشاء اللہ تعالی اسباب کی رسید مین یہان کا حال و
آل لکھ بھیجون گا فقط

رقعہ ۴۹ برخوردار نور چشم عزیز از جان سعادتمند اقبال نشان مدا اللہ عمرکم بعد دعا اور دیکھنے کی تمنا کے واضح ہو عجب اتفاق ہی ۱۹ - ربیع الثانی کو خط تمکو مشروحًا لکھا اپنی بے کیفیتی اور رنج و ملال عرصہ کا حال اور مرزا جان کا مآل سب اُسمین تھا نہین پہونچا اور شیخ حفیظ اللہ کے عارضہ کو لکھا تھا تمھارے پاس کوئی لکڑی ہی اگر ممکن ہو ایک ماشہ یا دو چار رتی خط مین بند کر کے بھیجدو دریغولا غبار آنکھ کا بہت بڑھا ہی دن رات کا سخت دھڑکا ہی مجبورًا جہانتک ہوا دوا دعا سے غفلت نہ کی آئندہ جو خدا کی مرضی آب ایک عمل بہت تجربہ کا پھل کاف کا ہی ایک شخص تین برس نابینا رہا اب وہ اچھا ہی لکھتا پڑھتا ہی مگر جلالی عمل ہی ہر طرح کی احتیاط ہی ترک لذات ہی شروع ماہ مین پڑھونگا جو خدا چاہیگا وہ ظہور مین آئیگا اب انتہا کی تکلیف ہی جثہ ضعیف ہی ہر طرح کی پریشانی ہی تنہائی کے رنج کی سرگرانی ہی ہر دم کا ملال پیش نظر رہتا ہی خدا سے فریاد کرتا ہون طلب امداد کرتا ہون اس موسم مین تمسے جدائی ہی جان لبون پر آئی ہی کوئی نہین جس سے دل کا حال اپنا رنج و ملال کہون کہانتک چپ رہون گھٹ گھٹ کر پریشان ہوتا ہون مگر کیا کرون تقدیر کی خوبی کہ اس سن مین یہ عارضہ اور تنہائی یار نہ مددگار بجز ذات پروردگار جوانی اُس طرح گذری بڑھاپے مین یہ مصیبت دیکھنی پڑی آور حکیم احمد علیخانصاحب کی خدمت مین سلام نیاز کہنا اور حال لکھنا آب آنکھون کا کیا رنگ ہی زیادہ دعا

رقعہ ۵۰ عزیز از جان بلند اقبال سعادت توامان سلمہ اللہ تعالی بعد از دعا اور صحت و عافیت کی تمنا کے معلوم ہو تم سے جدا ہو کے دوسرے روز چار گھڑی دن چڑھے لکھنؤ مین پہونچے مرزا جان نے عجب حرکت کی جانے سے دو دن پہلے جو رستم بیگ کے گھر گئے پھر نہ پھرے خرزے بھیجنے کو رکھے تھے وہ بھی برباد گئے یہان آکے ایسے بدحواس ہوئے کہ معاذ اللہ اب ضرورتون سے فرصت ہو چکی اگر زندگی باقی ہی اور فضل الٰہی شامل حال رہا تو پہلی یا دوسری ذیقعدہ تک روانہ ہوتا ہون لہذا جو کسی شی کی احتیاج ہو بے تکلف لکھ بھیجو پنچہ بنوایا ہی آور ننھے کا جوتا بھی لیا ہی آور زر تنخواہ کی کیفیت بھی لکھو کہ کیا گذرا وصول ہوا ایک خط محمد حسن کا اور آیا جواب اُسکا

لکھ بھیجا بسکہ یہان کی خلقت اب حادثہ طلب ہی سواے امر شر خیر کی طرف کوئی نہین
جاتا غالب ہی کہ یہ غلغلہ وہان بھی پہونچا ہوکہ ہر روز یہان ایک محلہ لٹتا تھا آج بخشی گنج
اور بیچی گنج والے کہتے سنے امین آباد آسی طرح کی خرابی رہی رنڈیون کی پریشانی اور
جان کھا گئی جو آئی بدحواس اور یہی خبر وحشت اثر بلکہ یہ بھی مشہور کر دیا کہ کانپور مین بھی
جھونکا آگیا عجب واہی خلقت ہی بمجرد دیکھنے خط کے جواب مع سب کیفیت لکھ بھیجو اُسیکا
انتظار ہی اسمین تامل نکرنا کہ موجب شکایت کا ہوگا شیخ مخدوم بخش صاحب کو سلام شوق
انکی طبیعت کا حال لکھنا کیسے ہین اور جو کسی چیز کو کہین وہ بھی لکھنا اور جوتیون کا حال کہ
تیار ہو چکی ہین اور جو سنوئی ہون تقاضا شرط ہی دیر نکرنا ورنہ حرج ہوگا فقط

رقعہ ۵۱ برخوردار نور چشم راحت جان سلمہ بعد دعاے درازی عمر معلوم ہو خط تمھارا
آیا حقیقت معلوم ہوئی برخوردار واحد علی کا حال دریافت ہوا نہایت دل کو رنج ہوا شافی
مطلق شفاے کلی عنایت فرمائے تمھارا تردد دور ہوجائے لازم ہی کہ پرہیز کی تقید رکھنا
اس سے مرض بڑھتا نہین اور وہ شدت سے بدپرہیز ہی اسواسطے تمکو لکھا ہی مرزا جان
کی طرف سے انکے گھر مین کہدینا اچھی طرح ہین زیر انداز تیار ہو کے سرکار مین داخل
ہوگیا انشاء اللہ عنقریب آتے ہین خاطر جمع رکھین اور میرا حال قابل بیان نہین مرزا جان
قریب آتے ہین اُنسے معلوم ہوجائیگا یار نہ غمگسار بیکس و ناچار تمام دن پلنگ پر
خاموش پڑا رہتا ہون خدا کے سوا کسی سے کچھ نہین کہتا ہون ظاہر مین صحت مگر علیل
ہین اس سے معلوم ہوتا ہی کہ زندگی کے دن قلیل ہین تمھارے دیکھنے کو جی چاہتا ہی
مگر تم اپنے حال مین مبتلاے بلا ہو خدا انجام بخیر کرے مگر واحد علی کو پرہیز کی تاکید کرنا
یہ عارضہ اچھا نہین اس سے محبت عداوت ہی سب جلسہ کو نام بنام سلام کہدینا
حکیم واحد علی صاحب رسالدار سلام شوق کہتے ہین یاد مین ستے ہین

رقعہ ۵۲ برخوردار نور چشم راحت جان سلمہ بعد دعا وافر مطالعہ نمایند خط تمھارا
پہونچا حال معلوم ہوا مرزا جان کے گھر مین کہدینا یہان خیریت ہی اور خیر و عافیت
تمھاری دریافت ہوئی درینولا بموجب حکم زیر انداز بناتا ہون بعد تیاری حفاظت لیکر آؤنگا

اور بھائی خط لکھنے کے وقت حواس درست کرکے لکھا کرو تمنے لکھا کہ وارث بیگ اور
میر باقر صاحب مرگئے ہین معلوم کیا بیماری ہوئی اور کدن گذرے تاریخ وعارضہ کا
نام لکھنا ضرور تھا آیندہ ایسے امرونکا لحاظ ضرور چاہیے دریبولال ہمنے پھر گل آنکھون کے
واسطے لیا ہی ایک شخص اس فن کا بہت کامل یہان آیا ہی عنایت خدا سے ابھی تک بیرش
خوب جاری ہی نظر بجناب باری ہی اسلئے آپ لکھتے ہین کہ باواجان سراسری لکھدیتے ہین
ہمنے جب لکھا ہی مفصل لکھا ہی ایک بواسیر کی لکڑی کو دوبار لکھا کہ میان حفیظ اللہ اس
بلا مین گرفتار ہین کسی صورت سے بھیجدو اسکا لاو نعم کچھ آپ نے نہ لکھا خیر مضی ما مضی
جو ہوا سو ہوا اب حکیم احمد علیخانصاحب کی خدمت مین بعد سلام ونیاز عرض کرنا کہ یہان
ہمثل ہی کئی آدمیون کے انکھڑ علاج کیے وہ سب اچھے ہوگئے میری آنکھ مین پھر گل دیا ہی
مجھکو بھی نفع بخشا ہی اگر ارشاد ہو اُسکو وہان بھیجدون اور منشی صاحب کی خدمت مین تسلیم
بصد تعظیم عرض کرنا کہ ملازمت کا خواہان دن رات رہتا ہون مجبوری کے صدمے سہتا ہون
سنتا ہی ہین نے کہ گلی کبوتر کا جوڑا تمھارے پاس اچھا ہی مخدوم بخش سے بعد سلام پوچھیے
محصول ریل کا کیا لگے گا بعد دریافت ہکو ضرور لکھنا کہ یہ صرف ہوگا بھائی اگر مصلحت ہو تو غلام عباس
کو ہمارے پاس بھیجدو ہمین آجکل بہت تکلیف ہی جیسا تمھارے پاس رہا ویسا میرے
پاس رہا جو وہ بھی راضی ہو تو ہکو لکھ بھیجو کہ ریل کا کرایہ ہم بھیجدین ضرور اسکا جواب لکھنا ہکو
آدمی کی بہت ایذا ہی جلد سب حال لکھ بھیجو چشم براہ ہجو وگرنہ موجب شکایت اسکا انجام ہی
رقعہ ۵۵ عزیز از جان نور چشم میرزا احمد علی مد اللہ عمرہ عجب اتفاق ہی پانچوین جنوری
۱۸۶۴ء کو نوے روپے آٹھ آنے کی ہنڈوی تکو بھیجی تھی چالیس روپے برخوردار واحد علی
کو دس روپیہ بنو کو دس روپیہ مرزا امام علی اور میر مراد علی ننھے وغیرہ کو ۱۹ جنوری
سہ شنبہ کو رسید آئی او تکرلیس تمھارے ہاتھ کی لکھی نہ تھی اور زیادہ اضطراب تمھاری
طبیعت کی بدمزگی کا تھا سو کچھ نہ لکھا تھا عجب تشویش ہوئی کہ ماجرا کیا ہی اور پنجشنبہ کو کلکتہ کا
عزم تھا آج خفقان مین یہ پرچہ تکو لکھا جلد جواب بھیجو کہ رفع تردد ہو اور رسید مہاجن کو واپس
کردی کہ جنکو ہمنے روپے بھیجے تھے انکے ہاتھ کی رسید نہین ہی اسکو جلد لکھو کہ رفع پریشانی ہو

پانچ دن اور اُسکا انتظار کرنا پڑا فوراً اسکو دیکھکر اپنا حال مزاج کی کیفیت لکھو کہ سانحہ کیا ہی اور کسنے رسید کو لکھا ہی اپنا حال کیا لکھین باَئین آنکھ سے بالکل معذور ہوگئے نہ پڑھا جاتا ہی نہ لکھا جاتا ہی پانچ چار قدم کا آدمی نظر نہین آتا ہی آسیواسطے مہاراج سے تین مہینے کی رخصت لیکے کلکتہ جاتا ہون تقدیر آزماتا ہون دیکھیے فلک کیا دکھلائے کیا سامان پیش آئے ایک ساعت تامل نکرنا فوراً جواب بھیجنا کہ مجھکو پہونچ جائے تردد دفع ہوجائے سخت تردد کا مقام ہی اور وہ جو تمھارے دوست الٰہ آباد سے ساتھ آئے تھے اُن سے خط کتابت پھر بھی ہوئی وہ اب کہان ہین اُنسے راہ و رسم ضرور ہی دوست اس زمانہ مین نہین ملتا بہت تردد مین لکھا ہی

رقعہ ۵۴ عزیز القدر گرامی منش بعافیت باشند بعد دعاے نیم شبی و وظیفہ سحری مطالعہ ہوتا پنج اٹھارھوین روز جمعہ کا تھا صبح سے زبان سے بات ساتھ لکنت کے نکلنے لگی اس باعث سے طبیعت بہت پریشان ہوئی پہر دن چڑھے حکیم میرواحد علی صاحب کو بلا کر دکھایا اُنھون نے تقوی تجویز فرمایا اُسوقت سے علاج ہوتا ہی حکیم صاحب کہتے ہین خاطر جمع رکھو انشاء اللہ تعالی بہت جلد افاقہ ہوجائیگا لہذا بمجرد دیکھنے اس خط کے اُسطرف روانہ ہو ہمارا تمھین دیکھنے کو بہت جی چاہتا ہی زیست کا اعتبار نہین بشر کا اختیار نہین تین دن کی مسافت ہی مصلحت دیکھو چلے آؤ دیکھ جاؤ آئندہ اختیار رہی اطلاع کر دی ہی زیادہ لکھنا بیکار ہی

رقعہ ۵۵ نور چشم عزیز از جان سعادتمند ازلی مرزا احمد علی مدا للہ عمرہ تم جسدن سے گئے باوجود اس تاکید اکید کے اب تک رسید بھی تمنے نہین لکھی ساتوین محرم کی اور پہلی جون کی روز جمعہ کا نادر کمبخت جو آیا تھا وہ صندوقچہ توڑکر سب اسباب لیگیا جو کچھ کہ ہمارا تھا وہ تو خیر علاوہ اسکے جو غیرونکا تھا وہ بھی نکال لیگیا اب اُن کا تقاضا ہی کہ دوا دریہان ہاتھ جھاڑے بیٹھے ہین جب بُرے دن آتے ہین تو ایسے معاملے ہوجاتے ہین دیکھیے خدا کیا کرتا ہی انجام اسکا کیا ہوتا ہی بُت کی صورت بنگئے ہین نہ کھانے کی خبر نہ پانی کا خیال ہی ہردم یہ ملال ہی تم بھی خیال اُسکا رکھنا اگر کہین ملجائے تو گرفتار کرنا اور چاہیے

کہ کبھی کبھی آٹھوین دسوین خط لکھ بھیجا کرو حکیم میر واحد علی صاحب سلام و نیاز عرض کرتے ہین محمد حسن
خانصاحب نے تو یہ خط لکھا ہو نادر کی جستجو رکھنا اسباب وہ ایسا لیگیا ہی کہ بے ضمانت کوئی نہ لیگا زیادہ دعا

رقعہ ۵۵ برخوردار نور چشم راحت جان اقبال نشان طول عمرہ دعاے فقیر حائل گلوے
جان پدر بپیر ہو پانچوین شعبان روز یکشنبہ خط تمھارا آیا جو جو تمنے لکھا تھا مفصل معلوم ہوا
یہ بھی خوبی قسمت ہی جو خط کہین سے آئے اسمین ایسا حال ہو کہ سنکر رنج و ملال ہو وحشت
بڑھ جائے ایسی خبر نہو کہ جس سے دل کو سرور ہو کچھ کلفت دور ہو مرزا آغا جان کی خبر
انتقال سنکر ہمکو بہت قلق ہوا جو مرضی خدا اللہ کا اختیار کیا ہماری طبیعت کا حال بھی
اچھا نہین رہتا نسیان زیادہ ہوگیا ہی اور لکھنے کی گون نہین رہے یک قلم موقوف کردیا ہی
محمد حسن خان کا پتا نہین لگتا کبھی آئے آئے یا نہ آئے اس علالت کے باعث سے یہ
خیال رہتا ہی کہ آٹھوین دسوین بھی خط لکھا کرو تو تمھارا حال ہمین معلوم ہو ہمارا انکو دریافت ہو
اس سے زیادہ وقفہ نکیا کرو غلام عباس کا حال لکھا تھا معلوم ہوا کہ کتنے روپیہ کا قرضدار ہی اور
اسقدر مین وہان پہونچیگا ہم اُتنے روپیہ تمھارے پاس بھیجدین ہمین ضرورت ہی ایسا
آدمی درکار ہی تمنے اکثر اُسکی تعریف کی ہی آج کل تمھاری جدائی خوب نہین جوان جوان
چلے جاتے ہین ہم تو حد کو پہونچ گئے اگر دو مہینے تم گھبراؤ نہین اور یہان قیام کرو تو خدا چاہے
کوئی صورت روزگار کی نکل آئے جو یہ منظور ہو تو لکھ بھیجو اندنون ہمکو اپنی تنہائی کا بڑا رنج
رہتا ہی اگر تم پاس ہو تسکین رہے خوف ہونہار اس ہو اسکا جواب ضرور ہی یہان چھوٹے
بڑے سب تمکو یاد کرتے ہین حکیم صاحب رسالدار وغیرہ خدابخش کی تسلیم و سلام

رقعہ ۵۶ عزیز از جان نور چشم میرزا احمد علی مد اللہ عمرہ بعد دعا واضح خاطر ہو ۱۹۔
رجب شنبہ کو خط مع رقعہ ہنڈوی تمھارے پہلے خط کے جواب مین بھیجا تھا کہ دوسرا خط تمھارا
آیا اور سانحہ مرزا کلو بیگ صاحب کی رحلت کا معلوم ہوا جو اُسکی مرضی بجز صبر بشر کو چارہ نہین
اُسکے کارخانہ مین کسیکا اجارہ نہین وہ جس راہ گئے ہین ہمکو بھی دربیش ہی معاملہ کم و بیش ہی
مجھے اُسکے جواب کا انتظار تھا جب دیر ہوئی مجبور تمکو لکھا کہ اسکا حال لکھنا چاہیے اب
ہر روز بینائی کم ہوتی ہی طبیعت درہم و برہم ہوتی ہی جو اُسکی مرضی درنیولا سنو خان نے

مجکو لکھا ہی کوئی فرنگی وکالت پیشہ اُنکے ہاتھ آیا ہی اُسکو سو دو سو دینے کہو بھلے گتے کی لنگوٹی ہی جو کچھ ہاتھ آئے آیندہ اختیار ہی مین بھی لکھونگا اور بعد تمھارے خط کے نبو کا بھی خط آیا تھا کہ جہلم انکا قریب ہی شعبان مین ٹھہرا ہی اگرا ور کچھ ہاتھ آتا ہی تو بھیجے دیتا ہون تمھارا خط ابھی جو آئے گا اُسکے جواب مین مفصل بیان کا رنگ لکھونگا طور اچھا نہین تمنے اپنے گھر کا حال نہ لکھا اب کیسی طبیعت ہی تشویش نہایت ہی اور ہان بھائی بہنگا کیسا ہی زندہ ہی یا نہین سر راہ یہ پرچہ لکھا ہی خط تمھارا آئے تو مفصل لکھا جائے اُسکے وصول مین کیون دیر ہوئی وہ تو مجھ دیکھنے کے ملتی درشنی ہندوی بھی مرزا حسین بیگ تمھارے خط نہ لکھنے کے شاکی ہین دو حرف کھینچکر بھیجدو فقط

رقعہ ۵۸ عزیز القدر سعادتمند سلمہ اللہ تعالی بعد دعاے صحت و عافیت و تمناے ملاقات مسرت سمات واضح خاطر عزیز ہو خط مرسلہ تمھارا آیا حال کھلا مگر یہ عجب معاملہ ہی کہ نسخہ بستان خیال منگوایا تھا تمنے بستان حکمت بھیجا اسی مین کچھ حکمت الٰہی تھی خیر اب اُس کتاب کو اُسی طرح بھیجدو اور لاٹھی بازار مین تمباکو والا رہتا ہی ایک جلد اُسکے پاس ہی اگر دوسری جلد اُسکے آگے کی ہو تو اُسکو مول لیکر بھیجدو دوسری جلد ہو تو لے لینا ضرور ہی غفلت نکرنا کہ ہمین اُس کا لکھنا منظور رہی غالب ہی کہ جناب مولوی محمد یعقوب صاحب لکھنؤ سے آگئے ہون ہان اُنکے پاس لیجانا وہ بھجوا دینگے بہت جلد سب حال مفصل لکھنا فقط

رقعہ ۵۹ نورچشم عزیز از جان مد اللہ عمرہ بعد دعا معلوم ہو خط تمھارا ایک عرصہ کے بعد آیا ہر چند کہ تمنے لکھا تھا کہ آپ مفصل نہین لکھتے ہین مگر یہ اُلٹا شکوہ تھا آپ کیا مفصل لکھا کرتے ہین میر باقر صاحب مر گئے معلوم ہوا کب مرے و کس عارضہ سے اور کس تاریخ کو کس مہینے مین اسکا یہ قرینہ ہی کہ فلان تاریخ فلان عارضہ مین مرے فلان جگہ دفن کیا دوسرا یہ سانحہ ہی کہ اللہ کی عنایت سے تمھارا روزگار سررشتہ عدالت مین ہو گیا ہی یہ تو ہمارے موجب کمال مسرت کا تھا کیا وجہ ہوئی کہ تمنے دو مہینے سے ہمکو کچھ اسکا حال نہین لکھا اسکی کیفیت مفصل ہمکو لکھو اور حفیظ اللہ کے عارضہ بواسیر کے لیے لکڑی کے واسطے تمکو لکھا تھا وہ آج تک نہین بھیجی جو موجود ہو تو بھیجدینا چاہیے بالفعل ایک گل ورہنے لیا ہی ایذا تو ۲۰

انتہا کی ہوئی ابھی اچھا نہین ہوا ہی بعد صحت کے جیسا فائدہ مدنظر ہوگا دیکھا جایگا اور لکھا جائیگا
اور حکیم احمد علیخانصاحب کو ہماری طرف سے سلام کہنا اور انکی آنکھ کا حال لکھنا کہ کیا کیفیت ہی
یہ نکحال نہایت کاریگر وہوشیار ہی اگر اُن کو خواہش ہو تو انکے علاج کے واسطے بھیجدین فقط

رقعہ ۶۰ نور چشم راحت جان وجگر میرزا احمد علی مداللہ عمرہ بعد دعا معلوم ہو اس عرصہ مین دو خط محمد حسن خان کے آئے اور ایک تمھارا حال بر ہمی روزگار جو سنا ملال ہوا تمھارے گھر کی صحت معلوم ہونے سے جی خوش ہوا جو اُسکی مرضی وہ رزاق ہی تمھاری نیت بخیر ہی یہ بھی اتفاق ہی اور ہمیشہ ایسا ہوا کہ غیب سے تمھارے روزگار کا سامان ہوگیا ویسا ہی پھر ہو جائیگا خدا رزق بہر صورت پہونچا ئیگا اور یہان کا حال سب جانتے ہین اس پہ محمد حسن خان نے چٹھی سعی کی طلب کی ہی سخت عجب کی بات ہی جو کبھی اُنکی عادت نہین اس پر دریولا یکیسا مین سہتے ہین تو شکایت کی حرف وحکایات ہی ابھی کیا کیا کہتے ہین دوا آتشک کی آتی ہی ایک چانول خوراک ہی اور سوا ارہر کی دال اور گھی کے سب چیز کا پرہیز ہی تم کسی کو اپنے ہاتھ سے ندینا دوا کا مقدمہ زبون ہوتا ہی اچھا کیا خدا نے بُرا کیا بندہ نے ناحق نفس کا قصور ہی کون ضروری ہمارا حال یہ ہی کہ طبیعت ٹھہرے رنگ عجب دکھاتی ہی گہے صحت گاہ علیل رحلت کی دلیل خدا جانے قسمت مین کیا لکھا ہی دیکھیے انجام اسکا کیا ہی ہر دم جی اُلجھتا ہی گھبراتا ہی کچھ بن نہین آتا ہی ہان اسی طرح خط لکھا کرو کہ جی تمھارے خط سے بہل جاتا ہی غم غلط کرکے صحیح بناتا ہی

رقعہ ۶۱ برخوردار نور چشم راحت جان سعادت نشان میرزا احمد علی بعافیت باشند بعد دعا معلوم ہو الحمد للہ والمنۃ کہ ہم آجتک زندہ ہین اور خیریت تمھاری جویندہ خط تمھارا عرصہ مین آیا حقیقت دریافت ہوئی تمنے جو عذر لکھا تھا صورت اُسکی یہ ہی کہ بسبب شرمندگی اور ندامت کے مین نے تمھین اپنے ہاتھ سے نہین دیا کہ اسقدر قلیل کیا دون جسطرح جی چاہتا ہی اُس طور پہ ہوتا تو مین دیتا اس وجہ سے ایسا ہوا وہ تمھارا غلام اور فرمانبردار ہی تمھاری خدمت کرنے مین اُسے کب انکار ہی دوسرے یہ کہ اُسکا کون بھروسا جب تک چار پیسے ہین وہ ہی اگر خدا نخواستہ پاس کچھ نہو

وہ اپنے گھر کی راہ لے ایسے کا کیا اعتبار ہے غرض کا سرو کا رہے ایسی جگہ اس امر سے
ناراض ہونا تمھاری عقلمندی سے بعید تھا کسواسطے تمھین مین اپنی جان اور کلیجہ جانتا
ہون کہ ہمارا تمھارا مرنے جینے کا ساتھ ہے اور بھائی مجبور ہین گردش فلک سے دور
ہین کبھی چھ مہینے باہم نرہے ہمیشہ منزلون کا فرق رہا گویا یہ مقدمہ گوارا نہین مگر تقدیر سے
چارا نہین دوسری یہ بات ہے کہ ہمسر کی کمی بیشی کا خیال چاہیے آداب مین فرق ہو تو چاہیے
نہ کہ پانون کی جوتی کہ جب چاہا پہنی جب جی مین آیا اُتار کے پھینک دی اور ہمیشہ یہ حال رہا
کہ تمھاری بات دوسرے کے گوش زد نہین ہوئی مگر یہ سُنی اسوجہ سے مجکو خیال ہوا کہ تمکو
مقرر ملال ہوا یہان جس روز سے نادر کمبخت اسباب لیگیا نحوست آگئی روپیہ ہاتھ مین نہین
آتا ہے قرضخواہون کا ہجوم ہے افلاس کی دھوم ہے پنشن کئی مہینے سے نہین ملی اسکا بڑا سہارا
تھا وہی صرف کھانیکا ہمارا تھا کچھ روپیہ قسط کے طور پر رہا جن سے مانگے ہین جو
وہ ملے جاتے ہین تو خیر ہے ورنہ بڑی سیر ہے ناگھن کو چاہتا ہون دور کرون کہ پندرہ
روپیہ ماہواری کا خرچ ہے ایسے ایسے خیال رہتے ہین ہان بھائی منشی صاحب کا
حال دریافت کرکے لکھو کہ آج کل کہان ہین انبالہ مین ہین یا اور کہین گئے میرے
محسن قدیم ہین اسمین غفلت نکرنا اُس کافر نادر کی خبر ملی ہے کہ لکھنؤ مین ہے مگر کیا ہوتا ہے
اس عملداری مین چور کے واسطے کیفیت ہے شاہ کی ذلت ہے مولوی یعقوب صاحب
نے لکھا تھا کہ اُس کی گرفتاری مین طول عمل لاحاصل ہے چپ ہو رہا باقی خیریت ہے

رقعہ ٦٢ عزیز از جان باعث تاب و توان مد اللہ عمرہ بعد دعاے صحت و عافیت
واضح باد چرخ سفلہ شعار ہر دم درپے آزار ہے مگر کیا اختیار ہے جس روز تمھارا خط آیا مرزا
حسین بیگ صاحب کا بھی نامہ پہونچا مین نہایت بیچین تھا مجملاً دیکھکے رکھدیا طبیعت
بیحس تھی پھر تو یہ پینک بڑھی کہ سبحان اللہ تپ نے یہ کیفیت دکھائی کہ گھڑیون بودگی
اور بیہوشی رہنے لگی اس حالت مین جناب میر محمود صاحب کا خط لیکر کوئی شخص آئے
پہلے بنارس مین ڈھونڈھ چکے بعد رام نگر پہونچے اُسوقت یہ خبر نہ تھی کہ کون آتا ہے
جاتا ہے قسم ہے تمھارے سر کی صبح کو جب مجھسے میان حفیظ اللہ نے کہا کہ ایک بزرگ

آئے تمھے خط لائے تھے اُسوقت معلوم ہوا تم جانتے ہو وہ بہت نازک مزاج ہین بیوجہ
بر سر شکایت آجاتے ہین خلاصہ یہ پانچوین چھٹی شوال سے طبیعت بگڑی تمام مہینا چارپائی
پر گذرا چار مسہل ہوے فاصلہ سے چنانچہ شنبہ کو ۲۸ تاریخ تھی چوتھا مسہل بھی ہوچکا
آیندہ دیکھیے کیا ہوتا ہی روز آنکھون مین ضعف بڑھتا ہی دو سطر لکھنے مین دقت ہی اٹکل
سے لکھتا ہون تقدیر کی برائی ایسے وقت مین تمسے جدائی لاکھ لاکھ طرح سے سر مارتا ہون
بن بنکے کھیل بگڑتا ہی ادھر پٹیالہ کا راجہ مر گیا اگر زندہ رہتا مجھکو طلب کر چکا تھا یہ بھی
مصلحت ایزدی تھی مین ہی نے تامل کیا در ہنولا یہ راجہ جو آئے ہین اُنسے تقریب بہت
معقول طور پر ہوچکی اور حاصل تمھارا ہمارا ایک جگہ ہونا اُسمین یہ فساد واقع ہوئے
مہاراج الہ آباد چلے گئے ہماری یہ صورت ہوئی کہ مہینا گذرا کوٹھے سے نیچے نہین اُترے
وہ بھی شکار کھیلنے چلے گئے بارے خدا خدا کرکے پھر سب جمع ہوئے ہین دیکھیے فلک
کیا دکھاتا ہی اور اُنکے نام کی صحت اب ہاتھ آئی ہی مہاراج مرزا دیجی رام گنج پتی راج بہادر
منہ سلطان اسکو آپ بخط جلی مشق دس پانچ بار کرکے گذار لکھیے خدا چاہے تو صورت نکل آئے
آدمی وہ خوش ہمت ہی جوان ہی طاقت پروردگار نے ایسی دی ہی کہ عقل حیران ہی اگر لکھون
تم بھی مبالغہ سمجھو یقین نہ آئے کبھی جو بگڑی گھوڑیان ہر چند تڑپین مگر بڑھ نہ سکین بحدیکہ
بیٹھ گئین یا گھوڑا رانون مین دبا کر املی کا ٹہنا جو پکڑا ہاتھ بھر لگے پانون گھوڑے کے زمین سے
اُٹھ گئے جسم خوبصورت ڈنڈ مگدر بہت کیے ہین آنکھ مین شرم و حیا سب صفتین اللہ نے
دی ہین جو ہمارا بھی حصہ ہی لوگ اسمین بہت مصروف ہین مگر سب کام اُسکے حکم پر موقوف ہی
پانچ چھ دن سے مہاراج نے اپنے بھتیجے کو ولیعہد کیا ہی اُس کا جنیو ہوگا مجمع کثیر ہی
پروردگار اتنی طاقت دیدے کہ شریک جلسہ ہون اس لکھنے سے غفلت نکرنا کہ مین
وعدہ کر چکا ہون اسکا جواب جلد بھیجنا

رقعہ ۶۳ عزیزا از دل خوشتر از جان راحت روان مداللہ عمرکم بعد دعا معلوم ہو
تمسے جدا ہوکے ہوا سے تیز تر سرگرم سفر ہوئے ہر چند کہ پانچ جگہ راہ مین ریل ٹھہری
کہین پانی لیا کہین مسافر چڑھا اسپر جب الہ آباد کی سرا مین آیا دس بجے دو منٹ اوپر

پانچ گھنٹہ مین طی الارض ہوا اب صبح یکشنبہ تھا گاڑی کا انتظار تا شام رہا مگر نہ آئی طبیعت
سخت گھبرائی القصہ صبح دو شنبہ تھا قریب دو پہر سب مد نظر ہوئے کچھ گاڑیبان کا تساہل
کچھ سوار ہونیوالون کا تامل مگر بخیر ایک جا ہو گئے اب پھر وہی سہ شنبہ تھا بنارس چلے پل
ٹوٹ گیا کشتی پر عبور گنگ ہوا وہان سے دس کوس سعد اللہ آباد مین مقام ہوا کھانا کھا کے
لیٹے تھے دفعۃً ابر گھر آیا پھر تو خدا کی پناہ حشر کا سامان ہو گیا بجلی ہر بار زمین کو چھو جاتی تھی
کڑکنے کے شور سے آواز کسی کے کان تک نہ آتی تھی اسوقت کی الجھن اور خفقان کا
حال ہی نہ بیان ہو بارے خدا خدا کر کے نصف شب گذری تو وہ ہنگامہ موقوف ہوا شکر
کیا صبح کو روانہ ہوئے کچھ دن رہے گوپی گنج بارہ کوس آئے شب کو مینہ تو برسا نہ کڑکا نہ
گرجا پھر دم سحر راہی ہوئے مرزا مرادہ اکا نام ہی وہان پہونچے اسدن خیر گذری وہان
سے بروز جمعہ قریب دو پہر بنارس مین آگئے اورنگ آباد کی سرا مین رہے مرزا مغلجان
آئے حال سنا غضب کا سانحہ ہوا مہاراج کے چھوٹے بھائی جو ولی عہد اور نائب
تھے ہمارے آنے کے قبل راہی ملک عدم ہوئے راجہ صاحب کو نہایت صدمہ جانکاہ ہی
آجتک کسی سے بات ہی نہ ملاقات ہی یہ سنکے بہت ملال ہوا صبح شنبہ تھا میر انیس کی
ملاقات کو گیا دو پہر کو محمد حسن آئے سب حال مفصل برزبان لائے قریب شام رخصت
ہوئے آج یکشنبہ ہی سواری لانے کا وعدہ تھا چار گھڑی دن باقی ہی ابتک نہ آئے دوسرا
جملہ یہ ہی الہ آباد مین دہنے شانے پر ایک دانہ ہوا شاید ناخن لگ گیا اسنے یہ کیفیت دکھائی
ہی کہ بہت بڑا پھوڑا ہو گیا کہ جس جگہ اسکا پانی چھو گیا چھالا پڑا زخم ہوا نہایت تکلیف
بڑی ایذا دیکھیے منظور خدا کیا ہی بد گوشت ہو گیا ہی فقط ہرا دو تین سوراخ ہو گئے جب کیل
نکلے گی جراح کو دکھایا اسنے مرہم لگایا کھلنے تئنے غضب کیا پھر وہ تو اسیر کیون رکھا
اسنے یہ فساد کیا راہ مین اسکے سوا تدبیر بن نہ آئی آجتک سرا مین ہون سہ شنبہ دسوین
جس روز لوگ کہتے تھے آج عید ہی سہ پہر کو محمد حسن رتھ سواری کو اونٹ بار برداری کو
لائے سرا سے لیچلے قریب شام دریا پر پہونچے قلعے کے نیچے گنگا جمنا دونون کا عبور کیا دردولت
پر قیام ہوا پہلے یہین مقام ہوا صبح کو چار شنبہ تھا مہاراج نے بلایا کمال عنایت سے حال پوچھا

پوچھا

تاسف کیا کہا تم پہچانے نہین جاتے عجب حال ہوا تمھاری صورت دیکھکر اور ملال ہوا غرض اسی طرح کا کلام کیا مین نے بھی بہت جلد رخصت ہو کر سلام کیا مکان کی تلاش ہی دروازے پر بصد تکلیف بود و باش ہی جبتک تنہا مکان نہین میسر آتا یہ الجھن نہین جائیگی دیکھیے تقدیر کیا دکھائیگی ظاہرا صحبت اچھی ہوئی جو جو خیال تھے وہ سب بیکار ہوگئے اب جس روز اُنسے گفتگو درمیان آئیگی سب گتھلک نکلجائیگی انشاء اللہ تعالیٰ قریب صبح و شام یہ مرحلہ طے قصہ تمام ہوگا گفتگو کے بعد آرام ہوگا پھر تمھین سب حال مفصل لکھونگا اگر زمانہ مہلت دے خط گلزار مین مہاراج کا نام لکھنا مہاراج ایشری پرشاد نرائن سنگھ بہادر یہی پرچہ نذر دینا اور خدا چاہتا ہی بہت جلد بلواتا ہون ہر دم یہی خیال ہی موقع شرط ہی مسبب الاسباب ایزد بیہمال ہی انتھلکے فسردہ خاطر ہین القصہ کوئی دم اسکے سوا اور خیال نہین ابھی خط روانہ نہوتا فقط تمھاری تشویش کے باعث سے لکھا فوراً اسکا جواب بھیجنا بارش کا حال ضرور ہو کہ وہی آٹھ دن برسایا اور بھی اسطرف بارش بہت کم ہوئی گرمی سے عجب عالم ہی اور لکھنؤ کی جو حقیقت معلوم ہو وہ بھی لکھ بھیجو ہاتھ کے باعث سر دست بہت ایذا ہی ہر دم کھٹکا ہی بدگوشت ہوکے دو انگل اونچا ہوگیا ہی جو سب رہ جائے تو برابر ہوکے رہ جائے آیندہ ابدستور ہی بشر مجبور ہے جراح مرہم لگاتا ہی دیکھیے کسدن اچھا ہوجاتا ہی یہان بالفعل مہاراج کے رنج نے سب کام معطل کر رکھے ہین لہذا اگر تنخواہ آگئی ہو تو فوراً ہنڈوی کرکے روانہ کرو انتہا کی تکلیف ہی شہر اجنبی یہان محمد حسن خان وہ خود مفلس و حیران اور کسی سے رسم و راہ نہین بہرحال کچھ بھیجنا ضرور ہی کئی دن یہ خط پڑا رہا آج روانہ کیا میر باقر صاحب کو سلام شوق کہنا بالفعل مہاراج بہادر پر صدمۂ عظیم ہی دل دونیم ہی انشاء اللہ موقع پر مذکور ضرور ہوگا

۲۷ جولائی فقط

رقعہ ٦٤ برخوردار عزیز از جان من سعادت نشان من مد اللہ عمرہ بعد دعا معلوم ہو دو خط فرحت منظر تمھارے آئے طبیعت مسرور ہوئی خدا تمکو سلامت رکھے کہ عہد پیری ہو مگر دو کلمہ لکھتے ہین بدمزہ نہو ناصح نصیحت گوش کرلے یہان کہ از جان و دست بردارند

جوانان سعادتمند پند پیر دانا را ٭ جو دن آوارگی کے تھے تمنے عنایت الٰہی سے ایسے
بسر کیے کہ زمانہ تمکو دعا دیتا ہی اور نام تمھارا تعریف کرکے لیتا ہی نزدیک دور لیاقت
اور خوش کرداری تمھاری مشہور ہی گردش فلک تفرقہ پرداز سے برسون ہمسے جدا رہے
ہم ہمیشہ سفر مین مبتلا رہے کوئی تمھارے سر پر ایسا نہ تھا کہ جسکا تمکو ڈر ہوتا خوف و خطر
ہوتا وہ دن تو بوجہ احسن نیکنامی سے بسر ہوگئے ہزار ہا روپیہ بذات خود پیدا کرکے
صرف کیے اسطرح کہ خدا خوش رسول راضی ہوا دنیا مین سبنے تمکو نیک کہا دریناولا
سنتا ہون کہ غیر جنسون سے بہت صحبت رہتی ہی یہ نہ چاہیے ٭ یک صحبت غیر جنس
اے محرم راز ٭ دارد ز رہ سلوک سالک را باز ٭ یک قلقل گرد را چو یکجا بنہی ٭ سد رہ
کافور شود از پرواز ٭ جو دن شراب پینے کے تھے تمنے لونگ نہین کھائی اب افیون
پینے والون سے صحبت بڑھائی یہ بہت بُری چیز ہی علی الخصوص تمسا غیور پہلی مسئلہ یہ ہی کہ غیرت
کھوتی ہی کاہل بنا دیتی ہی صبح کی عزم کی شام ہوتی ہی نہانے سے آدمی ڈرتا ہی کثافت کا
پتلا بنتا ہی جوانی کی دشمن ہی بہادری کی رہزن ہی ہمنے دیکھا چالیس برس سے نزلہ کے
باعث اسے کھاتا ہون چار رتی سے زیادہ نہین ہونے پائی ہی ایسی وحشت سمائی ہی
ہمارے سر کی قسم اس سے ڈرتے رہتا بہت بُری چیز ہی دشمن اہل تمیز ہی مسکرات مین
یہ بھی شامل ہی ہاے ہندوستان مین یہ بلا نازل ہی تم سعادتمند ہو ہمکو یقین ہی کہ ہمارے
قول پر عمل کروگے زیست مین نہ خلل کروگے سر دست انسان مجہول و کثیف ہو جاتا ہی قطع
بدل جاتی ہی دیکھنے والا خوف کھاتا ہی صحبت کا اثر مشہور ہی انجام کار پر نظر رکھنا ضرور ہی
میر باسط علی صاحب دو مہینے سے عارضۂ پیچش مین بسر اوقات کرتے ہین تمکو یاد دن
رات کرتے ہین اور حکیم واحد علی صاحب رسالدار بہت تمھارے ثناخوان ہین فقط
رقعہ ۶۵ عزیز از جان سعادت توامان مد اللہ عمرہ بعد دعا معلوم ہو خط تمھارا
آنکل بھیجو جو مشہور ہی ویسا لکھا ہوا تیسری تاریخ چارشنبہ کو آیا یہ جو لکھا ہی کہ پہلے خط بھیج چکا
ہون یہ کیا سبب ہی کہ یہ آیا وہ نہ آیا اگر یہ بھی نہ آتا تو معلوم ہوتا کہ لکھا ہوگا وہ کیون
نہ آیا اس سے معلوم ہوا کہ یہ جو بھیجا آیا وہ وہین رہا مرزا حسین بیگ صاحب کا

حال لکھا کہ آئے دوسرے دن چلے گئے خط براے استکشاف حال ہی نہ کہ براے فال مجکو علم غیب نہین کہ سمجھ جاتا کونسے دن آئے کب چلے گئے قرینہ یہ تھا کہ فلان تاریخ یہ دن تھا دوپہر کو یا سہ پہر کے اسوقت آئے اور فلان تاریخ اس دن کو گئے یون لکھتے اسقدر جلدی تمھارے مزاج مین ہی کہ مفقود الخبر لکھتے ہو یہ رسم تحریر نہین دوسرا جو دیکھے گا سنے گا نام رکھے گا خیر جو ہوا سو ہوا آیندہ ایسا نہو یہ ہی نہ دو سطرین زیادہ ہوجائنگی خط کا حاصل یہ ہی کہ حقیقت مفصل ذہن نشین ہوجائے یا مطلب سمجھ مین نہ آئے یہان انتیسوین کو سب نے چاند دیکھا دوشنبہ کا غرہ ہوا وہان کا حال معلوم نہین ہنوز یہان کا معاملہ بدستور ہی مہاراج بنارس مین آئے ہین انتیسوین کو دربار مین کچھ باتین مجھسے کی تھین چنانچہ ایک کتاب ہی حدائق العشاق فارسی اچھی ہی حکم ہوا ہی کہ اسکو فقط ہندی کردو چنانچہ اُسدن سے آجتک چار دن ہوئے بارش کے باعث جانے کا اتفاق نہین ہوا دن رات مینھ برستا ہی بند ہرایک رستا ہی مین یہان ہون گھوڑا سائیس میان حفیظ اللہ پار رام نگر مین ہین دریا طغیانی پر ہی آنکھین دکھاتا ہی خوف سے کشتی پر سوار نہین ہوا جاتا ہی خرچ کی تکلیف شہر بیگانہ تردد خاطر ہی جسوقت تنخواہ وصول ہو تیس روپیہ بھیجدینا دوسرا مقدمہ یہ ہی کہ محمد حسن خانصاحب کو انشا لکھنے کا بڑا دعوی ہی چنانچہ ایکروز تمھارے مقدمہ مین مرزا حسین بیگ صاحب سے گفتگو آئی تھی وہ چپ ہورہا اسواسطے لکھتا ہون کہ کچھ نہ کچھ ضرور لکھتے رہو مشق شرط ہی کرامات نہین خالی بیٹھے رہتے ہو دو گھڑی جو اسمین اوقات صرف کروگے تو قباحت نہین آیندہ اختیار ہی ایک روز مہاراج سے تمھارا ذکر آیا تھا مگر بسبب انکی پریشانی کے تقریر ناتمام رہی انشاء اللہ تعالی قریب اسکا تصفیہ ہوا جاتا ہی جو خط لکھنؤ کا پوچ لکھا ہوا تھا مین نے تو پڑھ لیا لیکن مجکو دعوی ہی کہ میرے سوا دوسرا پڑھ نہین سکتا وہ جو مثل سُنی تھی دیکھی آنکھین موہی پر تھین خود آ ویسا یہ خط تھا جواب جلد بھیجنا محرم تک قصد بنارس مین رہنے کا ہی یہان خط جلد ملجاتا ہی یار دیر مین آتا ہی بیرنگ بھیجا کرو ۔

رقعہ ۶۵ برخوردار سعادت اطوار غفلت شعار مد اللہ عمرہ بعد دعا اور

دیکھنے کی تمنا کے جیسی ہی خدا جانتا ہی معلوم ہو خط تمھارا اخیر ماہ صفر مین آیا تھا اُس کا
جواب بھجوایا تھا پھر اکیسوین کو دوسرا خط آیا کہ بعہدہ کوتوالی اے بریلی مقرر ہوا مگر یہ کھلا
کہ کسکے ذریعہ سے یہ نوکری ہاتھ آئی مشاہرہ کیا ہوا اسکے دریافت کرنے کو اُسی دن
خط تمکو لکھا تھا کہ کل حقیقت مفصل لکھو جنانچہ آج سولہ دن گذرے ہنوز انتظار ہی طبیعت
کو انتشار ہی ایک تو مرض کی شدت مین اندنون جیسا ہون خدا دشمن کو نصیب نکرے
التہاب قلب کی گھبراہٹ مین دو دو پہر گرفتار رہا جان ہونٹون پر آگئی تنہائی غربت لاکھ
طرح کی مصیبت ہر بار معلوم ہوتا تھا کہ روح قالب سے نکلجائیگی ابکی بار جو طبیعت
گھبرائیگی بارے خدا خدا کرکے تسکین ہوئی ہی آیندہ دیکھیے مرضی خدا کیا ہی پوست و استخوان جسم
ناتوان مین باقی ہی گوشت تحلیل ہو گیا عجیب و غریب نقشہ ہی قصد تھا لکھنو چلے جائیے
خط وہان سے آیا کہ ۲۵ - ربیع الاول پنجشنبہ کو وہ قافلہ روانہ ہوا آج گیارھوان دن ہی منگل
تک غالب ہی کہ یہان پہونچے ایک دن کا وقفہ ہی کل دوشنبہ ہوگا پرسون سہ شنبہ کو تیرھوان
دن ہوگا دیکھیے اُسکے آنے پر کیا ہو نہ یہان کوئی طبیب نہ دوا بجز خدا کسی کا بھروسا نہین بیناؤ نجان
کے مرجانے سے زیادہ بدحواسی ہوگئی جو کچھ ہوا سو ہوا اللہ تم اپنا حال مفصل لکھو کہ نقشہ کیا ہی
پہلے تمکو تاکید لکھی تمنے لکھ بھیجا دو خط مین نے بھیجے مگر مجکو نہ پہونچے یہ عجب ماجرا ہی کبھی تمھارا
خط آتا ہی کبھی تلف ہو جاتا ہی مگر ہمارا خط تمکو پہونچتا ہی آج کل بہت پریشان ہم رہتے ہین
لازم و ضرورت ہی کہ اپنے حال سے ہمکو اطلاع کرتے رہو اور جو کچھ کانپور کا رنگ
معلوم ہو نوک قلم پر آئے کوئی جملہ رہ نجائے ہرچند قصد ہوتا ہی اب تمکو خط نہ لکھون
مگر طبیعت سے مجبور رہون پھر لکھتا ہون جسدن زیادہ ملال ہوگا تو طبیعت کے ساتھ
ہاتھ بھی رُک جائیگا خط نہ آئیگا آیندہ تمھاری خوشی تقدیر گردش مین ہی کوئی بات
بن نہین آتی ہی جو ترک روزگار کرون روٹی جاتی ہی جو یہان رہون طبیعت گھبراتی ہی
دونون طرح مشکل ہی دیکھا چاہیے کیا ہوتا ہی تمھارے خط کا ہر دم انتظار رہتا ہی
اور یہ بھی لکھنا تمھارے ہمراہ کون کون ہی کسے ہمراہ لیگئے ہو للہ بہت جلد اپنے
حال سے آگاہ کرو یقین ہی کانپور سے کوئی خط آیا ہو محمد حسن خان بیٹھے ہین سلام شوق

کہتے ہین اکیسوین اکتوبر یکشنبہ

رقعہ ۶۷ نور بصر لخت جگر سلمکم اللہ تعالی بعد دعا اظہار مدعا ہی آج بارھوین شوال روز دوشنبہ ہی تین پہر بجے خط تمھارا آیا لکھا پھر پایا سنو میری جان نطفۂ غیر وقت کی شکایت سراسر بیجا بارہا تجربہ ہو چکا ہی عقلمند سے ماسبق بہت ہوشیار تجربہ کار ہتے لکھ گئے ہین حیا و مروت آنکھ سے متعلق ہی کہتے ہین فلانے شخص نے ہمسے آنکھ پھیر لی ورجب قدرت کاملہ سے ٹیڑھی بنی ہو پھر سیدھی کیونکر ہو یہ شخص تو ہمہ تن بدباطن ہی جو نہو وہ عجب ہی اسیکا یہ سبب ہی کہ پروردگار نے ہمیشہ محتاج رکھا اور جو فی الجملہ کچھ مقدور ہوتا تو قتل مین قصور ہوتا او رنیت و اعمال کا نتیجہ یہ دیکھو تمام عمر صدقہ کھایا کیے بدباطنی دکھایا کیے ہماری نظر اسپر ہی جسنے کبھی کوئی کام بند نرکھا غرور پسند نرکھا ہمین کہتے ہین تمنے کیا کیا جورو بچے پالا کیے محتاجی اُنکی ٹالا کیے یہ بھی حوصلہ اسی شخص کا ہی جس سے برائی کیجیے اُس سے کچھ لیجیے اُنکو خدا اسی طور پر رکھے ہمارے تمھارے اُسکی عنایت سے یہی بات رہی کہ دشمن سے بھلائی کرین پروردگار کو مددگار رجانکر تقدیر آزمائی کرین ہمیشہ اُسنے بو بہ احسن بے منت غیر دیا کھایا کیے دشمنون کو جلایا کیے آندنون بہت تنگ تھے اسواسطے التجائی تھی سو تمھارے بدولت احتیاج رفع ہو گئی خدا تمکو دشمن بدبخت اپنی حمایت مین محفوظ رکھے سلامت رہو ہمین کسی کی پروا کیا ہی وہی ہوگا جو قسمت کا لکھا ہی چنانچہ تمھارے خط سے پہلے مین نے اُنکو لکھا ہی بلکہ تم کہنا جو خط آپ کو آیا ہی مجھکو دکھا دیجیے ضرور دیکھنا بہت کڑے فقرے لکھے ہین اس قصہ پر لعنت کرو غضب کا سانحہ سنو ہاتھ تھرّاتا ہی لکھا نہین جاتا ہی ہاے ہاے جو کچھ خدا دکھائے پرسون ہفتہ تھا اور دسوین تاریخ تھی مرزا گو سلین صاحب نے قی کی دو تین دست آئے کل گیارھوین اتوار تھا پہر دن چڑھے مر گئے شام کو زیر زمین ہوے گڑ گئے تمھارے سر کی قسم زمانہ آنکھون مین سیاہ ہوا بہت ملال تباہ ہوا اللہ کیا کیجیے بہرکیف انسان ناچار ہی یہی جبر اختیار رہی آجتک یقین نہین کہ رسالدار مر گئے دنیا سے گذر گئے میری جان عجب صفت کا یہ انسان تھا پھر تو مردہ بدست زندہ باقی ماندون نے اور ہمکو جلایا جو چاہا کیا جسطرح جی مین آیا

اٹھایا غرضکہ خاک مین ملایا بھلا بھائی اس جینے پر کمبخت جہان کی برائی سے خسر الدنیا والآخرۃ ہور و سیاہی لے دیکھو تو کس غضب کا ماجرا ہی اس زندگی پر لوگ مرتے ہین کیا کیا برے کام دن رات کرتے ہین معاذ اللہ خدا کی پناہ مجھے تو ایسا صدمہ ہوا ہی کہ سکتے کا نقشہ ہی گو ضعیف البنیان تھے مگر ابھی تو جوان تھے انکا وہ صدمہ اٹھایا ہی کلیجہ منھ کو آیا ہی دل گھبراتا ہی اب یہ ٹکڑے کھاتا ہی ہر دم یہ خیال ہی کہ اب یہان نہ بود و باش کیجے کسی اور جگہہ محلہ مین مکان تلاش کیجیے خدا چاہتا ہی تو قریب بادشاہ کا حال لکھتا ہون مگر تم خط ہمکو بہت دیر مین لکھتے ہو یہ عادت قدیم ہی اگر آٹھوین دسوین دن بھی دو حرف کھینچ کے پھینک دو تو ثواب عظیم ہی اور خبر سنیے کیا کہون اس شہر پر جو ظلم و جور ہو رہا ہی غضب کا طور ہو رہا ہی مسجدین کھد گئین کسی مین چھاپخانہ بنا ہی کسی مین پلنگ بچھا ہی بکنیٹھ کھینچا ہی مکانات شاہی منہدم ہوے کوتوال صاحب کسی کو اشراف نہین جانتے ذلت دیتے ہین سعی نہین مانتے اور ہیضہ بھی شروع ہو گیا بہت آدمی زیر خاک ہوا صبح سے صبح تک رام رام ست یا کلمہ کی صدا ہی ابھی سے بارش کا لگا لگا ہی مینھ برس رہا ہی تین چار دن سے کھلا نہین ہر طرح آفت ہی قباحت ہی دیکھیے منظور خدا کیا ہی ڈھنگ برا ہی ہر چند یہ خط پریشانی مین اتاپ شناپ بے تول ناپ لکھا ہی نہ اسمین لطف ہی نہ مزا ہی میر حامد علی صاحب اور منشی محمد علی صاحب ہمارے مہربان ہین قدردان ہین انکو خط دکھا دینا اسواسطے کہ اب ہم خواب پریشان ہین قافلہ چل نکلا منتظر حکم ہین جہان ہین بعد یارون کو بہت یاد آئینگے لوگ تاسف کرینگے پچھتائینگے کسواسطے کہ ہمیشہ سے دنیا مین نادان یا خردمند ہین دونون مردہ پسند ہین نسخہ پہونچا مصحت سے سلامت رہو اسکو بناونگا عمل مین لاؤنگا پہلے تو اسنے بہت فائدہ بخشا تھا اب خدا ہی اثر وہی بخشتا ہی وگرنہ گھاس پھوس مین کیا ہی لو بھیا دوڑو یہ خط بھر چکا سمع خراشی کر چکا مولوی فیض علی صاحب کی خدمت مین بعد سلام یہ پیام کہنا کہ آپ کو جواب لکھنے کی عادت نہین لہذا

دست و قلم بفرسود م بر اسے یاد دہی ہمین قدر عرض نمودم فلک محکوم دوران بکام سمند نیلی فام رام باد فقط

رقعہ ۶۵ نور چشم عزیز از جان قوت بازو راحت روان مین خستہ جگر سعادت و اقبال نشان مد اللہ عمرہٗ و مزید قدرہ بعد دعاے صحت و سلامت و تمناے ملاقات کہ زیادہ از حد ست واضح خاطر ہو خط تمھارا ۳ - ۲ - کا لکھا ۷ - ۲ - کو آیا سخت پریشان بنایا بھائی یہی نحوست اور کج ادائی فلک سفلہ شعار گردون ناہنجار کی ہی یہ تیسرا خط ہی پہلا ۲۳ - صفر ۱۳ - اگست بھیجا دوسرا ۱۳ - ربیع الاول اور ۱۹ - ستمبر کو جسٹری ہو کے تمھارے پاس گیا اسکو کیا کیجیے مجبوری ہی اور یہ جو تمنے لکھا قصور کیا ہوا یہ فقط آپ کی عقل کا قصور ہی اسکو سوچو میری جان کہ تمسے قصور ہوگا نہ ہمکو ایسا خیال رب غفور ہوگا پھر از سر نو داستان پارینہ بروے کا غذ لاتا ہون اپنا اور تمھارا دل دکھاتا ہون کہ جب یہان نوبت بمرگ پہونچی اسوقت ہمکو خبر ہوئی آئے تو جھگڑا پاک تھا مردہ زیر خاک تھا یہان یہ سامان ہوا دیکھیے مرضی آلہی کیا ہی دنیا عجب جا ہی یہ مصیبت سخت ہی صبر کے سوا چارہ نہین خدا کے کارخانے مین اجارہ نہین اگر ہو سکے صبر کرو صابر کا مرتبہ بڑا ہی خدا خود فرماتا ہی اِنَّ اللہ مَعَ الصَّابِرِیْن مگر تمسے ملاقات کرتا ہمکو بہت ضرور ہی کہ ہم بھی پانون لٹکائے بیٹھے ہین یہ تمنا ہی کہ ایک بار تمکو دیکھ لین موت تو برحق ہی اسکا ہر دم کھٹکا قلق ہی اور تمھارا حال نوکری کا ڈھنگ ابناے زمانہ کا رنگ سب معلوم ہوا ۵ بہین مردمان بیا ید ساخت ٭ اور تم فضل آلہی سے فہمیدہ ہو وردی گھوڑے کی روپیہ کسطرح وضع ہونگے بتدریج پاکل تنخواہ نہ ملیگی یہان ۲۳ - دسمبر دوشنبہ کو طوفان کا طور تھا شام سے ڈیڑھ پہر رات گئے تک اس زور شور سے مینہ برسا کہ تمام شہر مسمار ہو گیا گلی کوچے مین ندی نالے چلتے پھرتے تھے مکانات دھما دھم گرتے تھے چنانچہ صبح کو معلوم ہوا کہ ایک سے کئی آدمی ہلاک ہوا پانی کے بدولت زیر خاک ہوا بنارس مین یہ نقشہ ہوا اور ایسا دریا بڑھا رام نگر مین سرکار کا قلعہ دیکھا ہی اسکے دروازے پر کشتی چلی بنارس کی گلیون مین ڈونگی کی ہوا سی خلقت عاری تھی اس سے پہلے بھی میرے سامنے آفت آچکی تھی دوبارہ مہاراج بہادر کا شقہ آیا کہ آپ چلے آؤ جب تک وہان رہوگے رنج کم نہوگا راحت کا باعث ایک دم نہوگا بہت سی باتین قابل تحریر تھین موقوف بر ملاقات دو حرف و حکایات ہین

دنیا کے معاملے لعنت کے لائق ہیں یہی بہتر ہے کہ چپ رہیں خیر اگر تقدیر میں تمہارا دیکھنا لکھا ہے تو آتا ہوں وگرنہ اسکی مرضی جس کا کچھ خیال کیا اسی نے کنگچھری سے ملال کیا زیادہ دعا

رقعہ ۱۶ برخوردار نور چشم راحت جان طولعمرہ بعد دعا معلوم ہو عجب اتفاق ہے جس روز سے تم گئے ہو ہماری طبیعت روز بروز بگڑتی جاتی ہے پھر کے بعد دورا ہوتا ہے چہار شنبہ کو انتہا کی زیادتی نظر آتی ہے اور تمہاری غفلت کا یہ حال ہے کہ کبھی کوئی پرچہ تک نہیں لکھتے اور نہ ابتک حکیم احمد علی خانصاحب سے ہمارے مزاج کی کیفیت بیان کی افسوس ہے ہمارا یہ حال ہو اور تمکو مطلق نہ خیال ہو دم رخصت کس تاکید سے سمجھا دیا تھا کہ ہمارے حال سے غفلت نکرنا تمکو کچھ یاد نہ رہا جب سے گئے شاید دو خط آئے ہوں اب ہمکو بہت ایذا رہتی ہے دن رات دوا اور دعا کا مشغلہ رہتا ہے جو مرضی خدا رات کو جب آنکھ لگجاتی ہے البتہ کچھ طبیعت ٹھہر جاتی ہے جب آنکھ کھلی گلے میں خشکی معلوم ہوئی آنکھوں میں غبار معلوم ہوا اچھا طبیعت بگڑی چپ بیٹھا رہتا ہوں نہ بات کو جی چاہتا ہے نہ اورکا بولنا خوش آتا ہے نہ بھوک نہ پیاس منتشر حواس دل سینہ میں مضطر قضا کا تصور پیش نظر ایک حکیم بنارس کیا سب طبیبوں کی رائے ہے ایک ہی مفرحات و مسکنات پر دار و مدار ہے شفا کا بجز خدا کسکو اختیار ہے دریںولا مہاراج الہ آباد ضرور جائینگے میرا بھی قصد ہے وہاں سے تمکو لکھونگا اور جو موقع ہوا تو کانپور دو ایک دن کو چلا آؤنگا یا تمکو بلاؤنگا حکیم صاحب سے یہ سب حال کہنا جو فرمائیں لکھ بھیجنا اور پوچھنا کہ جو آپ بلائیں میں وہیں چلا آؤں پہلے جب ابتدا میں اس مرض کی شدت لکھنؤ میں ہوئی تھی آپ نے باتوں سے اچھا کیا تھا اب کوئی تجربہ کا نسخہ بھیجیے تیس برس کا خادم ہوں دس برس کا دشمن نہیں ملتا سنجیدہ اسکی قدر کرتے ہیں میں دو حصہ بڑھا ہوا ارادتمند ہوں میری تدبیر بہر کیف آپ پر لازم اور واجب ہے جلد کچھ لکھ بھیجیے یا مجکو طلب کیجیے بے نبض و قارورہ دیکھے تحریر پر علاج نہیں ہوتا ہے یہ تکلیف دینا سب میرے اعتقاد اور ارادت کا باعث ہے یہ سب سنکے جواب حاصل کرنا چشم براہ شام وپگاہ ہوں ہرچند مولوی گلشن علی صاحب کہتے ہیں دس پانچ دن کو لکھنؤ چلے جاؤ علاج کراؤ اب الہ آباد پر موقوف ہے اگر وہاں پہونچا ضرور آؤنگا اور جو خدا نے فضل کیا

سجدۂ شکر اُسکا بجالاؤنگا خط لکھنا بکھیڑا ہی نہ غیر کا لکھنا پسند آتا ہی نہ خود لکھا جاتا ہی والسلام

رقعہ نور چشم عزیز از جان مد اللہ عمرہ بعد دعا معلوم ہو کس تاکید سے تمکو لکھا آج تک منشی صاحب کا حال نہ کھلا کہ کیا ہوا ڈاک والے رسید تمکو دکھاتے تھے یا فقط باتین بناتے تھے تمھارا حال یہ ہی مرزا جان کو خط لکھا اُسی مین دو حرف مجکو نہ لکھدیے مرزا صاحب جو آئے ہین محمد حسین کے گھر مین اترے ہین ہر چند مین نے کہا کہ یہ امر ہمارے خلاف ہی نہ آتا مین بھی چپ ہو رہا یہ بات فقط محمد حسین کے ورغلانے سے ہوئی ہی مجھسے تو وہ صاف نہین نہ وہ گھر مین آتے ہین نہ مین بلاتا ہون اسواسطے اُنھون نے اس بیوقوف کو سمجھایا ہی جو اُنھون نے بستر وہان جمایا ہی خیر آسیو بھی ہمسے سعی کےخواہان ہین کہ مہاراج سے سعی کردیجیے گا اور مولوی صاحب سے دوسرا سانحہ جانگداز یہ سنو کہ بائیسوین محرم کو مرزا حسین بیگ صاحب قضا کر گئے داغ فرقت ہمارے دل پر دھر گئے خدا جانتا ہی جیسا صدمہ مجھپر ہوا کہ لکھا نہین جاتا ایسے لوگ باوضع یکرنگ دنیا مین کہان ہوتے ہین مگر کیا چارہ یہ پرچہ اُنکو لکھتا ہون لیجانا اور زبانی کہنا یہ کہ توقع ایسی نہ تھی یہ بھی قسمت کی خوبی کہ ایسا شفیق محسن اسطرح بھول جائے عبرت کا مقام ہی یہ بھی گردش ایام ہی بھائی مرزا صاحب مرحوم کا ہمکو بہت رنج و ملال ہوا لیکن مجبوری ہی کیا کیجیے جو مرضی خدا اندنون آنکھون پر بہت غبار آگیا ہی جو اُسکی مشیت

بشر مجبور ہی قسمت کا قصور ہی

رقعہ نور چشم عزیز از جان سلمہ اللہ بعد دعا کہ تہید ستی مین اسکے سوا کیا ہی معلوم ہو بعد مدت دراز اور گذرنے زمانہ دیر بار کے خط تمھارا ۱۶ ۲ کا لکھا آج شاید پانچوین دسمبر ہی آیا یہ کا لکھا تھا اور آج بھی چار شنبہ ہی پایا سنون خان یہان آئے تھے اور پھر گئے خط ہمین نہ دیا خیر شکر ہی جو تمنے لکھا تھا ہر جملہ اُسکا خنجر اور ہر فقرہ نشتر سے بدتر ہوا سوائے شکر چارہ نہین دم مارنے کا یارا نہین ایک شخص کے مرنے سے اتنے آدمی تباہ اور پریشان ہوئے بے آب و دانہ ہو گئے حیران ہوئے تمکو یاد ہوگا ہم کہتے تھے بھائی اُس مضغہ گوشت کو غنیمت جانو اُسکا چارپائی پر بیٹھے پڑے رہنا یاد آئیگا

ہر ایک پچھتائیگا مگر دنیا کا یہی حال ہے قدر نعمت بعد زوال ہے اُسوقت کوئی نہ سمجھا سب
کہتے تھے کچھ فکر کرو کم کھوں کے نہ بیٹھو اب میرا حال سنو پہلے تو یہ کہ دائم المرض ہو گیا صحت
نے مُنھ پھیرا عارضوں نے گھیرا دوسرا یہ مقدمہ آنکھوں نے جواب دیا دس قدم کے فاصلہ کا
آدمی سوجھتا نہین مطلق بوجھتا نہین کہ کون آتا ہے کون جاتا ہے تیسرا مقدمہ یہ کہ سب مدار گزران
قسم ہے اُسکی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہے آج تک اُسکے روپیے نہین ملے مہاراج بہادر
چکیا مین تشریف رکھتے ہین ہر بار جھلا کے چاہتا ہون کہ ترک روزگار کرون جب یہ خیال
آتا ہے کہ تمسا آدمی ماشاء اللہ جوان رعنا سب باتون کا سلیقہ جس کام کو کہے اُسکا بخوبی انجام
کرو اُسکا نیک نام کرو جس محفل مین بیٹھو اُسکی زینت ہو سو تمھارا یہ حال ہے کہ دس روپیہ کا
روزگار محال ہے مین کمبخت بوڑھا آنکھوں سے معلوم نہین ہوتا ایک رہبر چاہیے کوس آدھ
کوس چل نہین سکتا پڑا رہتا ہون چارپائی سے ہل نہین سکتا دروازے پر جاؤنگا کسکے
سامنے ہاتھ پھیلاؤنگا چوتھا مہینا تنخواہ کا ہوا جبہ وصول نہین ہوا وگرنہ مرزا اکلو بیگ کا حال
سُنکے سینہ شق ہوا اللہ عالم ہے جیسا قلق ہوا اگر سر ٹپکنے کے سوا کچھ بن نہ پڑا انکو میری طبیعت کا
حال خوب معلوم ہے ایسا سانحہ غیر کا سُنکے افسوس ہوتا ہے نہ کہ اُنکا گو کسی کو اس بات کا یقین
نہ آئیگا تمکو اسواسطے لکھا کہ تم جھوٹ نجانوگے خدا اور خدا کا رسول شاہد ہے پچیس روپیہ
حفیظ اللہ کے بیٹے کے بھی آج نہ بھیجے جناب مرزا صاحب کے بیس روپیے قرض لیکے
بھیجے کہ مولوی صاحب نے لکھا مجکو ذلیل کرتے ہین نالش کا قصد ہے یہ مقدمہ بھی جبتک
جیتا ہون یاد رہیگا ؎ نکوئی با بدان کردن چنانست ٭ کہ بد کردن بجاے نیک مردان ٭
دو چار سو کا اسباب جو تھا وہ سب رہن پڑا ہے کچھ بن نہین پڑتا ہے اپنی بوٹیاں نوچتا ہون فلک
کی طرف دیکھکے رہجاتا ہون اور بھائی اب میری زیست کا کیا بھروسا خدا جانے
تقدیر کیا دکھائیگی کون کون مصیبت پیش آئیگی تمکو سمجھا دینا دلاسا دینا کہ بھائی اگر قضا
آئی ہے ٹلنے کی نہین دنیا مین کون بچا ہے اور کون بچیگا اگر زندگی باقی ہے صحت ہو جائیگی
نقشِ قدرت نے حرف بقاے جاودانی کسی بندہ کے نامۂ زندگانی مین رقم نہین کیا
ہے اور اس منزل عارضی مین کونسا دولتخانہ ہے جو سیلاب فنا سے برباد ہو کر مسکن

زاغ وزغن نہین ہوا بنی آدم پہلے نابود تھا آخر کو معدوم ہوگا چند دن کے واسطے خلعت وجود پہنکے محنت آباد ہستی مین آیا ہی دنیا محض بے ثبات اور ہر دم رو بزوال ہی خدا کو یاد کرو اُسکے روبرو فریاد کرو کہ تم پر رحم کرے نیا ماجرا سنو پٹیالہ کے راجہ نے مجکو بلایا تھا مہاراج کی تیاری تھی میرا بھی اُنکے ہمراہ قصد تھا اُسکے بیٹے کی شادی تھی کرور روپے کے صرف کا ارادہ تھا وہ لڑکا پر ارمان مرگیا جو سامان ہوا بد ہوا اپنا کیا اختیار ہی وہ مختار ہی آج تمھارا خط آیا اُسی دم جبر کرکے چراغ کے سامنے جواب لکھا بھلا مہینے بھر کے بعد تو ایک خط لکھا کرو تم سلامت رہو ہمکو بہت یاد کرو گے اب کہانتک جیین گے آخر شش ایک حد ہی وہ ہو چکی جو دم ہی غنیمت ہی اگر آنکھون سے نہین دیکھتے بھلا خبر تو معلوم ہوتی رہے تمھارا لکھنؤ جانا مرزا صاحب نے ہمکو لکھا تھا اور کانپور آنے کی خبر تمھارے گھر کی علالت ستون خان کے خط سے معلوم ہوئی تھی بارے اب تو فضل الٰہی ہی تمنے یہ حال کچھ نہ لکھا زیادہ والسلام

رقعہ ۲۷ نور چشم عزیز از جان مد اللہ عمرہ بعد دعا معلوم ہو عرصہ درازسے کچھ حال تمھارا معلوم نہین ہمارا قصہ یہ ہی کہ فقط آنکھ کے علاج کے واسطے رمضان کے غرہ سے روانہ ہوئے ۹ - ربیع الاول کی تھی کہ پھر رام نگر پہونچے اور عظیم آباد صاحب گنج محمدی نگر مرشد آباد سے کلکتہ پہونچے ایکبار حضرت کی ملازمت ہوئی یہ قصہ بہت طول طویل ہی المختصر جو آنکھ دہنی باقی تھی جس سے کام نکلتا تھا اب اسمین بھی غبار آگیا دم گھبرا گیا دیکھیے منظور خدا کیا ہی ثابت ہوا کہ جہان کا کام تقدیر کے موافق ہوتا ہی اُسمین گھٹانے بڑھانے یا نفع و نقصان کی کسی کو طاقت نہین جو بندے پر گذرے راضی برضا رہے کہ تیر قضا کے واسطے سوائے سپر صبر کے اور کوئی چیز نہین لیکن جب انجام کا خیال آتا ہی طبیعت کا الجھنا دل کا دھڑکنا ہر بار بڑھ جاتا ہی اور غور کرو کہ یار نہ مددگار نہ بجز ذات پروردگار تمھارے سوا دنیا مین نہ ٹھکانہ ہی نہ سہارا ہی سوچو تو کون ہمارا ہی سخت تشویش ہی کہ خدانخواستہ اگر بصارت گئی تو کوئی ہاتھ پکڑنے والا نہین کلکتے مین بڑا ڈاکٹر تھا کہ اُس سے زیادہ کوئی نہ تھا اُس بدبخت نے فریب کیا ایک عرق ایسا دیا کہ اُسکا آنکھ مین ڈالنا

دو پہر کے بعد دہنی مین غبار شروع ہو گیا اُسکو ترقی ہوتی جاتی ہی میرا دم گھبراتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی کوئی پرسان حال نہین کہ روتے کیون ہو جان کھوتے کیون ہو باہر چلتے ہین تو پانون لڑکھڑاتے ہین ایسے وقت مین تمسے جدائی ہی دیکھیے کیا مرضی الٰہی ہی تمھارے دیکھنے کو دل بیقرار ہی اور ریل بھی یہان تک آ گئی ہی ایک دن کا سفر ہی جو صبح کو سوار ہو گے شام کو یہان پہونچو گے اگر صحت و عافیت ہو تو ہمکو دیکھ لو زیست کا اعتبار نہین زمانے کے رنگ کو قرار نہین ایک کحال بیمثال لاجواب ہی انتخاب ہی اُسکی خبر لکھنؤ مین سنی ہی مولوی محمد یعقوب صاحب کو لکھا ہی کہ اُسکو ڈھونڈھ کے حال لکھیے جو وہ وعدہ کرے تو بہرکیف مین بلا آؤن تقدیر آزماؤن ہر دم وحشت ہی پریشانی رہتی ہی کوئی اتنا نہین جو تسکین دے حال پوچھے مگر لاؤ لاؤ ہی جو ہی کچھ دو نہین تو کون ہو شکر صد شکر اس سن مین یہ تنہائی ہی سب کو بے پروائی ہی ہمارا حال قابل دید ہی بلکہ دید ہی نہ شنید ہی جسقدر رنج والم سے بھاگتا ہون بے سبب اُسکا سامنا ہوتا ہی تین چیزین دنیا مین سخت ترین وہ یہان موجود ہین ضعیفی مین تنہائی غربت مین بیماری مفلسی مین وضعداری کیا کہون لکھ نہین سکتا بڑی مشقت سے یہ چند سطرین کھینچیت ہین اور حکیم احمد علیخان صاحب سے عرض کرنا کہ اختلاج قلب ہی طبیعت گھبراتی ہی وحشت ہوتی جاتی ہی پانون برف ہو جاتے ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ روح مفارقت کرتی ہی فقط

رقعہ ۳۰ ۔ نورچشم غفلت شعار مد اللہ عمرہ عجب حال ہی لکھتے لکھتے ہاتھ گھسے تمھارے خیال مین کچھ نہ آیا یہان روز مرض بڑھا طاقت گھٹی تمنے خط نہ لکھا محمد حسن خان کو خط آیا ہم منتظر رہے خدا جانے کس شغل مین ہو مرزا حسین بیگ صاحب نے خط لکھا حال معلوم ہوا مگر تم نہ چونکے اے بھائی تمکو خوف خدا نہین ایسے وقت مین یہ غفلت زندگی کا اعتبار کیا ہی یہ نرا دھوکا ہی لازم ہی کہ بمجرد خط دیکھنے کے مزاج کی کیفیت کہ تمسے مکدر ہین یا صاف ہین سب ہمکو لکھ بھیجو ورنہ بجز افسوس و حسرت کے کچھ نہو گا مرزا حسین بیگ صاحب سے بعد سلام کہدینا کہ غضب کی جا ہی دو سطر لکھنے کے محتاج ہین کس سے کہین جو لکھدے اس باعث سے جواب مین دیر ہوئی اور یہ معلوم ہو کہ

کس جگہ نوابصاحب اُترے ہین دیکھو تو اگر کوئی سُنے گا کہ ہمارا یہ حال ہی تم خط نہین لکھتے تو کیا کہے گا جلد سب حال لکھ بھیجو اور حکیم احمد علی خانصاحب کے مزاج کی کیفیت لکھو ہمارا حال اُنسے کہنا کہ بیٹھے بیٹھے منھ خشک ہونے لگا دل اُلجھنے لگا بیٹھا ہون آنکھین بند ہوئی جاتی ہین جب آنکھ کھولی نظر نے کمی کی طبیعت نے برہمی کی یہ دونون نسخے عرق کے ہین سُنا دینا جو کمی بیشی کرین جلد لکھنا دو چار دن مین وہ بھی تیار ہوگی زیادہ والسلام

رقعہ ۵۶ نور چشم عزیز از جان مد اللہ عمرہ بعد دعا اور دیکھنے کی تمنا کے معلوم ہو ایک خط تمھارے خط کے جواب مین لکھا اور منشی صاحب کا خط ملفوف تھا اسکو آج چودہ دن گذرے دوسرا پھر بتاکید جو بارھوین صفر کو جمعے کے دن بھیجا اسکو بھی چھے روز ہی صدائے برنخاست سخت عقل حیران ہی کہ یہ کیا سامان ہی اگر منشی صاحب نے نہ لکھا تم تو لکھ بھیجتے کہ یہ سانحہ ہوا اور غالب ہی وہ جلنے والے ہون ان روزون چارون طرف سے رنج نے گھیرا ہی راحت نے منھ پھیرا ہی فضل الٰہی سے یہان تو گیارھوین تاریخ پنجشنبہ تھا کہ مینھ شروع ہوا آج چہارشنبہ سات دن سے پیہم برسا کھلا نہین چنانچہ بارہ سیر گیہون بکتے ہین اور یہان سب تمھارے مشتاق ہین میر باسط علی بہت بیمار رہین خدا انجام بخیر کرے مرض کو طول ہوا محتاجی گریبان گیر ہی دریبولا سردی کے باعث پانون پر ورم آگیا ہی خدا ہی

رقعہ ۵۷ عزیز از جان مد اللہ عمرہ بعد دعاے صحت و عافیت واضح ہو للہ الحمد کئی مہینے کے بعد خط آیا اُسنے پریشان بنایا تحریر سے گرفتگی طبیعت کی کھلتی ہی جو جملہ ہی ناتمام ہی اسی مین کلام ہی روپیہ کی رسید چچا صاحب کے خط سے معلوم ہوئی ہوگی ہمنے تمکو لکھا یا چچا صاحب کو لکھا تھا اس سے اور کچھ معلوم ہوا نہ تقسیم لکھی کہ کیونکر صرف ہوئے نہ اسکی شرح لکھی کہ انکو کتنے دیے تمنے کسقدر لیے دوسرا مقدمہ یہ ہی مرزا حسین بیگ صاحب کی تحریر سے معلوم ہوا رحمان نے زبانی بیان کیا کہ میر اکبر علی تیاری کر چکے ہین بعد رمضان المبارک قصد یہان مصمم آنیکا ہی تمنے کچھ نہ لکھا سخت تعجب ہی لہذا مین تم کو بتاکید اکید لکھتا ہون ساری خدائی جانتی ہی اور سب سے زیادہ تمکو معلوم ہی جو جو حرکتین

انکے والد نے مجھسے کین بنانہ برباد دی بیابان گردی انھین کے بدولت ہے بڑی جھوٹی
نالش کرکے روپیہ لیے انکی بدباطنی سے کوڑی ہاتھ نہ آئی مفت بیفائدہ ذلت
اٹھائی مین نے کبھی دم نہ مارا تنخواہ مقرر کروادی تھی کیا کیا نہ کیا کچھ اشعار کھاتا تھا
پھر تمنے لڑکے بلے پلے مفلسی کے دن ٹلے سلوک کیا اسکا انجام یہ ہوا کس برے
تیور سے تمسے پیش آئے اب وہ مرگئے خدا اُن کو بخشے اور کیا کہین جیتے جی
اُن سے شکایت دکی یہ سمجھے ۵ نیش عقرب نہ از پے کین ست ٭
مقتضاے طبیعتش اینست ٭ اسکے علاوہ اسی مہینے مین مہاراج بہادر کا کوچ ہی
آلہ آباد سے کڑے تک مجکو ہمراہ لیجائینگے ملاقات مجھسے ہوگی جسقدر وہ یہان آنے مین
صرف کرین وہین بیٹھکے کمائین خرچ نہ اٹھائین پردیس مین خراب ہون بہت سمجھکے
کہتا کہ تمھارا وہان جانا مصلحت نہین ہی جو اُنسے ہوسکیگا وہ تمکو بھیجینگے اور جو کہنا
نہ مانین تو تم انکو جواب صاف دینا کہ تم کون وہ کون بس معاف کرو آنکھون سے
دم ناک مین کیا ہی قریب کا آدمی نہین سوجھتا ہی یہ فقط اُسکی عنایت ہی روبیٹ ڈالکل
سے کچھ لکھ لیتا ہون دوسری یہ کہانی ہی رحمان کی زبانی ہی کہ مرزا جان صاحب بہت
گڑکے جو منہ مین آیا وہ کہا کہ میرے روپیہ آج تک نہ پہونچے یہ کیسے روپیہ ہین کس کو
دیے ہین بیس روپیہ حویلی کے اکیڑ مین دیے تھے وہ چلتے وقت تم پکڑکے
لیے تھے مولوی صاحب کی ضمانت لی رسید اُنھون نے بھیجدی اب کیا چاہتے
ہین یا مجکو بھول گئے نرم اسامی سمجھے جیسا ہمنے کیا ویسا پایا خدا سمجھیگا وہ حکم الحاکمین
ہی اگر ہم بر سر فساد ہوتے تو خدا جانے کہان برباد ہوتے اُنسے بھی پوچھیگا
آنکھون کا ہمارے رنگ برا ہی دن رات اسی سوچ مین دم رکتا ہی اسپر چار دن
صحت نہین رہتی روز نیا سامنا ہوتا ہی اور اب تو گرمی آئی دیکھیے کیا ہوتا ہی سب
اعضاے جسمانی جواب دے چکے ہین مہمان ہین ایسے وقت مین تمھارا پاس
ہونا بہت ایذا دیتا ہی سب کام بند ہین جو تم ہوتے تو حرج کار ہوتا دیکھیے اگر منظور
خدا ہی تو کوئی صورت نکلی آتی ہی مین نام اُن راجہ کا تمھارے پاس بھیجتا ہون مشفق

کرکے بخط جلی گلزار تیار کرنا نام کو صحیح کرلون تو لکھون بہت ٹیڑھا نام ہی کبھی سنا ہوگا
اور یہان خوب یاد آیا جمعہ کا دن آٹھوین تاریخ میر منصب علی صاحب سے بنارس
جاتا تھا راہ مین ملاقات ہوئی وہ تلاش مین ہمارے سرگردان وخراب تھے محمد سجاد
کا کہین پتا نہین لگا پھر اُسدن سے ملاقات نہین ہوئی جیسا بلرام پور کے راجہ کا
نام لکھا تھا ویسا اسکو بھی لکھنا مرزا پوش پالی کچھ پتی راج مہاراج فتحی رام
منہ مو سلطان دام شوکتہم زیادہ دعا

رقعہ عزیز از جان سعادت و اقبال نشان اللہ تمکو بصحت و عافیت سلامت
رکھے بعد دعاے صحت و سلامت اور دیکھنے کی تمنا کے تحریر حال ہی خط تمھارا یکم جنوری
کا لکھا ساتوین ماہ مذکور اور سولھوین رجب چارشنبہ کو آیا مضمون پریشانی بہیرو سامانی
معلوم ہوا سُنو میری جان جب بُرے دن آتے ہین ایسے ہی معاملے صورت
دکھلاتے ہین جس دن سے اُس مرحوم و مغفور نے دنیا سے کوچ کیا ہی سرگردانی
رہی اور آج تک چلی جاتی ہی روز نئی بات سامنے آتی ہی مگر کیا کیجیے اختیار بدست
مختار ہی بندہ بہت مجبور و ناچار ہی لیکن دل کو یہ کہکے تسکین دیتے ہین ؎
چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند — دنیا مقام گذران ہی جو حال ہی رواں دواں ہی جو شادی تھی
تو غم کیا رہیگا ایک طور پر زمانہ کیا رہیگا شکر ہی تمنے مثل سنی ہوگی بُرے کی برائی سے
ڈریے آدمی کو استقلال بہر حال ضرور ہی کہ پروردگار رحیم ہی غفور ہی مرزا کلو بیگ
صاحب کا حال اور مآل سُنکے سوچکے جیسا سچ گذرتا ہی خدا جانتا ہی بڑی وجہ یہ ہی
کہ قریب ہمکو بھی یہی سامنا ہی اُسوقت کا خوف کسیکو نہین ہوتا بُرا وقت آہی کام
ہو کہ نہ باپ شفیق روک سکتا ہی نہ مادر مہربان کا بس چلتا ہی نہ عزیز و آشنا یگانہ و بیگانہ
کام آتا ہی نہ اولاد سے کچھ ہوسکے نہ مال و لشکر پنجۂ ملک الموت سے بچاتا ہی عجب رستہ
سخت دشوار گذار ہی نہ راہ سے واقفیت نہ بدرقہ نہ راہبر یار نہ مددگار حساب کتاب
کا خوف گناہون کا پشتارا منزل بھاری غفلت کی پشیمانی و شرمساری یہ تماشا دیکھیے کہ
اسکا وقت معین نہین کون جانے ابھی آنکھون کے سامنے ہوگئے داغ فرقت دل پر دھر گئے

ہم جانتے تھے انکے سامنے ہم مرینگے یہ نہ سمجھے کہ یہی پہل کرینگے شعر پیر جیتے ہین جوان مرتے ہین + آپ جو چاہتے ہین کرتے ہین + سواے شکر اور صبر چارہ نہین اور ہان بھائی سہو کا حال مفصل معلوم ہنوا یہ عشق کا کسکی جانب اشارہ تھا مین نہ سمجھا اگر حال ہی تو اُسکا مشہور یہ حال ہی کہ تپ رہتی ہی چار چار پانچ پانچ مہینے لوگون کو بخار رہتا ہی جب وہ مرض دور ہوا صحت ہی اُسکی کیا دہشت ہی اور یقین ہی علاج حکیم احمد علیخان صاحب کا ہو انکا حال ابتدا سے آج تک لکھوا اور تپ کا رنگ مزاج کا ڈھنگ کہ کیونکر آتی ہی اور غذا کم ہی یا بدستور چلی جاتی ہی اور کب تک حرارت رہتی ہی یہ سب حال مفصل حوالۂ قلم کرو اور مرزا کلو بیگ صاحب سے تو ہم ناامید ہو چکے ہین جو مرضی خدا انصاف کرو بھائی اب ہمارے جینے کا کیا بھروسا ہی غضب یہ ہی کہ ایسے دنون مین ہم شہر بیگانہ مین پڑے ہین یار نہ آشنا سوا ذات خدا اور آنکھونکا یہ صدمہ ہی کہ لکھا نہین جاتا کبھی ہاتھ کانپنے لگتا ہی کبھی نظر نہین ٹھہرتی دو دو دن مین ایک خط تمام ہوتا ہی تمھارے دور ہونے سے کمر شکستہ ہین کوئی اتنا نہین جو ہم کہین وہ لکھدے اور میر محمود صاحب سے بعد سلام نیاز ہمارا حال کہدینا یکم جنوری سے ریل جاری ہی دو ایک آشنا عظیم آباد تک ہو آئے سو روپیہ کی ہنڈوی تمھارے پاس آتی ہی اسّی روپیہ تم لینا بیس روپے مرزا کلو بیگ صاحب کو دینا اور یہ کہنا خدا کو یاد کرو وہ بڑا قادر ہی ہر شی کا وقت مقرر ہی اگر زیست باقی ہی اچھے ہو جاؤگے کونسا مریض ہی جسکو صحت نہین ہوئی اور خدا جانتا ہی ہم مجبور ہین نہین تو اتنا عرصہ بھیجنے مین نہوتا اسی روپیہ کی امید مین اتنے دن گذر گئے اب خدا گواہ ہی یہ روپیہ قرض لیکے بھیجے ہین پانچ روپیہ میرزا امام علی ستان کو دینا اسکا جواب جلد آئے گا تو مفصل اپنا حال لکھونگا ابھی سے لکھنا شروع کردونگا یہ ہنڈوی روکڑ ہی چوک مین گنگا دین اور شیو دین مہاجنون کی دکان سے لینا فقط

رقعہ ۷۔ نور چشم عزیز از جان سعادت و اقبال نشان مدا اللہ عمرہ و مزید قدرہ بعد دعاے صحت و سلامت و تمناے دیدار فرحت آثار واضح ہو ۲۱۔ شعبان کو تمھارا خط مع صندوق آیا تھا جواب اسکا روانہ کیا آج چودھوین رمضان کی ہی انتظار

رہا خط نہ بھیجا اور میان ستو خان تو گویا جان نہ پہچان اجنبی انسان تھے ہرچند تمسے بہت تاکید کی تھی کہ مہینے مین تو ایک خط لکھنا تمھارے خیال مین نہ آیا ہمارا عجب حال ہی اکلوتون کا ہردم ملال ہی روز نظر لگی کرتی ہی طبیعت برہی کرتی ہی دیکھیے منظور خدا کیا ہی لازم ہی کہ بمجرد دیکھنے اس خط کے اپنی خیریت کا حال کلکتہ کا آل جواب وسوال لکھو معلوم نہین وہ جو تنخواہ کے باعث تھے انکے پاس سے کچھ جواب آیا یا نہین آیا سرشتہ دار نے وعدہ کیا تھا کہ آیندہ مہینے مین جواب باصواب آئیگا زر معلومہ ملجائیگا تم انکے پاس بھی کبھی جاتے ہو یا نہین اور کپتان صاحب سے ملاقات کا قصد تھا وہان گئے گیا ہوا یہ سب حقیقت لکھو اور اسمین کوشش کرو یہ روپیہ ضرور ملیگا کوئی حاکم فریاد رس سنیگا اگر غفلت کروگے عرصہ زیادہ کھنچیگا تو کسی کا کیا بگڑیگا تمھارا ہی نقصان ہی اس زمانہ مین یہ روپیہ تھوڑا نہین اسمین بہرکیف سعی کرنا شرط ہی اور عملۂ عدالت سے ملاقات بہت ضرور ہی الله نے تمکو سب طرح کی لیاقت عنایت کی ہی ایسا نہین جسکے پاس جاؤ اور تمھارا پاس نکرے اپنا فخر نہ سمجھے مگر بھائی مشقت شرط ہی گھر بیٹھے یہ باتین نہین ہوتین دیکھتے ہو دو دو روپیہ کیواسطے لوگ کیا کیا کرتے ہین کس وناکس کی التجا کرتے ہین محنت وکوشش عجب شجر میوہ دار ہی جب ہم چاہین کہ مسند بزرگی پر بیٹھین اور تاج سرفرازی سر پر رکھین تو کمر ہمت چست باندھکر کوشش اور محنت پر اپنی ہمت مصروف رکھین جد وجہد سے توفیق یزدانی دروازہ سعادتمندی کا کھولدیتی ہی جو کوئی علم محنت ومشقت بلند کرتا ہی تاج دولت سے سربلند ہوتا ہی بے نیش محنت نوش نعمت ہاتھ آنا دشوار ہی عالم امکان کا اسی پر دارمدار ہی یہ ہماری باتین کام آئینگی بہت یاد کروگے اور ہم تو قبر مین پانون لٹکائے بیٹھے ہین آج نہین کل آپہنچا سامنا ہی تمکو خدا سلامت رکھے بہت دنون زندگی کرنا ہی خوش نصیب ہو سب کچھ ہاتھ آئیگا روپیہ پیسا یار وآشنا مگر ہمارا افسوس رہجائیگا ہمکو نپاؤگے اسوقت پچھتاؤگے دنیا مقام گذران ہی جو ہی رواں دواں ہی بقا بجز ذات خداوند قدیر دوسرے کو کہاں ہی یہ سب کچھ دیکھا اور دیکھتے ہو خواب پریشان ہی لیکن خلقت مردہ پسند ہی

دنیا جاے پر ہرگز نہ ہو یاد رکھو اپنا محبت کرنیوالا نہیں ملتا دیکھو گو برسوں جدا رہتے تھے
مگر یہ خیال تھا کہ یہ شخص ہمارا خواہشمند ہے اسکا سہارا تھا غمخوار ہمارا تھا اب صبر کرلتے
ہیں نہیں پاتے ہیں لہذا ہمارا جینا غنیمت جانو خبرگیران رہو یہ نہیں کہ بھول جاؤ
دس برس کا دشمن نہیں ملتا نہ کہ تمام عمر کا غمخوار ستّو خان کا حال لکھنا آتے ہیں
یا زبانی کہانی سناتے ہیں تمسے کہا تھا منشی مقصود علی صاحب کے پاس گہ وگاہ جاتا
یہ لوگ بھی انتخاب ہیں نایاب ہیں خیر و شر کی صلاح لینا جو بہتر ہوگا بتائینگے کم و زیادہ
کبھی لب پر نہ لائینگے ہماری طرف سے تسلیم بعد تکریم عرض کرنا مولوی یعقوب صاحب
سے آمد و رفت رکھنا یہ لوگ بھی بیمثال ہیں اور جناب معلی القاب مرزا جان صاحب کی حقیقت
تو لکھو کیونکر ہیں کیا کرتے ہیں غرض کہ سب کیفیت مشرح لکھ بھیجو میرزا امام علی کا خیال رکھنا
جو اطاعت کریں دس پانچ دن کے بعد رحمان آتا ہے خدا نے چاہا تو جو تنخواہ ان سب کی
باقی ہے بھیجدونگا برخوردار واحد علی کو پیار کرنا گھر میں دعا و سلام

رقعہ جان من راحت روان من لخت جگر نور بصر اللہ سلامت رکھے بعد دعاے
صحت و ترقی مدارج دولت واضح ہو عرصہ دراز زمانہ بسیار منقضی ہوا کہ تمہارا خط فرحت نمط
نہیں آیا اور جسدن تمنے برخوردار احمد علی کو خط لکھا تھا میرزا مراد علی کے طلب میں اُس
روز جواب میں منے روانہ کیا تھا اور چند امر ضروری لکھے تھے غالب ہے کہ مہینے سے عرصہ
زیادہ گذرا صداے برنخاست معلوم نہیں کہ سبب اسکا کیا ہے یا جواب بھیجا ہو تو یہان نہ آیا
اسقدر جواب کو تامل ہوا کیون تساہل ہوا اب مضمون تازہ یہ ہے کہ کلکتہ خط بھیجے مجھے
حیران و پریشان ہوگیا آخر کی تحریر یہ تھی کہ میرزا احمد علی کے نام کا سارٹیفکٹ اور میرے نام کا
مختارنامہ بھیجو تو روپیہ ملیں چنانچہ سارٹیفکٹ مع دستخط اور جو جو مدارج تحقیقات ہوئے
تھے سب لکھوا رکھے ہیں مختارنامہ کی صورت یہ ہے کہ اُنھوں نے لکھا تھا ہم مسودہ
بھیجینگے اُسپر دستخط ہوکے جب آئیگا روپیہ ملجائیگا چنانچہ پندرہ دن تک اُس کا
انتظار رہا جب وہ نہ آیا میرا دم گھبرایا دوسری صورت یہ ہوئی کہ بنارس دو مہینے
کی قبض بھیجی تھی اور مہاراج بہادر نے اکیسو بیس روپیہ کی پروانگی دی تھی دونون

مین نے کچھ نہ آیا نوبت تکلیف کی ہوئی دس بارہ دن سے طبیعت بہت پریشان تھی
آخرش تنگ ہو کے ۲۲ جمادی الاول یوم پنجشنبہ قریب شام ڈاک پر سوار چل نکلا
نماز کے وقت لکھنوئے گانون مین اترا پہر دن چڑھے قطب الدولہ بہادر سے ملاقات
ہوئی کچھ دن رہے میان آل احمد کے گھر آیا رات وہان بسر کی صبح کو مفتی گنج مرزا حسین بیگ
صاحب کے مکان مین آیا ہفتہ کا دن تھا منگل سے پھر کہین نہ گیا طبیعت بدمزا ہی
درنبولا کئی عارضے پیدا ہوئے ہین چنانچہ کل دوشنبہ تھا فی الحال آج بھی قصد ہے اس سے
فرصت کر کے پھر کسی سے ملاقات کرونگا آج کل سکندر بیگم صاحبہ والیہ بھوپال یہان
آنے والی ہین مجھے دریافت کیا تھا اگر ملاقات ہوئی تو بےسود نہوگا بہرکیف عنقریب
بنارس چلا جاؤنگا میر مراد علی جانے انکا کام جانے چلتے وقت جو کہنا ہی کہہ جاؤنگا عمل کیا
تو خیر نہین بخدا اسوینا حماقت بڑی یہ ہوئی کہ بیفائدہ انتظار کیا اور تم تک نہ آیا یہ بڑی
حسرت رہی اور جب تک ملاقات نہوگی یہ دل سے نہ نکلے گی اسواسطے بہت باتین ایسی
ہین کہ وہ سوائے تقریر لکھنے کے قابل نہین قسمت سے مجبوری ہی فلک نے نہ چاہا اور
تمھارے خط لکھنے سے اور خلجان بڑھا ہی کہ خدا جانے کیا ماجرا ہی گو تمنے نہین لکھا مگر مجھکو
معلوم ہی کہ تمکو یارون نے کچھ لکھا ہی سو اسکو یاد رکھنا جو کچھ مین نے کیا ہی کبھی تمھارے
خلاف نہوگا اسواسطے کہ تمھاری طبیعت کا حال مجھکو خوب معلوم ہی کہ دو سے چار سے
روپیہ تک تمھاری نظر مین دو جا پیسے ہین کبھی خیال نہین آیا کہ کیا ہین کیسے ہین اگر تم بھی
ہوتے تو ایسا ہی کرتے انشاء اللہ تعالی کانپور سے بنارس جب جاؤنگا جمع خرچ
کی فرد تیار کر کے تمھارے پاس بھیجدونگا اسکو دیکھ لینا اور تو جو کچھ ہوا سو ہوا
حویلی کے ڈہ جانے کا یقین ہی کہ اس سال تم نہ آئے تو یہ بیٹھ جائیگی چنانچہ اس
اخیر طوفان مین تمھارے کبوتر جہان رہتے تھے وہ سیڑھی سب بیٹھ گئی اور دروازہ
پر جو مکان تھا زمین دوز ہوگیا کوٹھے کا درجہ جو تمھارے روبرو گرا تھا بدستور
تھا اب یہان ہفتہ عشرہ اور قیام ہی جب بیگم موصوف یہان سے چلی جائینگی
مین بھی کانپور جاؤنگا اسپر بھی جو کوئی سواری ایسر آئے تو عزم ابھی تک تمھارے

پاس آنیکا ہی یا تنخواہ آگئی تو وہان آیا وگرنہ ؎ اے بسا آرزو کہ خاک شدہ
باقی خیریت ہی ۲۹ - جمادی الاول ہ - ہجر

رقعہ ۶۹ نور چشم راحت جان سعادت و اقبال نشان مد اللہ عمرہ و مزید قدرہ بعد دعاے صحت و سلامت اور دیکھنے کی تمنا کے کہ عالم الغیب اس سے آگاہ ہی کشش دل گواہ ہی واضح خاطر ہو وقت روانگی گونڈہ جو خط تمنے بھیجا تھا وہ آیا مگر اسکا منتظر تھا کہ تمھارا وہان داخلہ اور مقام قیام جو دریافت ہو تو خط لکھے لہذا ۲۲ تاریخ محرم کی اور یکم اگست پنجشنبہ کا دن تھا کہ دوسرا خط تمھارا آیا خدا شاہد ہی کہ جیسی مسرت حاصل ہوئی پروردگار تمکو ہمیشہ سوا اپنے کسی کا محتاج نکرے گا انشاء اللہ عنقریب ترقی ہوگی ہر چند کہ تمھاری طینت اور طبیعت کا حال مجکو خوب معلوم ہی کہ تمھارے نزدیک دو سو چار سو کی حقیقت کچھ نہین یہ گروہ جو حاکم ہین انکو اس بات کی کد از حد رہتی ہی اور جو تقدیر مین ہوتا ہی بہر کیف ملتا ہی بلکہ ؎ گر نہ ستانی بہ ستم میرسد *
رزاق مطلق نے ہر فرد بشر کی روزی وجہ حلال سے قسمت کی ہی اگر طمع حرام نکرے بذریعہ حلال پہونچے گی کوئی بندہ نہین مرتا ہی جبتک اپنا پورا رزق کھا نہ چکے پس مناسب ہی حرام پر نظر نکرے جو دولت خلاف طور بے مشقت حاصل ہوتی ہی جلد زائل ہوجاتی ہی اور جو نعمت بوجہ حلال قوت بازو سے دستیاب ہوتی ہی قدم ثبات جاتی ہی جب ایسا دینے والا خالق موجود ہو تو انسان کو لازم ہی کہ اُسی پر نظر رکھے احتیاط آٹھ پہر رکھے نیا عملہ نیا معاملہ ہی جب اس گروہ کو اعتماد ہو جاتا ہی پھر مفسدون کا کہنا انکی خاطر مین نہین آتا ہی دوسرے تم قانع ہو پچاس روپیہ بہت ہین آیندہ سمجھ لینا دوسرے پیادے یا جمعدار نائب کوتوال جو تحت حکومت ہون انسے آشتی اور نرم زبانی سے پیش آنا کہ یہ رام رہین بندہ بیدام رہین مگر سمجھے رہنا انکی اطاعت پر بھولکے راز دار نکرنا اس زمانہ کی خلقت بیوفا نا آشنا ہی غرض پر غلام ہین پھر نطفہ حرام ہین کارپرداز کو چار کام ضرور اختیار کرنا چاہیے اول سرکار کو اپنے حسن انتظام اور خیر خواہی کے التزام سے راضی رکھے دوسرے بناے کار راستی اور امانت پر رکھے جھوٹ

فریب سے اجتناب کرے تیسرے شعلۂ خشم و غضب کو آب حلم و بردباری سے بجھاتا رہے
حرص و طمع کو نفس پر غالب نہونے دے جو حادثہ پیش آئے اُسمین ثابت قدم رہے چوتھے
جسطرح اپنے نوکر سے امید نمک حلالی اور وفاداری کی رکھے اُسیطرح سرکار کا کام انجام
دے یاد نہین کس کس نے دغا کی بیوفائی کی کیسی کیسی کج ادائی کی اس عصر کے آدمیون
سے ڈرتا رہے حذر کرتا رہے دوسرے باغیون کی خبر سے پریشانی ہوئی میری جان سمجھ
بوجھکے یہ قول سعدی ہے ؎ گرچہ کس بے اجل نخواہد مرد تو مرو در دہان اژدرہا
سپاہ گری اسکا نام نہین کہ امجد علیخان کیصورت آگ مین کود پڑے تم جانتے ہو ہم بھی کبھی
ڈھال تلوار باندھتے تھے اور وہ کام کرتے تھے جسمین صدہا مرتے تھے ہاتھ منھ کٹتے تھے
بڑھے ہوون کے دل بیٹھتے تھے اسکا تکلف یہ ہے کہ خود بچے حریف کو مارے
ہمت کہین نہارے اور یہ خیال رکھے کہ قضا کا وقت مقرر ہے وہ کبھی نٹلے گا رستم کا بس
نہ چلیگا کہ خدا فرماتا ہے اِذَا جَآءَ اَجَلُھُمۡ لَا یَسۡتَاۡخِرُوۡنَ سَاعَۃً وَّلَا یَسۡتَقۡدِمُوۡنَ
یعنی جو تمھاری اجل کا وقت معین ہے اُسمین ایک لحظہ نہ دیر ہوگی نہ جلدی ہوگی اور
جسوقت وہ آئیگی لَوۡ کُنۡتُمۡ فِیۡ بُرُوۡجٍ مُّشَیَّدَۃٍ اگر اژدہات کے برج مین ہوگے تو بچوگے
لیکن یہ بجا ہے کہ دانستہ کنوئین مین کود پڑے نہ مرا ہاتھ پانون ٹوٹ گیا بیکار ہوگیا پس
انسان کو لازم ہے کہ ہر دم عنایت خدا پر نظر رکھے دوست دشمن کو دیکھتا بھالتا رہے
اڑی کڑی ٹالتا رہے ہان نیک نامی کی موت کو بدنامی کی زندگانی سے بہتر سمجھے کہ نام اُسکا
قیامت تک صفحۂ روزگار پر باقی رہے کردار نیک چلنی کو ذخیرۂ ابدی تصور کرے اسکے
علاوہ ہماری ضعیفی کا خیال رکھنا ہمکو خدا کے بعد تمھارا سہارا ہے غور کرو دنیا مین کون
ہمارا ہے تم نزدیک رہو یا دور رہو برس دن نہ ملو واللہ اسکا عالم ہے کہ ہماری جان ہر آن
تمھارے پاس ہے اور یہ بھی خوب جانتے ہو کہ لینے دینے کے مقدمہ مین جو ہمکو ہوس ہے
وہ ہمارا خدا بس ہے اللہ وہ دن کرے ہزار ہا روپیہ تم بانٹو لوگونکو وہ ہماری عین خوشی
مسرت کی بات ہے ہماری الفت یہ نہین کہ کچھ ہمکو دو یہ جانتے ہین کہ فقط تم ایسے ہو
کہ ہمکو محتاج نہ دیکھ سکوگے جیتے بید ست و پا ہون گے ہماری خبر لوگے لیکن تقدیر کو

کیا کرین تمھاری مفارقت بیقرار کرتی ہی اسمین اختیار نہ تمھارا نہ ہمارا ہی مشیت ایزدی مین
کسکو چارہ ہی ورنہ تمکو آنکھون سے نہان نہونے دیتے ہم کہین تم کہان نہونے دیتے ایک
تمھارے خط نہ لکھنے سے کیا کیا طبیعت بگڑگئی کہ اب کبھی نہ لکھین گے مگر جی مین نہ آیا پھر لکھا اور تمام سن مین
اسوقت خدا جانے کیا جی مین آیا جو یہ کلمے تمکو لکھے اسواسطے کہ اب ہم چراغ سحری ہین پیر رہگذری
ہین ایسے وقت مین تمھارا جدا رہنا دل دکھاتا ہی کہ موت کا وقت مقرر نہین اختیار بشر نہین اور
بہت سی باتین لکھنے کے لائق نہین جو خدا نے باہم کیا تو موقوف بملاقات ہین مگر خدا
کیواسطے مہینے کے بعد خط تو لکھتے رہنا کہ وہ تسکین کا باعث ہوگا دہنے شانے
مین پھوڑا ہوا تھا بہت تکلیف دی آب بایان بائون سوجا ہی کچھ کچھ شغل چلا جاتا ہی
جس دن سے تم خط لکھکے چلے گئے کانپور کی خبر نہین ملی حکیم حفاظت حسین صاحب
تمھارے آشنا جو کانپور مین تھے اُنھون نے لکھا تھا سب اچھی طرح ہین زیادہ دعا

تمت

رقعات فارسی مرزا مرحوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رقعہ ۵ جناب خانصاحب مجمع خوبیہای بیکران شفیق مخلصان دام لطفہم

نالہ را ہرچند میخواہم کہ پنہان برکشم * سینہ میگوید کہ من تنگ آمدم فریاد کن * داد از بیمہری چرخ شعبدہ باز فریاد از نیرنگی این حیلہ ساز کہ ہردم داغ نو بر زخم کہن می نہد و ہر ساعت تفنگ جگر خراش سر می دہد خلاصہ سرای سپنج بجز آفت و رنج ندیدم بلاے نیست کہ پامال خزان شدہ بر باد نرفت و دامن و گریبان نہ کہ مثل کتان بدست ظلم پارہ پارہ و تار تار نگشت نخلے نوخیز نہ کہ در بوستان جہان سرکشید بے گل و بار بآرہ نرسید و ہزارہا ثمر نارسیدہ از صرصر حوادث بخاک فنا غلطید دلی نماندہ کہ مثل لالہ داغدار نہ و خاطرے کو کہ خار خار نہ الا بینندگان تنگنای و سمت را بجز صبر و شکیب چارہ و سرگردان کوی ناکامی را سواے سکونت یارا نیست خلاصہ این سمع خراشی و نمک بر جگر پاشی آنکہ بتاریخ سیزدہم شہر ذیحجہ سنہ ۱۲۶۳ھ یوم یکشنبہ آرام خاطر بیقرار و تسکین بخش دل پر اضطرار بعارضہ سابق الذکر ازین جہان گذران رخت ہستی بر بست کوہ الم آن مغفورہ جثہ ضعیف مجور را بشکست تحریرش دست و خامہ لرزان و

طبیعت سوداز دہ خلجان بخدائے عزوجل درین مدت العمر این چنین سانحہ جانکاہ برمن بلا نصیب نگذشتہ بود کہ دفعتہً رو نمود ہر چند کہ از عرصۂ دو ماہ امید زیست نماندہ بود چراکہ بعارضۂ دہ ماہ خاک کوچہ وبرزن بیختم وبرسر ریختم سود ی ننمود الا این ندانستہ بودم چراکہ تا نصف شب بگفتگوی این سود آن سو بسر بردم بلکہ نماز تہجد ہمان مغفور رہ بیدارم کنانیدا ینقدر وقفہ بمیان آمد کہ بندہ نماز میخواندہ ہین کہ بسلام رسیدم دریجا قصہ تمام شد ہنوز مثل مجانین شب وروز بسر میکنم وتمام عمر این ماتم از دلم نخواہد رفت کہ بدست آمدن موافق مزاج درین زمان سخت محال ست ودیدہ باید کہ تا کجا این بےکیفیتی سد ساعتے بجز گریۂ وزاری کاری ندارم وامریکہ برای تفریح تجویز میکنم موجب مزید قلق و پریشانی میشود وکارے کہ پے دفع خلجان تشخیص میکنم صد ہزار مد خفقان میکند خواستہ بودم کہ ترک شہر ودیار نمایم مگر بموجب فہمایش چند غمخوار مجبور بگوشۂ عزلت نشستہ در رابروی احباب بستم سانحۂ تازہ اینکہ بآخر فیجہ در کانپور طبیعت مردمان خانہ سخت علیل شدہ بلکہ نوبت بکوچ رسیدہ بود چراکہ ہفت روز بیدانہ وآب بر بستر بسان نقش بوریا ماندند از صبح وشام خبری نبود دید بریافت این حال مجبور وناچار بتاریخ ہفتم شہر محرم بکانپور رسیدم و بعد سیزدہ صفر بشہر طرز ندگی عزم لکھنو دارم آیندہ مرضی مولی از ہمہ اولی ہمین سبب در ارسال جواب عنایت نامہ توقف بمیان آمد ودرین عرصہ از اخبار صحت مزاج مبارک اطلاع بہم نرسید دل خیریت طلب زیادہ آشفتہ گردید لہذا بادراک خیریت عریضہ مرسل خدمت فیضدرجت نمودہ ام امید کہ از کیفیت ایجا مع صحت وسلامت مزاج مبارک وحال صحت خداوند نعمت یعنی نوابصاحب بہادر ستم رسیدہ را مسرور ومبتہج فرمایند وقصور عدم تحریر بخیال این مصیبت معاف فرمودہ بنظر عنایت والطاف بدستور قدیم برحال من آلام کشیدہ ومصرصر حوادث دیدہ مبذول دارند وعذر پذیرا فرمایند کہ از

دست زمانہ مجبور وناچار بودم وہستم والسلام

رقعہ ۲۵ گل گلزار خوبی سرو جوی بار محبوبی نخلبند چمنستان دوست نو باوۂ گلستان محبت عشوہ سنج وکرشمہ ساز ہمہ تن سحر سراپا اعجاز زاد لطفہا از عندلیب گرفتار دام محرومی

و دور از گلزار قمری پر آلام شومی مهجوران یار که تخلص عمگینش خوشنودی طبع صاحب بست
بعد گلدستهٔ سلام و شکوهٔ بخت نافرجام واضح باد تشریح اشتیاق ملاقات و بیان آن زمے
حرف و حکایات خامهٔ خشکیده زبان راچه یارا که به حیز تحریر آرد و تمنای جوش و خروش
هم آغوشی و هوس کنار و بوس گرمجوشی دست این همدست انده و والم راچه مجال که
برنگارد همه ستم دوری و فسانهٔ مهجوری موقوف بملاقات داشته بمدعاے ضروری
می پردازد للّٰہ الحمد که جان زار در سینهٔ بیقرار تا تحریر رقیمهٔ وداد شاد نا شاد با میدروز
وصال باقیست هنگامیکه چشم منتظر مانند دیدهٔ نرگس بشاهراه باز بود و طالع برگشته را
با مساعدت ساز بود که یکایک قاصد صبا رفتار خجسته پے مع مهربانی نامهٔ محبت طرازه ورود
نمود و پای قاصد را که بکوی تو رسیده بود بسر نهادم و چشمش را که روی تو دیده بود بجگر
بیتاب و دل پر اضطراب جا دادم مصرع تلطف نامه را چون برگشادم ؎ عجائب و غرائب
بنظر آمد سطور پیچان چون زلف پریشان و مضمونش تسکین بخش دل و جان ز نے
غلط کردم خط نبود مرهم کافور جهت زخم سینهٔ سوزان و هر حرفش نقش خاتم سلیمان بود
عجیب حالم شد که از فرط بیتابی دل وارسته و تسلی خاطر پریشان و خسته ــ کبھی
رکھتا تھا اُسکو چشم تر پر کبھی دل پر کبھی دل سے جگر پر کبھی سینہ پہ مین رکھتا تھا اُسکو
کہ بیتابی سے کچھ تسکین تو ہو ؎ غرضکه دیدهٔ کور را نور و خاطر غمگین را سرور بخشید و دمی
دل بریان و خاطر پریشان روی راحت دید جناب احدیت باین یاد فرمائی خود رفتگان
غریب الوطن گرفتاران رنج و محن با خاطر شگفته و شاد و بمقرین مطالب و مراد داشته
به مقاصد دلی رساناد و بتصدق ائمهٔ معصومین علیه السلام وصال آن گلفام نصیبم کناد
عزم سفر به بستم ربیع الثانی و تشریف ارزانی فرمائی باین سمت ویرانه نوکر زخامه محبت
شمامه بود بخداے عزوجل که همین صورت زندگانی این گم کرده خانمان ست
اگر عنایت سابق آنصاحب را بایفای وعده آورد زیست دوباره حصول باشد اگر
نالهٔ نیم شبے و مناجات سحری پریشان خاطران بدرگاه دادرس قبول شد چه عجب
از بنده نواز نیست که بهمین راه بهر سمت که خواهند تشریف برند و درین شهر قدم رنجه

فرمایند با قرب وجوار این دیار رسیده من مهجور را طلب نمایند ؎ چه خوش بود که
بر آید بیک کرشمه دو کار ع شاهان چه عجب گر بنوازند گدا را ؎ برای خدا و رسول این
عرض قبول گردد و گرنه بسر مبارک هرگز بے ملاقات غمخواروی وطن نخواهم دید و بهر جا که
صاحب خواهند رفت ازینجا خواهم رسید بار عنان شبدیز خامه ازین سمت معطوف
ساخته شمه حال پر ملال می نگارم ؎ نه چین جی کو نه تاب دل کو نه خواب چشم پر آب مین هے
غم جدائی سے جان میری عجب طرح کے عذاب مین هے ؎ موسم تنهائی عالم بے سروپائی باعث
هزاران آلام و به کشمکش رنج و غم و اندوه و الم جان ناکام ؎ نه مونسے نه رفیقی نه همدمے
دارم ؎ حدیث دل به که گویم عجب غمی دارم ؎ روزم به اندوه و الم و کوچه گردی بسر
میشود و شب هجران بکثرت غم و تعب هرگز سحر نمیشود تمام شب بیداری و اختر شماری
با نالهٔ جانکاه و فغان و آه با گریه و زاری باین ذلت و خواری ایام گذاری ست رحم
بحال زارم و دل بیقرارم ضرورست که این بے سروسامان از دل نالان مجبورست
بکسی طور نمی فهمد بخدائے که گدائی رهگذروی آنصاحب بهتر از شاهی مفارقت ست
خداوندا که بمقسوم من سرگشته چیست که بجز خیال محال وصال دیگر پیش نهاد نیست و هر دو
جهانرا فراموش نموده بجز صورت دلفریب یاد نیست لله یکبار دیگر جلد از ملاقات خود شاد
نمایند و خاک این آوارهٔ کوی ناکامی را بصحرا نوردی برباد نفرمایند حالم لائق شنیدنی
و رویم قابل دیدنی شده اگر ملاحظه خواهند فرمود چه عجب که عجب کنند اگر هزار جزو نویسم
سطری هم از دفتر مهجوری و مصائب دوری تسطیر نشود مجبوری خامه برداشتم

رقعه ۳ عزیز القدر راحت جان سعادت توامان میرزا احمد علی سلمه الله تعالی
بعد دعا واضح باد دستم دم تحریر خط می لغزد خلاصه اینکه بروز پنجشنبه بست و ششم
شهر شعبان میر نصیر صاحب نزد فقیر آمده حال خرابی مقدمه بیان کردند بخدا که هوش
و حواس بجا نماند اینهم خوبی قسمت ست دیگر چه نویسم اگر شرح خرابی غفلت آن
نور چشم نویسم نمک بر جراحت ست ازین چه سود که دست از کار و کار از دست رفت
مگر بر گفته میر صاحب انچه شد شد تمام شهر از یگانه و بیگانه بفضل لله میدارد و احدی نظر نمی آید

که صلاح نیک و بد آخر کار تدبیر آن چه فهمیدند حالا میر دائم علی صاحب و منشی صاحب چه میگویند
و کدام تدبیر ست که آبرو باقی ماند آنرا مفصل بنویسند و حالا هنگام آن نیست که راه خط
ننوشتند بالفعل اگر هر روز نباشد بعد دو سه روز ضرور کیفیت مفصل و مشرح ما بنویسند چراکه
انچه فرد امانت نویسانیده بتهانه دار بود آنهم موجود نیست و صاحب بهادر بر کوه سیاتو بنام
کدام کس ڈگری جاری شده است و مهلت چند روز ست و مدعی کجاست همه حقیقت
تفصیل وار تحریر نمایند برای همین روز سیاه میگفتم که باهم معامله خوب نیست این بزرگواران
ضرر خود فهمیده نخواستند که فیما بین تصفیه شود سخت قباحت بنظر می آید لهذا درین پریشانی
و حیرانی انچه در عقل ناقص آمده است مینویسیم بعمل آرند اگر موقع و مصلحت باشد صادق علی
وکیل که بنده زر ست این را الطمع جانب خود باید کرد دیگر میگوییم که خود مع صاحب معامله
درینجا بیایند چراکه درینجا طاقت نیست که این معامله سماعت شود و انچه اسباب
نویسانیده بتهانه دار بود معلوم نیست که سپرد کرنیل صاحب بود یا ذمهٔ دیگر و از دزدی
چه قدر کم شد با هیچک نیست علاوه برین همه خرابی شراکت ست و گرنه بشما چه کار لاکن حالا
کناره نمودن هم مصلحت بنظر نمی آید و از جوانمردی نیز بعید است معلوم نیست که اطلاع
این معامله به کرنیل صاحب شد یا نه نوشته اند و از روزیکه روانه شده‌اند کدامی خط یا رسید از جا
نوشته اند یا نه والله برای خدا و رسول غصه را راه ندهند که عقل را خبط میکند مثل
مشهور ست که "گدھے کو اپنی غرض پر سالا کہتے ہیں" از دوست و دشمن درینوقت
آشتی ضرور ست اگر فضل الهی ست بعد فهمیده خواهد شد حالا همین موقع ست که از
یگانه و بیگانه نرم گفتاری و خوشامد مصلحت ست دوم آنکه چنان نشود که بباعث اضطرار
زر نقد بکسی دهند تا که اطمینان کامل حاصل نشود اعتبار چیست انچه باقی بود رما لان بردند
عجب رنگ زمانه ناهنجار و طریقه مردمان بد شعار ست که در هیچو محل بصورت دوست
آمده میگویند که اگر دو چهار صد روپیه صرف شود چنان و چنین میشود در قرب هیچو
کسان نباید رفت که باغ سبز معائنه می کنانند دوست صادق کجا هرچند با سباب
ظاهر میر نصیر صاحب سخنان دوستانه و دلسوزی نمودند مگر فی الجمله شکایت

کرایه مکان و تقاضای چپیدی ناگوار شد لهذا انچه کنند خوب فهمیده و هر قدر که وقت
فرصت است حالا در غفلت نباید گذرانید درین روز و شب و تا اینده‌م که قریب
دوپهر روز آمده است تدبیر نیک بجز روپوشی نظر نمی آید اگر موقع باشد برای
چندے درین شهر بیایند بعده فهمیده خواهد شد انچه در ذهن شما یا صلاح کسے
دوست باشد ازان مطلع کنند چراکه به سبب اضطرار عقل من درست نیست یا انچه
در امکان بنده باشد بنویسند که تا جان دریغ ندارم خدا شما را سلامت دارد و من که
بالا بر کتاب نشسته ام امروز نمردم فردا همین معامله در پیش ست و حال دوست و دشمن بنویسند
چراکه همین وقت امتحان ست یعنی کدام ثابت قدم ست کدام از شراکت گریخت
هرچندکه در شراکت نقصان کسے نیست که معامله انگریزیست بجز مدعی و مدعی علیه از
دیگر هیچک سروکار نمیشود البته اینکه کسے دلسوزی نموده کدام فقط برائے خندیدن
موجود شد پس از همین دو سه آدم مثل منشی مقصود علی و میر محمود صاحب و میر دائم علی
صاحب درینصورت مشوره برائے هر شخص پرسیده به بنده بنویسند که چه صلاح
کار فهمیده اند و درین هنگام کسے دشنام هم بدهد او را سلام باید کرد دنیا جائے
آزمایش ست حالا بجز سخن سازی از من چه میشود که حال وقات گذاری تمام و کمال ظاهر
و روشن ست اگر درینوقت چیزے در کیسه خود میداشتم البته مقام امتحان بود حکیم که فلک
کج بار تا اینجا رسانید مگر بخدا که خواب و خور و زندگی حرام ست تا وقتیکه کدام صورت
نجات پیدا نمیشود دیگر در نوشتن خط تامل نباید کرد بر تنهائی شما دلم کباب است کدامی
سرپرست بنظر نمی آید که دلداری شما نماید که و تنها در بلوای عام هستند بجز پروردگار
مددگار نیست بهر حال نظر بر عنایت او باید داشت چراکه هر کسے را که او آبرو و عزت
میدهد ذلیل و خوار نمیکند هر دم مددگار شما خواهد ماند که در حق کسے بد نکرده اید او عالم و دانا ست
ضرر و مشکل آسان خواهد ساخت باضطرار و بدحواسی نباید پرداخت ؎ بے رضای تو
یکے برگ نجنبد ز درخت ؎ اگر تیغ عالم بجنبد ز جاے ؎ نه بُرّد رگے تا نخواهد خدای
بهر کیف رجوع بخدا باید بود که نفع و ضرر در قبضه قدرت اوست اگر در تقدیر همین نوشته اند

چه

مقام مجبوریست وگرنہ یک جہان یک طرف شود بیشتر کندہ نخواہد شد بہر چہ کنید
بدلجمعی واستقلال چراکہ وقت میرود و سخن باقی می ماند ہدایت علی مدة العمر در جعل و فریب
بسر کرد تمام عالم دشمن او بود تا وقتیکہ مقدر بر انگشت کسی بر رو نیامد ہزار ہا روپیہ
صرف نمود و وقتیکہ گردش طالع بر روی کار آید بے سبب بتلای بلا شدہ ودر گذشت
دانا و ہوشیار ہمانست کہ در وقت اضطرار ہوش وحواس از دست ندہد ودوم نزول
آفت و مکروہات ثابت قدم و مستقل باشد رسم ست گاہی ساقی روزگار ساغر کامرانی
میدہد وگاہی زہر ہلاہل بشربت راحت می آمیزد ؎ چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند
اگر ہنگام سرور بحال خود نماند زمانہ رنج وغم ہم بسر خواہد شد عالم شمارا یاد خواہد بود کہ بعلت
خون گرفتار شدم تمام عالم میگفت کہ ازین مخمصہ جان بر نخواہد شد لیکن بفضل ایزدی
آسیبی بمن نرسید تا حال زندہ وسلامت ہستم دیگر تا کجا نویسم از عنایت خدا آن نور چشم
خود فہمیدہ ہستید چنان نشود کہ باعث خوشنودی دشمنان گردد در تنگ زمانہ بیک قرار
نمی ماند بخدای عزوجل کہ عالم ودانا ست ؎ از جان چہ عزیز است بگو آن تو بخشم ہم
لیکن در چنین وقت از دوست و دشمن مدارا داشتنی بر ضرورست حافظ حقیقی نگہبان
شما و جان شما باد انشاء اللہ قریب کفش مخملی میفرستیم لازم کہ جواب جمیع مدارج بنویسند

رقعہ نور چشم راحت دل وجان سعادت تواامان مد اللہ عمرہ ومزید قدرہ
پس از دعاے صحت وعافیت آن عزیز القدر کہ وظیفۂ شام وسحرست مرتسم راے
آن سعادت پیرا باد بناے این عالم ایجاد خراب آباد نقش بر آب است ومعاملات
این بے بنیاد بدتر از سراب است ہر گلے کہ درین گلشن پر حوادث دم سحر بر قباے
خوشرنگ خود خندید تا شام ناکام از جور صرصر حوادث گریبان تا بدامن درید و نخلے کہ
درین بوستان پایمال خزان مثل سرو سر کشید بیک دم از ستم تیر و جفاے ارہ بخاک
ناکامی بغلطید بلبل شوریدہ درین گلزار سراسر خار بے ثباتی گل نالان ست و شبنم
پاکدامن بر نیرنگی چمن بچشم عبرت اشک ریزان باغبان بتماشاے خزان و بہار
با دل خار خار شدہ وصیاد گرفتار دام تحیر وازینہمہ سپہر نیلی فام جگر تفتیدہ ہ

وماه هرماه بصد آلام کاهیده این سرای فانی جای دلبستگی نیست چرا که گذشتنی و گذاشتنی
ست وآماده سفر بصد خوف و خطر محتاج و غنی ست ازین جاے پرمحن خوش قسمتان
کافور و کفن برده اند وگرنه صدها پیر و جوان از مائده این دون پرور بامید
نوش هلاهل حسرت و ناکامی خود زده اند دفترها مملو از ضیا نهاے چرخ کهن ست
که این جای پرآلام مقام راحت وآرام نیست پرمحن ست حالات انبیای ذوی الاحترام
وحکایات اریکه نشینان پراحتشام برای عبرت کافهٔ انام کافیست که درین دارنا پایدار
چه صدمه هاے جانکاه کشیده اند و بمطلب نرسیده اند وعلی الخصوص جناب
خاتم المرسلین وائمه معصومین علیهم السلام که خلاصهٔ کائنات و فخر موجودات ذات
خجسته صفات اینها بود بلاے نیست که نکشیده اند والمی نه که ندیده اند محبوب خدا
جل وعلا که در شان ذات کبریا میفرمایند لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ باعث نمود
این بے بود و سبب خلقت جن وانس ذات گرامی بود بجز شصت مرحلهٔ زندگانی آن مورد
وحی آسمانی طی نکرد کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَکُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّکَ
ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ از عهد آدم علی نبینا وعلیه السلام تا قیام روز قیام هر شئے که خلق
شد و خواهد شد انجامش فناست بقا براے ذات کبریاست ؎ اگر صد سال
مانی ور یکے روز * بباید رفت زین کاخ دل افروز * پس آن بهتر که
دل را شاد داری * دران شادی خدا را یاد داری * دل برین گنبد گردنده
منه کاین دولاب آسیائیست که بر خون عزیزان گردیس رنج والم آن شئے که
عالمی دران شریک باشد نتوان نمود و راهی که رهگذر خاص وعام است
بماتم رهروان بآب آلام بروی خود نباید کشود ؎ عرفی اگر به گریه میسر شدی
وصال * صد سال میتوان بتمنا گریستن * کسی کی مرگ پراے دل نه کیجے چشم تر هرگز
بهت سارویئے اُن پر جو اس جینے په مرتے هین * وازان خوش نصیب تر کدام
خواهد بود که به تجهیز و تکفین مثل آن نور چشم مصروف باشند و بعلق مهاجرت
رخ زیبا از ناخن الم خراشند صدها بے گور و کفن بصد محن زیر خاک با دل پر حسرت

وچاک چاک رفتندگے بجز داغ جگر و شمع سوائے سینہ سوزان میسر نشد متر صد ام
کہ پند پدر پیر بگوش دل وسمع قبول شنیدہ سر رشتہ حبل المتین صبر و رضا از دست ندادہ
تسکین و تشفی دیگران نمایند کہ خوشنودی پروردگار ست اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ
کلام رب العالمین ست جان من جوان و پیر بسان تیر منتظر حکم رب قدیر کمر بستہ نشستہ اند
چرا کہ گام فرسای مرحلۂ عدم ناگزیر ست دیروز کہ چہار شنبہ بود مجمل از خط سید محمود علی صاحب
حال معلوم شدہ بود امروز از خط آن نور بصر تمام کیفیت ظاہر گشت درد پیغام اجل بود
پروردگار عالم صبر عطا فرماید بدلجوئی توجہ ضرور ست کہ بسیار مایوس بود میر مراد علی
از طرف بندہ گفتہ دہند کہ مادر و پدر کسی زندہ نمی ماند ہمین راہ در پیش ست از روزیکہ درینجا
رسیدہ ام بخدا کہ صحت ندارم غلبۂ ریاح و خفقان زیادہ است غذا بے رغبت
میخورم کہ ضعیف نشوم وگرنہ اشتہار کامل نمیشود بخدائے لم یزل و سر آن نور چشم
شب و روز در تفکر و تردد و خیال مرگ پیش نظر ست باید دید چہ میشود عالم تنہائی ست
بجز ذات پروردگار کہ کفیل بے مونس و موانست کسے نیست اگر موقع و محل بدست
می آید برای یک ہفتہ عزم آنجا دارم لازم ست ہر قدر کہ قل ہو اللہ احد کہ برائے
اوشان خواہند خواند ثواب عظیم برائے روح آن مرحومہ و مغفورہ طاب ثراہا
خواہد شد در کتب معتبرہ مکرر دیدہ ام در حق موتی بہتر ازین سورہ نیست درینولا مزاج
سلطان عالم بصحت ست قریب غسل صحت میفرمایند امروز دار و غہ ارباب نشاط
غلام حیدر خان درینجا پس آمد میر عابد علی صاحب بسیار یاد میکنند صبحی کہ پنجشنبہ
است در انجا خواہم رفت یقین کہ تمام جلسہ تاسف کنند درینولا خطوط جلد جلد
باید فرستاد بجمیع کسان دعا و سلام

رقعہ ۵ نور چشم عزیز از جان ہمہ تن سہو سراسر نسیان سلمہ اللہ تعالےٰ پس از
دفتر دفتر شکایت غفلت شعاری وسہل انکاری و بعد دعاے صحت واضح باد سخت
حیرانم کہ دفعۃً شمار اچہ میشود کہ بیچارہ بے سبب دست از تحریر خط بر داشتہ و جواب
خطوط بر طاق نسیان گذاشتہ از حاکم مطلق بیخبر باطمینان تمام صبح و شام بسر میکنید

نمیدانم که کدامی حرکت خلاف طبع شما از من بظهور میرسد که بپاداش آن ما ما در انتظار
لیل و نهار میگذرد اینوضع از لیاقت شما صدها فرسنگ دورست پروردگار عالم
گوش و هوش عقل و تمیز بآن عزیز عطا فرموده غلغلهٔ سعادتمندی زبان زد خاص و عام
ست آیا درین چه مصلحت اندیشیده اید مرا هم مطلع نمائید وگرنه ازین حرکت
دست کشیده بعد هفته نه در عرصهٔ یک ماه هم یک پرچه اینقدر سنگین ست که نمیرسد
سخت افسوس بحال خود میکنم هرچند که عزم نموده بودم که حالا من هم سلسله جنبان این امر
نشوم که خلاف طبیعت شماست لیکن از مهر خود مجبورم درینولا شنیده میشود که صورت
آب و هوای آنجا متغیر و ناسازود و در قضایا زست لهذا ناچار نقض عهد خود نموده
مینویسم که تا مقدور از حرارت آفتاب احتیاط ساخته وقت دوپهر یا تا زت از جای
خود حرکت نباید کرد و در غذا هم پرهیز شرط که سریع الهضم غذا باشد از بقولات دست کشند
در هر گوشهٔ مکان سرکه بپاشند و در هر خانه دود لوبان هم نمایند و اکثر اوقات شربت فالسه
و آلوی بخارا باستعمال باید آورد صرف قلیه و پھلکه در غذا شود هرچند آنچه کاتب قدرت
نوشته است کمی و بیشی دران ممکن نیست مگر مقتضای بشری همین ست که از طرف خود
بے احتیاطی نباید نمود و کیفیت این خبر مفصل بنویسند که چیست درینجا عارضهٔ چیچک قتل عام
نموده صدها طفل یکساله تا دوازده ساله بعرض هلاکت رسید نوبت باینجاست که اکثر
جوان و پیر درین بلا اسیر شدند مگر دیگر خیریت ست درانجا صورت چیست تحریرش
ضرورست لله غفلت نباید کرد آنچه شد شد حالا ازان درگذشته بهفته عشره نویسان
حالات باشند و آنچه ستم از دست عوارض برمن گذشت چه تحریر کنم هنوز از تحریک نزله
فرصت نیست نوبت باینجاست که از بلغم دماغ بوی بدمی آید علاوه روزی پشت پا
خراشیدم بست روز حس و حرکت موقوف ماند حالا صحت ست و تا حال زر تنخواه وصول
نشده و کیفیت مقدمه بنویسند که چه شد که تسکین شود و اگر این بار در جواب تامل شد بخدا
که باز نخواهم نوشت افسوس که شما را از حال من اینقدر غفلت است نمیدانید که غنیمت
ست چراغ سحری باید شمرد قافله ها راهی شدند من را چه اعتبار ست لبکه ضعف مستولی است

هر بار بجز خیال مرگ دیگر تصور هیچ نیست مجرد رسیدن خط جوابات هر مقدمه فوراً باید نوشت
که تسلی خاطر گردد خطی بنام قطب الدوله بهادر میرسد خود این را نزد خانصاحب ممدوح
رسانند شب این ماجرا شنیدم صبحی خط نوشتم اینوقت انتشار خاطر هم دارم که هشت
پاس ست که هیچ نخورده ام آینده به دلجمعی دیگر خواهم نوشت درینولا میر محمود علیصاحب
تشریف آورده اند و جلد قصد روانگی دارند شئے معلومه خواهم فرستاد زیاده دعا

رقعه ۶ جان پدر مد الله عمره بعد دعای خیر واضح باد از نزد شما جدا شده شام
به اونام رسیدم صبحے آن در نوابگنج دیروز شنبه قریب دوپهر وارد لکهنو گشتم هنوز رنج و
کسل راه فراموش نشده دو سه روز جای نرفته ام درینولا عزم نواب عالی بسمت کانپور
است یقین که دیگر روسا روانه شود دوا اگر استعمال دوا کنند اول نزد حکیم کرامت علیخانصاحب
رفته بصلاح بخورند و حالش بنوک قلم آرند و گاه گاه نزد حکیم کرامت علیخانصاحب آمد و رفت
ضرورست بنده وعده نموده ام آدم خوب هستند دیگر مقدمه اینست شخصی که بمحبت خود
مبتلا زبان زد شاه و گدا شده باشد پاس خاطر او ضرورست چراکه باز بدست نمی آید
مثل مشهور ع قدر نعمت ست بعد زوال ✽ و بعید از جوانمردی ست زیراکه برای این
قوم هیچ ست الا احسان فراموشی بعید از انصاف دور ملال هر دم آخر کار صحبت برآشفته شود
رفته رفته نوبت بقطع ملاقات میرسد آن زمان افسوس می آید که چه کردم ع چرا
کاری کند عاقل که باز آید پشیمانی ✽ تا مقدور از جانب خود چنان نشود که موجب چشمک
همچشمان باشد وگرنه تمام عمر یکسان بسر شدن نهایت دشوار ست دو چار روز هم غنیمت
ست العاقل تکفیه الاشاره درباب فرستادن کتاب فسانه سعی بکار برده آن را روانه
کنانیده دهند و بمن اطلاع نمایند و عزم رسالدار صاحب بکانپور ست رسم انسانیت
بجا آرند و بے پروائی نکنند و این عنایت علی بیگ که بخانه شما مقیم هستند که من گفته بودم
درینجا حسب و نسب شان دریافت نمودم پسر نور الله بیگ همشیره زاده میر نواب
من شناخته بودم چونکه نه شنیدم که نور الله بیگ سوداگر شبهه گردید که سوداگر کدام است
همشیره نور الله بیگ بخانه فرنگی بود داشته تگری صاحب نام داشت باقی خیریت

بجلدی تمام نوشته ام بعد آمدن خط تا بدلجمعی خواهم نوشت پرچه میر محمود صاحب
لفافه نموده حواله کنند و خط حکیم کرامت علی خانصاحب جلد بخدمت شان خود رفته
رسانیده جوابش باید گرفت زیاده دعا

رقعه عزیز از جان سعادت و اقبال نشان سلمہ اللہ تعالیٰ بعد دعاے
صحت و سلامت واضح باد پرچهٔ آنعزیز بدست میان اصغر صاحب رسید زبانی او
حال خانه خرابی شیخ مخدوم بخش شنیده صبحی که چهارشنبه بود اصغر را همراه گرفته نزد
مخدوم بخش رسانیدم و نفرین کردم که از من چرا اطلاع نکردی بجز حجاب جواب نداد
قریب شام اصغر باز آمد در یجا شب باش شد بروز پنجشنبه شیخ مخدوم بخش بیچاره
آمده تمام سرگذشت بیان نمودند که انچه بر من گذشت بدولت برادر میان اصغر بود
که او را ورغلانیده مع اسباب و روپیه بر تهانه برده از من جدا کرد هر چند که خبرگیری آب
و نان او میکردم هیچ خیال نکرد حال میان اصغر باید شنید که از ان روز بے اطلاع
رفتند دیروز که چهارشنبه چهارم شعبان بود قریب شام آمده گفتند که فردا میروم سخت
ناگوار طبیعت شد که گفته بودم بسنج و غیره و شمشیر شما که تیار کنانیده ام خواهم فرستاد
همه را موقوف داشتم گفتند ناحق اینقدر زحمت برای خاطر مخدوم بخش کشیدم آنوقت
البته گفتم که بر مخدوم بخش احسان چیست فقط باحتیاط برادر خود آمده بود دیدحالا لازم که میر
مرادعلی را روانه کرده دهند و مرزا آغا جان اگر پایجامه تیار کرده باشند بدست
میر مرادعلی بفرستند و گرنه بکدامی حیله گرفته آنرا دوخت کنانیده روانه کنند چرا که من
به او شان فرمایش نکرده بودم بمنت خود گفتند که پایجامه بمن دهید در یک روپیه چکن
تیار میشود به یک روز حالا بیک ماه رفت و مثل تو خریده هم فرستاده دهند و یک قطعه خط
اسمی میر محمود صاحب نوشته بودم و مولوی فیض علیصاحب را تاکید بود که زائچه قبله عالم که
در نوروز نموده اند آنرا جلد فرستاده دهند بست و یکم رجب بود که فرستادم امروز پنجم
شعبان است صدای برنخاست بپرسید که چه شد و زبانی اصغر معلوم شد که خواهش
چوری زردوزی ست اگر مطلوب باشد بنویسند که تیار کنانیده بفرستیم در بازار هم نمیرسد

وشمشیر شما تیار ست بخدا ہر مبصر کہ دید تعریف نمود کہ بے مثل ست ہمچو فرخ بیگے لالون دار
درینولا کم بہم میرسد لائق بستن است بحفاظت داشتن چرا کہ شئے خوب مثل اسلحہ ہر بار بدست
نمی آید حالا قرولی شمشیر ہر دو خوب اند و در فکر ہستم کہ اگر قبضہ پرچ دار تحفہ دستیاب
میشود میفرستم ہر چند کہ قبضہ این شمشیر نیز لاجواب ست مگر چسپان نیست ہمین شمشیر
ہست کہ آہن و زرہ می تراشد و عزیز من اگر بعد یک ماہ ہم خط بنویسند بعید نیست امروز
سہ چہار روز کم یکماہ است کہ در لکھنو رسیدہ ام درین مدت یک پرچہ آن نور بصر رسید
مناسب نیست حرج یکساعت بیش نیست دیروز ما نجہ دختر نواب صاحب بود کہ با پسر محسن الدولہ
منسوبست تا ہفتدم نوبت برات وغیرہ خواہد رسید جلسہ قابل دیدنست دو من برنج و جفت
زردوزی و ظروف گلی یعنی جھجھر آبخورہ وغیرہ موجود ست فقط برآمدن میر مرادعلی موقوف ست
بجمیع خرد و کلان بقدر مراتب دعا سلام گفتہ دہند زیادہ دعا

رقعہ عزیز از جان نور چشم سعادت نشان مدا للہ عمرہ بعد دعاے صحت و سلامت
وتمنای دیدار فرحت آثار واضح باد سخت تعجب ست کہ بتاریخ چہارم صفر روز پنجشنبہ قطعہ خط
بجواب رقیمہ آن قرۃ العین وقطعہ دومی اسمی منشی نول کشور روانہ نمودہ ام امروز جمعہ
۱۲ صفر رسید چشم براہ شام و بیگاہ ماندم ہر چند کہ درینجا باعث عدم بارش تلاطم عظیم
بود از گرانی غلہ عجب پریشانی و سرگردانی رو نمود ہر چند داد بیداد خلق سر بفلک
رسانید لیکن دیدہ ابر تر نشد دیروز کہ پنجشنبہ بود قریب مغرب بارش شد
از انسان تا حیوان جان تازہ یافتند حال راقم سخت ابتر بود یاری از عنایت باری
صورت زیست بنظر آمد امروز کہ جمعہ ست وقت نماز ابر تیرہ بود مگر ترشح گردید زیادہ نوبت
نرسید ہنوز ابر موجود ست بجدے کہ بروز پنجشنبہ دربار رفتہ بودم مہاراج بہادر
کلمات مضطربانہ بزبان آوردند اگر دو سہ روز بارش نمی شد خدا داند کہ چہ کیفیت بظہور
می آید بیرون شہر در دیہات بے انتظامی رو دادہ کہ دہ پانزدہ شخص جمع شدہ ہر جا کہ
غلہ یافتند مع دیگر اسباب بغارت بردند پروردگار ارحم الراحمین ست عنایت فرمودہ
از سبب بارش دو ساعت صورتی دیگر پیدا گشت وگرنہ امروز فساد تازہ می شد

معلوم نگردید کہ خط رسیدند و نزد منشی صاحب رسانیدند چراکہ بروز دوم خط میرسد نکہ امروز یوم نہم ست حضور بجلد عال برنگارند و بخدمت منشی صاحب آمد و رفت پر ضرور است کہ مثل وجواب خود نمیدارند اگر کیفیت معلوم شود بہر کیف خود را در انجار سانم چراکہ عزم انبالہ داشتم تہیدستی مانع شد آن نور چشم در انجار فتہ زبانی بگویند کہ اگر بدولت حضور والدم حاضر شوند بیک کرشمہ دو کار ست کہ مایان مشتاق آمدن او شان و خود متمنی ملازمت حضور درین صورت طلبیدن نزد فقیر مصلحت ست کہ بدولت جناب
من ہم کامیاب خواہم شد فقط

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ رب العالمین کہ ان ایام فرخندہ انجام مین مجموعۂ اثر دو فارسی رقعات بلاغت وفصاحت مرقعات چکیدۂ خامۂ سحر نگار شاہ اقلیم انشا پردازی وسخنوری حضرت مرزا رجب علی بیگ سرور لکھنوی مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین حسب ایماے آقاے نعمت جناب منشی پراگ نرائن صاحب راے بہادر مالک مطبع ہذا بار پنجم ماہ جون ۱۹۱۰ء برنگ انطباع روکش مرقع مانی ہوا رنگ آراے روزگار پسندیدۂ عالم فرماوے آمین

قطعہ تاریخ طبع سابق نتیجہ فکر رسای مورخ باکمال منشی بھگوان دیال المتخلص بہ عاقل سلمہ اللہ تعالی ایجنٹ مطبع ہذا

طبع گردید بطرز احسن	این چہ انشاے طرب زای سرور
گفت دل سال اشاعت عاقل	بہجت جان بو دانشاے سرور ۱۳۰۴ھ

اعلان - حق تالیف اس کتاب کا بحق نولکشور پریس محفوظ ومحدود ہے

انشاے مولانا جامی۔	۲ر۶ پائی
انشاے طاہر وحید۔ بلیغ مشہور درسی۔	۴ر۹ پائی
انشاے فائق۔ مشہور درسی۔	ار
انشاے دولت رام۔ مشہور عام۔	۹ پائی
انشاے صفدری۔ رقعات فارسی و مقابل مین رقعات اُردو عمدہ طرز تعلیم۔	۲ر۹ پائی
ریاحین عظیم۔ مکتوبات عبارت رنگین از ملا غیاث الدین مصنف غیاث اللغات نادر فقرات۔	۴ر
انشاے گلزار عجم۔ مصنفہ مولوی قبول احمد فاروقی	۲ر۳ پائی
دستور الصبیان۔ مشہور عام۔	۹ پائی
دستور المکتوبات۔	۹ پائی
انشاے دلاویز۔ تلازمہ شطرنج از مولوی عبدالعزیز آروی۔	۱ر۶ پائی
انشاے عجیب۔ خالص فارسی الفاظ از منشی محمد جعفر۔	ار
رقعات احسن۔ مسمّی بہ ارتنگ فرنگ از حکیم محمد احسن	
ظہیر الانشاء۔ از منشی نامی ظہیر الدین بلگرامی۔	۳ر۶ پائی
انشاے صفیر بلبل۔ مع صحت نامہ عبارت متین عمدہ ہے	۳ر۶ پائی
انشاے دلکشا۔ مشہور درسی کتاب جامع ہر قسم تحریرات۔	۱ر۶ پائی
	۲ر
انشاے ہرسہاے۔ عمدہ عبارت وطرز مفید۔	۲ر
انشاے راحت جان۔ جامع اقسام تحریرات	۲ر۹ پائی
رقعات عالمگیری۔ شاہانہ عبارت سلطان عالمگیر	۱ر۹ پائی
رقعات عزیزی۔ از منشی عبدالعزیز آروی۔	۹ پائی
رقعات مرزا قتیل۔ مشہور درسی۔	۳ر
رقعات ابوالفضل۔ وزیر سلطان اکبر۔	۴ر۳ پائی

انشاے ابوالفضل۔ درسی مشہور۔	۱۳ر
شرح ابوالفضل۔ از مولانا غیاث الدین مرحوم مصنف غیاث اللغات۔	عہ ر
تلخیص انشاے ابوالفضل۔ نہایت نفیس خلاصہ فرامین وخطوط بعبارات بلیغ رنگین خوشخط واضح۔	۸ر
انشاے خیالات نادرہ۔ مضامین لطیف۔	۲ر
انشاے فیض رحمانی۔ از حکیم حافظ عبدالرحمٰن حیرت بیمثال نہایت مفید اطفال۔	۱۱ر
انشاے بے نقاط۔ مصنفہ منشی کامتا پرشاد متخلص بہ نادان۔	۶ پائی
مجمع الانشاء۔ مشہور متقدمین ومتاخرین اساتذہ مثل اُستاد ناصر علی سرہندی وغیرہم وخطوط سلاطین عظام مثل شہنشاہ عالمگیر وغیرہم کے خاص خطوط وفرامین بعبارت رنگین وبلیغ متین صنائع وبدائع کا عظیم الشان مجموعہ از منشی محمد امین بخط شکستہ نہایت مفید طلبہ۔	عہ ۔ ۱ر۹ پائی
انشاے منیر۔ مصنفہ میر صافی منیر لاہوری بخط نستعلیق	
ایضاً حسب مراتب بالا بخط شکستہ۔	۱ر۹ پائی
رقعات فیض آگین۔ از منشی نند کشور۔	
سہ نثر ظہوری۔ مشہور درسی۔	۳ر۹ پائی
شرح سہ نثر ظہوری۔ از ملا صہبائی نہایت عمدہ شرح۔	۹ر
شرح نورس ظہوری۔ از مفتی علامہ سعد اللہ مرحوم	۲ر
پنجرقعہ ظہوری۔ مع دو شرح داخل درس۔	۱ر۶ پائی
شرح پنجرقعہ۔ از مولانا صہبائی دہلوی۔	۶ر

پنج رقعۂ ولایت - از منشی ولایت حسین - [illegible]
رقعات گلزار ولایت - ۴ر
مینا بازار - ارادت خان مشہور درسی - [illegible]
شرح مینا بازار - از مولانا صہبائی دہلوی - [illegible]
شبنم شاداب - ظہیرائے تفرشی درسی - ۲ر
شرح شبنم شاداب - از مولانا صہبائی - ۶ر
رقعات بیدل - از اُستاد بےنظیر میرزا بیدل - ۵ر
رقعات - لچھمی نرائن مشہور درسی - [illegible]
رقعات - امان اللہ حسینی مشہور درسی -
رقعات نظامیہ - مشہور درسی - [illegible]
رقعات گلستان حکمت - بصنعت اقتباس عبارت گلستان سعدی - [illegible]
توقیعات کسریٰ - محشی درسی طباطبائی دستور نوشیروان عادل - [illegible]
حسن عشق نعمت خان عالی - مشہور درسی - [illegible]
حسن عشق - منصب علی ہمرنگ اول - ۳ر
مجموعۂ تحقیقات - اُستاد صہبائی دو جلدین (جلد اول) چار کتابون کی شروح اور (جلد دوم) آٹھ شروح و قواعد بلاغت وغیرہ - [illegible]
کلیات نثر - مرزا غالب دہلوی سہ نثر مثل ظہوری - ۱۲ر
مظہر العجائب - مرادف فقرات از مرزا قتیل - ۸ر
منشآت برہمن - چندربھان بخط شکستہ - [illegible]
گفتگو نامہ - اطفال کی تعلیم فارسی گفتگو مطبوعۂ نظامی - [illegible]
رسائل طغرا مع رقعات محشی از ملا طغرا مشہور درسی - [illegible]

انشائے تحفۃ الحمید - ہمرنگ طاہر وحید قابل دید - ۵ر
تاج المدائح - رنگین فقرات مدحیہ از منشی انوار حسین اُستاد - [illegible]
نگارنامۂ منشی - از ملکزادۂ منشی شاہانہ کلام - ۶ر
صحیفۂ شاہی - از ملا حسین واعظ کاشفی بفرمائش سلطان حسین صفوی ہر قسم کے القاب و آداب و دعائین و اشعار عربی و فارسی - [illegible]

کتب ابتدائی تعلیمی درسی مبتدیان

ترجمۂ مامقیمان - مترجمۂ لالہ کنھیا لال - [illegible]
تشریح الحروف - کلان اُردو ناگری از منشی منا لال - [illegible]
تشریح الحروف - مولفۂ پنڈت دیبی پرشاد - [illegible]
رجسٹر حاضری - طلباے اسکول - [illegible]
لڑکون کا کھیل - دانش آموزی کے ڈھنگ کے نصائح مولفۂ پنڈت راج بہادر - ۱ر
حروف تہجی - مصنفۂ راجہ شیو پرشاد سی - آئی - ای ترجمۂ برن مالا ناگری - ۶ر
حلواے بیدود - دستور التعلیم نیک چلنی کے مع حکایات مثالیہ - [illegible]

کتب عروض و قافیہ

معیار البلاغۃ - علوم معنی و بیان و عروض و قافیہ و اقسام نظم و نثر مصنفۂ منشی دیبی پرشاد متخلص بہ سحر - ۴ر
مطلع خورشید - خاص در فن قافیہ از مولوی منظر احمد - [illegible]

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔